بسم اللہ الرحمن الرحیم

# النور آن لائن

ریاستہائے متحدہ امریکہ

جنوری ۲۰۲۶ء

صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت امریکہ انصار اللہ اجتماع ۲۰۲۵ء (بائیں)

پروفیسر راجہ برہان احمد صاحب مربی سلسلہ، مرکزی نمائندہ (دائیں)

# سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ امریکہ ۲۰۲۵ء

(دائیں سے بائیں) منصور قریشی صاحب صدر مجلس، مبلغ انچارج امریکہ اظہر حنیف صاحب، مکرم پروفیسر راجہ برہان احمد صاحب مربی سلسلہ، مرکزی نمائندہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ البقرہ ۲۵۸


ریاستہائے متحدہ امریکہ

# النور آن لائن

Al-Nur Online USA

جلد نمبر4 فتح 1404ہش—دسمبر 2025ء ربیع الاخر1447ہجری شمارہ نمبر12



نگران:

ڈاکٹر مرزا مغفور احمد، امیر جماعت، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مشیر اعلیٰ:

اظہر حنیف، مبلغ انچارج، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مینجمنٹ بورڈ

انور خان (صدر)، سیّد ساجد احمد، محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر، سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری رشتہ ناتا

مدیر اعلیٰ:

امۃ الباری ناصر

مدیر:

حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین

:ڈاکٹر محمود احمد ناگی، طاہرہ زرتشت، زاہدہ ظہیر ساجد

سرورق:

لطیف احمد

# اس شمارے میں


مساجد کی اہمیت ............ 3
دعا کریں یہ سال ہمارے لیے بے شمار برکتوں کا سال ہو ............ 4
پاکستان کے احمدیوں اور دنیا کے مظلوموں کے لیے دعاؤں کی تحریک .... 5
آسٹریلیا میں دہشت گرد حملے کے متعلق سربراہِ جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کا بیان ............ 5
نیا سال مبارک ............ 6
سالِ نو مبارک: پیغام صدر لجنہ اماءِ اللہ یو ایس اے ............ 7
مناجات ............ 8
دسمبر ۲۰۲۵ کے خطباتِ جمعہ کے خلاصے ............ 9
قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں تبلیغ کے حوالے سے زرّیں نصائح ............ 10
قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں تبلیغ کے حوالے سے زرّیں نصائح ............ 19
پتھر سے گہر تک ............ 28
امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ساؤتھ ایسٹ ریجن کے ایک وفد کی ملاقات ............ 29
امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ورجینیا ریجن کے ایک وفد کی ملاقات ... 34
اعلانِ نکاح ............ 41
امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہیومینٹی فرسٹ کے تیس سال مکمل ہونے پر اس کی خصوصی انٹرنیشنل کانفرنس سے بصیرت افروز خطاب کا خلاصہ ............ 42
بنیادی مسائل کے جوابات (قسط ۱۰۴) ............ 46
غزل ............ 48
سالانہ اجتماع انصار اللہ امریکہ ۲۰۲۵ء ............ 49
مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کی فضل عمر قائدین کانفرنس اور اطفال ریفریشر کورس کا انعقاد ............ 50
جماعت احمدیہ لکسمبرگ کے چوتھے جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا انعقاد ...... 52
برکینا فاسو کا چونتیسویں جلسہ سالانہ ............ 53
جماعت احمدیہ مالٹا کے ساتویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد ............ 55
جرمنی کے شہر NORDHORN میں مسجد صادق کا بابرکت افتتاح ... 56
کونگو کنشاسا کے ریجن KIKWIT میں MANGAI میں مسجد بیت الکریم کا افتتاح ............ 58
سیرالیون کے ساؤتھ ریجن میں مساجد و سکول کا بابرکت افتتاح ........ 59
کینیا کی NAROK COUNTY میں OLASIT ٹاؤن میں پہلی احمدیہ مسجد کا افتتاح ............ 62
اکرا (ACCRA)، گھانا، میں نئے ریجنل ہیڈکوارٹر، مشن ہاؤس اور نئی تعمیر شدہ عظیم الشان ریجنل مسجد آدم پر مشتمل تین منزلہ عمارت کا افتتاح ............ 64
جماعت احمدیہ مالٹا کے ساتویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد ............ 67
چونتیسواں جلسہ سالانہ بینن ۲۰۲۵ء ............ 69
کیا آپ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟ ............ 71
محفوظ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے دعاؤں کی خصوصی تحریک ....... 76

# مساجد کی اہمیت

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ○

(سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۸)

اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے۔ اور نمازوں کو قائم کرتا ہے اور زکٰوۃ دیتا ہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا سو قریب ہے کہ ایسے لوگ کامیابی کی طرف لے جائے جائیں۔

حدیثِ مبارکہ: مسجد بنانے کا اجر

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِي عَمْرٌو، اَنَّ بُكَيْرًا، حَدَّثَهُ اَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ، سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ الْخَوْلاَنِيَّ، اَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، يَقُولُ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيهِ حِينَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُولِ صلى الله عليه وسلم اِنَّكُمْ اَكْثَرْتُمْ، وَاِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ "مَنْ بَنَى مَسْجِدًا۔ قَالَ بُكَيْرٌ حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ۔ يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ، بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ".

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، حدیث نمبر ۴۵۰)

ہم سے یحیٰ بن سلمان نے بیان کیا (انہوں نے کہا) ابن وہب نے مجھ سے بیان کیا کہ عاصم بن عمرو بن قتادہ نے انہیں بتلایا کہ انہوں نے عبید اللہ خولانی سے سنا کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد بنوائی اور لوگ ان کے متعلق چہ میگوئیاں کرنے لگے یہ کہتے ہوئے سنا: تم نے بہت باتیں کی ہیں اور حالانکہ میں نے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جس نے مسجد بنوائی۔ بُکیر نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ کہا اور وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس جیسی عمارت بنائے گا۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعودؑ تعمیر مساجد کی فلاسفی بیان فرماتے ہیں:

یہ تجلی نشأۃ ثانیہ اور تبدلات روحانیہ کے لئے ہے اور یہ نظام خیر کی بنیاد کے لئے پہلی اینٹ ہے اور نیز مساجد کی تعمیر اور دیر کی خرابی کے لئے اور اس میں آسمانی قوتیں زمینی قوتوں پر غالب آجائیں گی اور مسیحی نور دجالی حیلوں سے بڑھ جائیں گے اور خدا تعالیٰ اپنی خلقت کو ایک روشن چراغ دکھائے گا پس وہ فوج در فوج دینِ الٰہی میں داخل ہوں گی۔ (روحانی خزائن، جلد ۸، صفحات ۲۳۷۔۲۳۸، نور الحق حصہ دوم، صفحہ ۴۲)

حضرت مسیح موعودؑ مساجد کی ضرورت کے بارے فرماتے ہیں:

اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیّت بہ اخلاص ہو محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شرّ کو ہر گز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔۔ (ملفوظات جلد ہفتم، صفحات ۱۱۹ تا ۱۲۰، ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

# دعا کریں یہ سال ہمارے لیے بے شمار برکتوں کا سال ہو

(مسجد مبارک اسلام آباد، ٹلفورڈ، ۲؍جنوری ۲۰۲۶ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲؍جنوری ۲۰۲۶ء کے آخر میں دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

کل سے نیا سال شروع ہو چکا ہے، جانتے ہیں لوگ۔ ایک دوسرے کو مبارک بادیں بھی دے رہے ہیں۔

**دعا کریں یہ سال ہمارے لیے بے شمار برکتوں کا سال ہو، اللہ تعالیٰ مخالفین اور دشمنوں کے منصوبے خاک میں ملادے اور جماعت کو پہلے سے بڑھ کر ترقیات سے نوازے۔**

ہم جو باہر کے ملکوں میں بھی ہیں، خاص طور پر آزاد ملکوں میں، آزاد ہیں اور نئے سال کی خوشیاں منا رہے ہیں بلکہ پاکستان وغیرہ میں بھی لوگ منا رہے ہیں ایسے وقت میں **اسیر بھائیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔**

پاکستان کی جیلوں میں جیسا کہ گذشتہ دنوں میں نے بتایا تھا مبارک ثانی صاحب جن کو عمر قید کی سزا دی اور دوسرے اسیر ہیں، قید و بند کی حالت میں ہیں اس حال میں بھی وہ نئے سال میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے داخل ہو رہے ہیں، کوئی شکوہ نہیں ہیں انہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انہوں نے لوہے کے کڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے جلد سامان پیدا فرمائے۔ ہمیں بھی اور ان اسیروں اور مشکل میں گرفتار سب احمدیوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ادراک پہلے سے بڑھ کر حاصل ہو۔ مشکلات کی وجہ سے ہماری اللہ تعالیٰ سے محبت میں کمی ہونے کی بجائے اس میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہو۔ مظلوموں کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام مظلوموں کو ظالموں کے پنجے سے چھڑائے اور دنیا میں امن قائم ہو۔

(الفضل 5 جنوری 2026ء)

# پاکستان کے احمدیوں اور دنیا کے مظلوموں کے لیے دعاؤں کی تحریک

(مسجد مبارک اسلام آباد، ٹلفورڈ، ۲۶؍ دسمبر ۲۰۲۵ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶؍ دسمبر ۲۰۲۵ء کے آخر میں پاکستان کے احمدیوں کے لیے دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

پاکستان کے احمدیوں کے لیے آج کل دعا کریں۔ بہت دن ہوئے جو ایک مقدمہ چل رہا تھا مبارک ثانی صاحب کا، ان کو ادھر سیشن جج نے عمر قید کی سزا سنائی ہے اور الزام یہ ہے کہ قرآن کریم رکھا ہوا تھا، اسے پڑھتے بھی تھے اور پڑھاتے بھی تھے۔ یہ اب عدالتوں کا حال ہے ان سے کیا بہتری کی امید رکھی جاسکتی ہے۔

اس فیصلے پر تو غیروں نے بھی لکھا ہے کہ کیا مضحکہ خیز فیصلہ ہے! گو بعض مولویوں نے عمومی طور پر بڑا سراہا ہے اس فیصلے کو اور بڑی تعریف کی جارہی ہے جج کی۔ لیکن انصاف پسند لکھنے والے لکھتے ہیں، بعض لوگوں نے مذاقیہ انداز میں لکھا ہے کہ اتنا بڑا جرم ہے کہ قرآن کریم پڑھتا ہے اور گھر میں رکھا ہوا ہے اور بچوں کو پڑھاتا ہے! تو یہ بہرحال ان نام نہاد علماء اور ان کے چیلوں کا حال ہے۔ اگر حکومت کی اور حکومت کی جو انتظامیہ ہے وہ بھی ان مولویوں کے پیچھے چل کر اسی بات پر بعض جگہ عمل کر رہی ہے۔

بہرحال **ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی جلد پکڑ کے سامان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ انشاء اللہ جلد ان پر آئے گی اور اس کے آثار نظر بھی آرہے ہیں لیکن ہماری دعاؤں میں کمی یا عمل یا عبادت کے حق صحیح نہ ادا کرنے کی وجہ سے اس میں تعطل نہ ہو جائے۔** اس کی فکر ہونی چاہیے جیسا کہ آنحضرت ﷺ بھی اس خوف سے بعض بادلوں کو دیکھ کے دعا کیا کرتے تھے بس **دعاؤں کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔**

**اسی طرح باقی دنیا کے مظلوموں کے لیے بھی دعا کریں** اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر ایک کو امن عطا فرمائے اور ہر فتنہ فساد سے بچا کے رکھے۔ (آمین۔)

(الفضل، 29 دسمبر 2025ء)

# آسٹریلیا میں دہشت گرد حملے کے متعلق سربراہِ جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کا بیان

مورخہ ۱۴؍ دسمبر ۲۰۲۵ء

آج آسٹریلیا کے شہر سڈنی کے بونڈی بیچ پر ہونے والے دہشت گرد حملے کے متعلق جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کے سربراہ، خلیفۃ المسیح الخامس، حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: "جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کی جانب سے مَیں آسٹریلیا میں یہودی برادری کے معصوم افراد کو نشانہ بنانے والے گھناؤنے دہشت گرد حملے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔

کوئی بھی چیز کبھی بھی ایسی پُر تشدد کارروائیوں کا جواز فراہم نہیں کر سکتی۔ اسلام انسانی جان کے مکمل احترام اور تقدس کا علم بردار ہے اور یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک معصوم انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔ لہٰذا دہشت گردی اور نفرت آمیز کارروائیاں اسلام کی حقیقی تعلیمات کے سراسر منافی ہیں۔ بحیثیتِ مسلمان ہمارا ایمان ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم ہر مذہب اور عقیدے کے ماننے والوں کے ساتھ محبّت، ہمدردی اور شفقت کا برتاؤ کریں۔

ہم اس المناک سانحے سے متاثرہ تمام افراد کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور زخمیوں کی جلد صحت یابی کے لیے دعا گو ہیں۔"

(شعبہ پریس اینڈ میڈیا)

(الفضل، 16 دسمبر 2025ء)

# نیا سال مبارک

پیغام صاحبزادہ مرزا مغفور احمد، امیر جماعتہائے احمدیہ امریکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم احبابِ جماعت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں احبابِ جماعت کو نئے سال کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ ہم اس نئے سال میں اس عزم کے ساتھ داخل ہوں کہ ہم اپنے حقیقی معبود کو پہچانیں اور صرف اُس کی رضا کے طالب ہوں۔ اللہ کرے کہ ہم اس سال کچھ وقت نکال کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''الوصیت'' کا مطالعہ کریں۔ اللہ کرے کہ ہم اُن کے آخری الفاظ پر غور و فکر کریں، جن میں انہوں نے ہمیں محض ایک سال کے لیے نہیں بلکہ ساری زندگی کے لیے اصلاحِ نفس کی نصیحت اور تاکید فرمائی ہے۔ ذیل میں اُن کی دل سوز نصائح میں سے چند الفاظ پیش ہیں:

> ''اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہو گا۔ اور وہ گھر بابرکت ہو گا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہو گی۔ جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہو گا جہاں ایسا آدمی رہتا ہو گا۔ اگر تمہاری زندگی اور موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لیے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ''

(الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ ۳۰۸)

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی خاص حفاظت میں رکھے اور آپ پر اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ دعا ہے کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پہلے سے بڑھ کر مضبوطی سے قائم کر سکیں۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا مغفور احمد

(اردو پیشکش از امۃ الباری ناصر)

# سالِ نو مبارک: پیغام صدر لجنہ اماءِ اللہ یو ایس اے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

محترم لجنہ اماء اللہ اور ناصرات،

نیا سال مبارک ہو!

جب آپ اپنے اہلِ خانہ اور عزیزوں کے ساتھ وقت گزار رہی ہوں تو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کا خاص اہتمام کریں۔ اس نئے سال میں ہمیں تقویٰ اور پرہیز گاری کی صفات کو اپنانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور بیعت کی دس شرائط پر عمل کرنے کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ قادیان 2025 کے اختتامی خطاب میں تقویٰ اور پرہیز گاری کی صفات پر خصوصی زور دیا گیا۔ نیز حضورِ انور نے ہمیں اس بات کی یاد دہانی کروائی ہے کہ بیعت کی دس شرائط کا باقاعدہ جائزہ لیں اور ان پر عمل کریں، اور انہیں ایسی جگہ آویزاں کریں جہاں وہ ہمیں بار بار یاد آتی رہیں۔

ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کی دس شرائط کے ذریعہ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک وفاداری کا عہد کرتے ہیں۔ اختصار کے ساتھ یہ شرائط درج ذیل ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا

2۔ جھوٹ اور تمام قسم کے گناہوں سے اجتناب

3۔ نماز کی باقاعدگی

4۔ دوسروں کو نقصان پہنچانے سے پرہیز

5۔ اللہ تعالیٰ سے وفاداری

6۔ غیر اسلامی رسوم سے اجتناب

7۔ فروتنی اور عاجزی کی زندگی بسر کرنا

8۔ ایمان کو ہر چیز پر مقدم رکھنا

9۔ اللہ کی مخلوق کی خدمت میں مصروف رہنا

10۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اخوت کا تعلق قائم رکھنا اور اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھانا (بیعت کی شرائط)

اپنی نعمتوں پر غور کریں، دوسروں اور ساری انسانیت کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو بھلائی بھی تم خود اپنی خاطر آگے بھیجتے ہو اسے تم اللہ کے حضور موجود پاؤ گے۔ یقیناً اللہ اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہے جو تم کرتے ہو۔ (البقرہ:۱۱۱)

اس طرح یہ نیا سال حقیقی معنوں میں خوشحالی اور برکت کا سال ہو گا۔ آمین۔

نیا سال مبارک ہو! جزاکم اللہ احسن الجزاء —

اللہ تعالیٰ آپ کو اس نئے سال میں بہترین اجر عطا فرمائے۔

والسلام، ضیا طاہرہ بکر، اللہ کی بندی، خلافت کی خادمہ

(اردو میں پیشکش: طاہرہ ناز زرتشت خان)

# مناجات

اے میرے پیارے مَولا دِل کا سُرُور ہو جا
میں تجھ کو دیکھ پاؤں آنکھوں کا نُور ہو جا
قرآن تجھ سے سیکھوں نُورِ شُعُور ہو جا
اَخلاق اپنے دے دے مجھ میں ظُہُور ہو جا
فَضلوں کی کر دے بارش مآءِ طَہُور ہو جا
تیرا ہو شُکر کیسے تُو ہی شکُور ہو جا
لے نہ حساب میرا ایسا صَبُور ہو جا
بخشش ہی مانگتا ہوں رَبِّ غَفُور ہو جا

آمین یا ربّ العالمین

ڈاکٹر فرید احمد

اَلشَّکُورُ: بڑا قدر دان۔
اَلصَّبُورُ: بڑا تحمّل کرنے وال

# دسمبر ۲۰۲۵ کے خطباتِ جمعہ کے خلاصے

## خلاصہ خطبۂ جمعہ ۵ دسمبر ۲۰۲۵ مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

گذشتہ خطبے میں حضرت کعب بن مالکؓ اور بعض دوسرے صحابہؓ کا غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے اور اس پر آنحضرت ﷺ کی ناراضی کا ذکر ہوا تھا۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے بھی ذکر فرمایا ہے اور جماعت کو نصیحت فرمائی ہے۔ یہ ۱۹۳۶ء کی بات ہے۔ آپؓ اس واقعہ کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ یہاں (قادیان) میں تو مَیں نے دیکھا ہے کہ جن لوگوں سے بات چیت منع ہے وہ محلوں میں احمدیوں کے محلے میں بھی چلے جاتے ہیں، محلے والے سوئے رہتے ہیں کہ ان کو پتا ہی نہیں لگتا۔ یہاں کے بعض احمدی سانپوں کو پالتے ہیں مگر وہ یاد رکھیں کہ یہ سانپ نہ خدا کو ڈس سکتے ہیں، نہ خدا کے رسول کو اور نہ خلیفہ کو۔ یہ انہی کو ڈسیں گے جو ان کو پالتے ہیں۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ ہیں کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں لے لے اس کو کون ڈس سکتا ہے۔ حضورانور نے فرمایا کہ اُس زمانے میں بعض فتنے اٹھے تھے جس وجہ سے حضورؓ کو یہ فرمانا پڑا۔

غزوۂ تبوک کا سفر ایسا پُر حکمت اور بابرکت ثابت ہوا کہ سارے عرب میں مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں سارے عرب پر اسلام کا جھنڈا الہرانے لگا۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ تبوک سے واپسی کے بعد طائف کے لوگوں نے بھی اطاعت قبول کر لی اور اس کے بعد عرب کے متفرق قبائل نے بھی باری باری آکر اسلامی حکومت میں داخلے کی اجازت چاہی اور سارے عرب پر اسلامی جھنڈا الہرانے لگا۔

واپسی کے بعد ایک سریہ بھی ہوا تھا جسے سریہ خالد بن ولید کہا جاتا ہے۔ جسے نجران کے ایک حصے بنو حارث کی جانب روانہ کیا گیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق یہ سریہ ربیع الاوّل ۱۰ ہجری میں پیش آیا۔ اس سریے پر روانگی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کو یہ ہدایت کی تھی کہ اُس قبیلے پر حملے سے قبل تین دفعہ انہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ قبول نہ کریں تو تب ان سے لڑائی کرنا۔ حضرت خالدؓ نے اس ہدایت پر عمل کیا اور وہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔

حضرت خالدؓ نے ایک خط رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا جس میں لکھا کہ آپؐ کی ہدایت پر ہم نے انہیں اسلام کا پیغام پہنچایا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اب مَیں ان میں مقیم ہوں اور انہیں دین کے احکام اور اوامر و نواہی بتا رہا ہوں۔ اگلا جو حکم آپؐ کی جانب سے موصول ہو گا اس کے مطابق عمل کروں گا۔

آنحضور ﷺ نے اس خط کے جواب میں فرمایا کہ تمہارے خط سے معلوم ہوا کہ بنو حارث نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ پس تم انہیں ثوابِ الٰہی کی خوش خبری سناؤ اور عذابِ الٰہی سے ڈراؤ اور ان میں سے چند آدمی لے کر تم ہمارے پاس آجاؤ۔

حضرت خالدؓ ان میں سے بعض افراد کو لے کر آنحضور ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے۔ حضورِانور نے آنحضور ﷺ کے بنو حارث کے وفد کے ساتھ تفصیلی مکالمے کا ذکر فرمایا۔

آنحضرت ﷺ نے قیس بن حسین کو بنو حارث کا امیر مقرر فرمایا اور شوّال یا ذی قعدہ کے آخر میں انہیں واپس رخصت فرمایا۔ ان کی واپسی کے چار ماہ بعد حضور ﷺ کا وصال ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ کا آخری غزوہ، غزوہ تبوک تھا اور آخری سریہ جسے آپؐ نے روانہ فرمایا وہ لشکرِ اسامہ تھا۔

بخاری میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو حضرت زیدؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت کی خبر دی اور آپؐ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید نے اسلامی جھنڈے کو تھاما اور اللہ نے اُس کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح دی۔

حجۃ الوداع سے واپسی پر آپؐ جب مدینے واپس پہنچے تو اس وقت مسلمانوں کو جنوب کی جانب سے کسی قسم کا خطرہ باقی نہیں رہا تھا مگر شمال سے اہلِ روم کی طرف سے اب بھی خطرہ باقی تھا، کیونکہ اُن نصرانیوں کو ابھی تک اپنی قوت پر بڑا ناز تھا۔ اس لیے کسی وقت بھی ان کی جانب سے حملہ ہو سکتا تھا۔ اسی طرح ابھی جنگِ موتہ کے شہداء کا قصاص بھی باقی تھا۔ کیونکہ اس جنگ میں حضرت خالدؓ کی مہارت کی وجہ سے مسلمانوں کا لشکر واپس مدینے آنے میں کامیاب ہوا تھا۔ حج سے واپس آئے ابھی آپؐ کو زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ آپؐ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں ایک لشکر کو شام پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

اس لشکر کی تیاری جو حضورؐ کی بیماری سے قبل شروع ہو چکی تھی، آپؐ کی وفات

سے دو روز قبل بروز ہفتہ مکمل ہوئی۔ آپؐ نے ماہِ صفر کے آخر میں رومیوں سے جنگ کا حکم دیا تھا اور اس موقع پر حضرت اسامہؓ کو بلایا اور فرمایا کہ اپنے والد کی شہادت گاہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور انہیں یعنی دشمنوں کو روند ڈالو۔ مَیں نے تمہیں اس لشکر کا امیر مقرر کیا ہے۔

حضرت اسامہ آنحضور ﷺ کے ہاتھ سے بندھا ہوا جھنڈا لے کر روانہ ہوئے اور اسے حضرت بریدہ بن حصیبؓ کے سپرد کیا اور جرف مقام پر لشکر کو جمع کیا۔ جرف مدینہ سے تین میل شمال کی جانب ایک جگہ ہے۔ مہاجرین اور انصار کے معززین میں سے تقریباً تمام لوگ اس لشکر میں شامل تھے جن میں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت قتادہ بن نعمانؓ اور حضرت سلمہ بن اسلمؓ شامل تھے۔ ان تمام جیّد صحابہؓ پر حضرت اسامہؓ کو امیر مقرر کیا گیا تھا۔

لوگوں نے اس پر باتیں شروع کر دیں کہ اتنے بڑے بڑے صحابہؓ پر ایک لڑکے کو امیر بنا دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپؐ سخت ناراض ہوئے اور منبر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا۔ جس میں حضرت اسامہؓ اور اُن کے والد حضرت زیدؓ کے متعلق نہایت عمدہ باتیں فرمائیں۔

ایک جانب آپؐ کی بیماری بڑھ رہی تھی اور دوسری جانب آپؐ یہ اصرار فرما رہے تھے کہ اسامہ کا لشکر بہرحال روانہ ہو۔ اتوار کے روز لوگوں نے آپؐ کو دوا پلائی اور اس روز آپؐ کی طبیعت زیادہ بگڑ گئی۔ اسامہؓ جرف مقام سے واپس آپؐ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ آنحضور ﷺ بات نہیں کر سکتے تھے مگر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے اور اسامہؓ کے سر پر رکھ دیتے گویا آپؐ اسامہؓ کے لیے دعا کر رہے تھے۔

سوموار کو آپؐ کی طبیعت ذرا سنبھل گئی تو آپؐ نے اسامہؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی برکت سے روانہ ہو جاؤ۔ اسامہؓ واپس لشکر میں آئے اور روانگی کا حکم دیا۔ عین اسی وقت حضرت اسامہؓ کو حضور ﷺ کے آخری لمحات کے متعلق پیغام ملا۔ آپؓ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ وغیرہ صحابہ کو ساتھ لے کر واپس آئے اس وقت آپؐ پر نزع کی حالت تھی۔ کچھ ہی دیر بعد آنحضور ﷺ کا وصال ہو گیا۔

حضرت اسامہؓ کا لشکر حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کے بعد روانہ ہوا۔ اس لشکر کی تعداد تین ہزار تھی جس میں ایک ہزار گھڑ سوار تھے۔

یہ لشکر کامیابی کے ساتھ واپس آیا دشمن یا مارا گیا یا قیدی بنا۔ مسلمانوں میں سے کسی کا کوئی نقصان نہ ہو۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ غزوات کا سلسلہ ختم ہوا آئندہ سیرت النبی ﷺ کے بعض دیگر پہلوؤں کا ذکر دیکھوں گا۔

خطبے کے آخری حصے میں حضورانور نے دو مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

☆...مکرم عزیز الرحمٰن خالد صاحب مربی سلسلہ جو ۷۹ر سال کی عمر میں امریکہ میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

☆...مکرم ایدھی حمیدی صاحب آف انڈونیشیا جو گذشتہ دنوں ۷۷ر سال کی عمر میں عمرے کی سعادت کے بعد بیمار ہو کر مدینہ منورہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنت البقیع میں ان کی تدفین ہوئی۔

حضورانور نے دونوں مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔۔

## خلاصہ خطبۂ جمعہ ۱۲ دسمبر ۲۰۲۵

# قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں تبلیغ کے حوالے سے زرّیں نصائح

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل کی آیت ۱۲۶ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا کہ اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور اُن سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا ربّ ہی اُسے، جو اِس کے راستے سے بھٹک چکا ہو، سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

اس کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآنِ شریف میں اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں بھی اور بہت سی دوسری آیات میں بھی جہاں تبلیغ کرنے کی تلقین فرمائی ہے وہاں احسن رنگ میں تبلیغ کرنے کی ہدایت دی ہے اور نصیحت کرنے کی تلقین فرمائی ہے تا کہ دوسروں پر اثر بھی ہو اور اس کا فائدہ بھی ہو۔

آج کل سوشل میڈیا کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ تبلیغ بہت آسان ہے۔ جو شوق رکھتے ہیں وہ یہ کام بڑے شوق سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا بعض ایسے بھی ہیں جو پبلک جگہوں پر جا کر، جہاں اِن ملکوں میں اجازت ہے وہاں تبلیغ کرنے کا شوق پورا کرتے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے، لیکن

**تبلیغ کے لیے بھی کچھ شرائط اور آداب ہیں جنہیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ ورنہ اُلٹا اثر ہو جاتا ہے۔ پس اس بات کو سمجھیں اور پھر تبلیغ کریں۔ کیونکہ بعض لوگ اپنی تبلیغ سے دوسروں پر منفی اثر ڈالتے ہیں اور بجائے مثبت اثر ہونے کے اُلٹا اثر ہو رہا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ غیروں کو جماعت پر بھی اور جماعت کی تعلیم پر بھی اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا ہے، جو حقائق سے دُور ہے۔**

پھر بعض لوگ جو نئے نئے اِس میدان میں آئے ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس بڑی دلیلیں ہیں، جب دلیلیں نہیں ہوتی اور مخالفین کو قائل نہیں کر سکتے جو ٹھوس دلیل نہیں دے سکتے تو مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں، حالانکہ مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل سے دلائل ہیں۔ ہاں! یہ اور بات ہے کہ کسی کو اُس کی سمجھ نہ ہو اور بیان نہ کر سکتا ہو۔ جماعت احمدیہ جو بات کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے حکمت اور دلائل کے ساتھ کرتی ہے اور اِس تعلیم کے مطابق کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآنِ کریم میں دی اور جس پر خود آنحضرتؐ نے عمل فرمایا۔ پس

**اِس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ ہم نے جو تبلیغ کرنی ہے، وہ احسن رنگ میں کرنی ہے۔**

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ کے بارے میں ایک بڑی اہم ہدایت فرمائی۔ آپؑ نے فرمایا کہ مجھ سے پوچھا گیا کہ امریکہ اور یورپ میں تعلیمِ اسلام پھیلانے کے لیے کیا کرنا چاہیے، کیا یہ مناسب ہے کہ بعض انگریزی خواں مسلمان مسلمانوں میں سے یورپ اور امریکہ میں جائیں اور وعظ اور منادی کے ذریعے سے مقاصدِ اسلام اُن لوگوں پر ظاہر کریں؟

آپؑ فرماتے ہیں کہ مَیں عموماً اِس کا جواب ہاں کے ساتھ کبھی نہیں دوں گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ صرف انگریزی خوانی ہی یا کسی زبان کے آنے سے ہی دین کا علم نہیں آ جاتا، بلکہ اِس کے اور بھی بہت سارے لوازمات ہیں۔ اِس میں علم بڑھانے کی ضرورت ہے۔

حضورِ انور نے تلقین فرمائی کہ پس

**پہلے ہر داعی اِلی اللہ اور تبلیغ کا شوق رکھنے والے کو اپنا علم بڑھانا چاہیے۔**

اعتراضوں کو جمع کریں، عموماً جماعتی لٹریچر میں اِس کے جواب موجود ہیں اور اگر نہ ہوں تو پھر ملک میں جو تبلیغ کی ٹیم بنی ہوئی ہے، اُن سے رابطہ کریں، اُن سے فائدہ اُٹھائیں اور اِس ٹیم میں بھی علم رکھنے والے جو لوگ ہیں اُن سے مدد لیں۔

پھر آگے آپؑ فرماتے ہیں کہ مَیں ہرگز مناسب نہیں جانتا کہ ایسے لوگ جو اسلامی تعلیم سے پورے طور پر واقف نہیں اور اُس کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں سے بالکل بے خبر اور نیز زمانۂ حال کی نکتہ چینیوں کے جوابات پر کامل طور پر حاوی نہیں ہیں اور نہ روح القدس سے تعلیم پانے والے ہیں۔

**یہ بھی بڑی ضروری چیز ہے کہ مبلغ کا، تبلیغ کرنے والے کا روح القدس سے تعلیم پانا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق بھی ہونا چاہیے۔**

تبلیغ کے بارے میں پہلی بات ہمیں یہ یاد رکھنی چاہیے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے اور آنحضرتؐ وہ واحد نبی ہیں، جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام لے کر آئے جو تمام دنیا کے لیے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام لوگوں، تمام دنیا اور تمام قوموں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور نبی بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن آج تک کی تاریخ دیکھ لیں کہ مسلمانوں کی کُل آبادی آج بھی دنیا کی آبادی کے چوتھے حصّے سے بھی کم ہے۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟ اِس کی وجہ یہی ہے کہ حکمت سے تبلیغ نہیں کی گئی اور وہ پیغام صحیح طور پر پہنچایا نہیں گیا۔

**بعض لوگ نیک نیتی سے کام کرتے ہیں، لیکن اُنہیں پوری طرح علم نہیں ہوتا یا تعلق باللہ کا وہ معیار قائم نہیں ہوتا، جو ایک داعی اِلی اللہ کا ہونا چاہیے، جس کے نتیجے میں پھر اُنہیں مایوسی ہوتی ہے۔**

حضورِ انور نے فرمایا کہ اِس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ آنحضرتؐ نے بھی تبلیغ کے لیے حکم دیے ہیں اور بعض ہدایات فرمایا کرتے تھے۔ ایک روایت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ

**ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ ہم لوگوں سے اُن کی عقلوں کے مطابق بات کریں۔**

پہلی بات یہی ہے کہ جس کی جتنی عقل ہے، جتنا اُس کا علم ہے، یا جس مزاج اور مذہب کا وہ آدمی ہے، اُس کے مطابق اُس سے بات کی جائے۔ مثلاً اگر مسلمانوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا بتانا ہے، تو اِن کو قرآن اور حدیث اور اُن کے بزرگوں کی کُتب سے بتانا چاہیے۔

**تبلیغ کرنے والوں کو آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مظلوم کی بدّدعا سے بچنا۔**

حضورِ انور نے فرمایا کہ جو لوگ تبلیغ کرتے ہوئے بعض دفعہ غصّے میں آکر مخالف کی زبان استعمال کرنے لگ جاتے ہیں، اُنہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ

**ہماری تبلیغ اخلاق کے دائرے میں ہی ہو۔ اُن کے پاس دلیل نہیں ہے، اِس لیے وہ غلط زبان استعمال کرتے ہیں، لیکن اگر ہم بھی غلط زبان استعمال کریں گے، تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس بھی کوئی دلیل نہیں۔**

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی مختلف کُتب میں تبلیغ کے حوالے سے سخت الفاظ استعمال کرنے سے اپنی جماعت کو روکا ہے اور یہی فرمایا کہ بعض جگہ مَیں نے یہ الفاظ بعض مجبوریوں کی وجہ سے استعمال کیے ہیں، لیکن تم لوگوں نے نرمی کرنی ہے، تم لوگوں نے سخت الفاظ استعمال نہیں کرنے۔

بعد ازاں حضور انور نے آیت اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ کی حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر میں بیان فرمودہ وضاحت میں سے بعض نکات بیان فرمائے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اِس میں نہ ہو، تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی، اِسی سے تو ہمارے نبی کریمؐ کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپؐ کے حصّے میں آئی، اِس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اِس لیے ہوا کہ آپؐ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ پس

**اگر ہم نے تبلیغ کا عمل کرنا ہے اور پیغام پہنچانا ہے، تو ہمیں اِس طریق پر عمل کرنا پڑے گا، آپؐ کی تعلیم پر عمل کرنا پڑے گا اور اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا پڑے گا۔**

پھر آپؐ نے فرمایا کہ اسلام کی حفاظت اور سچائی ظاہر کرنے کے لیے سب سے اوّل تو یہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کے دکھاؤ۔ اِسی پر فخر نہیں ہونا چاہیے کہ ہم احمدی ہو گئے، ہم نے تبلیغ کر دی اور داعی اِلی اللہ میں ہمارا نام آگیا۔ نہیں! بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ

**سب سے اوّل تو یہی وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کے دکھاؤ۔**

**اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اِس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔**

پھر آپؐ فرماتے ہیں کہ غرض آہستہ آہستہ پیغامِ حق پہنچاتا رہے اور تھکے نہیں۔ یہ ہمارا کام ہے تھکنا نہیں۔ یہ نہیں کہ ایک دن ہم نے کیمپ یا سٹال لگا لیا، تبلیغ کر دی اور اِس کے بعد کام ختم ہو گیا۔ اِس لیے

**یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے فلاں مولوی یا فلاں عالِم کو تبلیغ کر کے اُس کو قائل کرنا ہے یا فلاں بحث کرنے والے یا اعتراض کرنے والے کو تبلیغ کرنی ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں حقیقی اسلام کا پیغام پہنچے اور دنیا کو اِس بات کا قائل کرنا ہمارا مقصد ہے کہ اِس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ نے آنا تھا، وہ آگئے، اِس کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔**

**صرف بحثوں، debates اور لمبے سوال و جواب میں پڑنے کی بجائے تبلیغ کے ذریعے یہ دیکھیں کہ ہم کس طرح زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پیغامِ حق پہنچا سکتے ہیں اور اِن کی اصلاح کر سکتے ہیں۔**

مزید برآں حضورِ انور نے فرمایا کہ ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم جہاد نہیں کرتے، ہم جہاد کرتے ہیں، لیکن طریقہ بدل گیا ہے۔ اِس پر بحثیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ غیر احمدی مسلمان ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم جہاد نہیں کرتے، جہاد کے منکر ہیں، حالانکہ یہ جہاد ہی ہے جو ہم کر رہے ہیں۔ یعنی تبلیغ کر کے پیغام پہنچا رہے ہیں۔ دنیا میں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں اور احمدیت کے ذریعے سے لوگوں کو اسلام کی اصل تعلیم سے آگاہ کر رہے ہیں۔

ہاں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جہاد کا طریقہ بدل گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اب ہمارا جہاد قلم کے ذریعے جہاد ہے، جو تمہارے پین کی نوکیں اور نبّیں ہیں، وہ تلوار کی نوکیں ہیں۔ پس اِس کے ذریعے جہاد کرو۔ یہ دین کی اشاعت کا کام ہے اور اِس کا زمانہ ہے اور اِس کے لیے قلم سے جہاد کرنا ضروری ہے۔

حضورِ انور نے مخالفین کے آمدِ مسیح موعود سے متعلق اختلافی نظریات کے تناظر میں یہ تاکید فرمائی کہ ہم اُن کی بحثوں کو لغوی معنوں اور جھگڑوں میں لے کر بیٹھ جائیں تو اِس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اِن سے کہنا چاہیے کہ ہمارا اصل مقصد اسلام کو دنیا پر غالب کرنا ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ تمام دنیا کے لیے نبی اور رسول بن کر آئے تھے۔ آج ہماری تعداد تو دنیا کی آبادی کے چوتھے حصّے سے بھی کم ہے، جب تک دنیا کو ہم اسلام کے جھنڈے تلے نہیں لے آتے، ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے بہت کام کر لیا ہے۔ آج یہ ہمارا کام ہے کہ اِس طرح کا جہاد کریں۔ اور تبھی ہمارا جہاد کامیاب ہو گا، ورنہ کیا یہ جو جہاد مسلمان کرنا چاہتے ہیں، یہ کوئی کارآمد جہاد ہے، اِس کا کوئی نتیجہ نکل رہا ہے؟ کچھ بھی نہیں نکل رہا اور ہر جگہ سُبکی اُٹھا رہے ہیں۔ پس یہ وہ جہاد ہے، جو ہر احمدی کو کرنا ہے، جس کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں بتایا ہے نہ کہ تلوار سے۔ تبلیغ کے ذرائع حکمت سے استعمال کریں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں۔

آخر میں حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ مربیان کو بھی چاہیے کہ افرادِ جماعت کی تربیت کر کے ایسی فوج تیار کریں کہ جو یہ جہاد کرے۔ اور

**مربیان سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ اُن کے ذمہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے، اُنہیں صرف جماعت کی تربیت ہی نہیں کرنی، بلکہ اِس تربیت کے ساتھ ساتھ افراد کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں جوڑنا ہے۔ جہاں وہ یہ کریں وہاں اُن کا علم بھی بڑھائیں اور اُنہیں اِس جہاد کے لیے تیار بھی کریں۔ جب وہ یہ کریں گے تبھی اپنا عہد پورا کرنے والے ہوں گے۔**

حضورِ انور نے حضرت مصلح موعودؓ کی مربیان کو مختلف مواقع پر فرمودہ نصائح میں سے ضروری امور کا ایک مختصر خلاصہ پیش فرمایا کہ تبلیغ کس طرح کرنی چاہیے اور ایک مربی کو کیسا ہونا چاہیے۔

(الفضل 15 دسمبر 2025ء)

# خلاصۂ خطبۂ جمعہ ۱۹ دسمبر ۲۰۲۵

آنحضور ﷺ بطور اسوۂ حسنہ۔

☆…جہاں تک آنحضرتؐ کا تعلق ہے، چاہے خدا تعالیٰ کے حقوق کا سوال ہو یا بندوں کے حقوق کا، آپؐ اِن دونوں میں وہ اعلیٰ مقام رکھتے تھے کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے

☆…رسولِ کریمؐ کی ساری زندگی عشقِ الٰہی میں ڈوبی ہوئی ہے، باوجود اِس کے کہ آپؐ پر بہت بڑی ذمہ داریاں تھیں، نئی شریعت کو جاری کرنا تھا اور لوگوں کی تربیت کرنی تھی۔ یہ بہت بڑا کام تھا، لیکن آپؐ اللہ تعالیٰ کا جو حق تھا یعنی عبادت کا حق، اُسے کبھی نہیں بھولے

☆…آپؐ کے تحمل کا یہ عالَم تھا کہ جب خدا تعالیٰ نے آپؐ کو بادشاہت عطا فرمادی، تب بھی آپؐ ہر ایک کی بات سنتے تھے، اگر کوئی سختی بھی کرتا تو آپؐ خاموش ہو جاتے تھے اور کبھی سختی کرنے والے کا جواب سختی سے نہیں دیتے تھے۔

☆…مکرم لئیق احمد طاہر صاحب (مربی سلسلہ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور مکرم سیگھا جالو صاحب نائب صدر ریجن سیگو (مالی) کی نماز جنازہ غائب

دونوں مرحومین کی وفات پر ان کا ذکر خیر

امیر المومنین حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۹؍دسمبر ۲۰۲۵ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مولانا فیروز عالم صاحب کے حصے میں آئی۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب کی آیت ۲۲ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا کہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ اور آپؐ کے اُسوہ کے بارے میں کچھ بتائیں تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ کیا تم نے قرآنِ کریم نہیں پڑھا! اِس میں تو اللہ تعالیٰ نے خود آپؐ کے اُسوہ کے بارے میں گواہی دے دی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ کہ اے رسول! تُو یقیناً اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر ہے۔

پس نمونے تو وہی بنا کرتے ہیں، جو کسی چیز کے اعلیٰ مقام پر ہوں، جہاں تک آنحضرتؐ کا تعلق ہے، چاہے خدا تعالیٰ کے حقوق کا سوال ہو یا بندوں کے حقوق کا، آپؐ اِن دونوں میں وہ اعلیٰ مقام رکھتے تھے کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا کہ یہ رسولؐ تمہارے لیے اُسوہ ہے، صرف اِس کی باتیں نہ سنو بلکہ اِس پر عمل بھی کرو، ایمان لے آنا کافی نہیں۔ اور جب تم عمل کروگے تو یقیناً تم وہ مقام حاصل کر سکوگے، جس کے لیے مَیں نے یہ رسولؐ بھیجا ہے۔

دنیا میں لوگ چند ایک اچھی باتیں کر لیتے ہیں یا کوئی ایسا کام کر لیتے ہیں، جس کی مشہوری ہو جاتی ہے اور اُن کے نام بڑے روشن ہوتے ہیں۔ بڑے انعام اور ریوارڈ اُن کو دیے جاتے ہیں۔ کسی کو نوبیل انعام مل رہا ہے، کسی کو کچھ انعام مل رہا ہے، لیکن یہ انعام کسی کمیٹی یا حکومت کی طرف سے ہوتا ہے جو اِس کام کے لیے مقرر کی گئی ہوتی

ہے۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوا کہ پوری قوم نے کوئی ایسی بات کی ہو جو متفقہ ہو۔

اصل انعام تو وہ ہے، جیسا کہ آنحضرتؐ کو نبوت سے پہلے جوانی ہی میں لوگوں نے صادق اور امین کہہ کر دیا تھا، یعنی آپؐ کو انعام کی ضرورت تو نہیں تھی، لیکن لوگوں کی نظر میں آپؐ وہ مقام کو پہنچے ہوئے تھے کہ جس کا کوئی مقابلہ نہیں اور پوری قوم نے آپؐ کو یہ خطاب دیا تھا۔

پس یہ وہ مقام ہے جو آنحضرتؐ کا ہے اور آنحضرتؐ نے خود بھی فرمایا کہ تم میری سُنّت کی پیروی کرو، میرے عملوں پر چلو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری اصلاح کے لیے بھیجا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لیے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ پس اخلاق کی تکمیل وہی کرتا ہے، جو اِن سب صفات کا حامل ہو اور اُس میں ساری صفات پائی جاتی ہوں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی دیباچہ تفسیر القرآن میں بعض باتیں پیش کی ہیں اور ہماری سیرت کی کتابوں میں بھی آپؐ کے اخلاق اور سیرت کے بارے میں باتیں موجود ہیں۔ کچھ مَیں آج مختصر بیان کرتا ہوں، آئندہ جب بھی موقع ملے گا، اِن کی تفصیل بھی بیان کرتا جاؤں گا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ پہلی بات تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق۔ اِس میں ہمیں آنحضرتؐ کا کیا اُسوہ نظر آتا ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ

رسولِ کریمؐ کی ساری زندگی عشقِ الٰہی میں ڈوبی ہوئی ہے، باوجود اِس کے کہ آپؐ پر بہت بڑی ذمہ داریاں تھیں، نئی شریعت کو جاری کرنا تھا اور لوگوں کی تربیت کرنی تھی۔ یہ بہت بڑا کام تھا، لیکن آپؐ اللہ تعالیٰ کا جو حق تھا یعنی عبادت کا حق، اُسے کبھی نہیں بھولے۔ یہ بہت بڑی اور اہم بات ہے۔

اِس دوران آپؐ کو مشکلات بھی پیش آئیں، جنگوں کے لیے بھی جانا پڑا، دشمنوں نے حملے بھی کیے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے میں آپؐ نے کبھی کمی نہیں کی۔

پس یہ وہ اُسوہ ہے جو ہمارے سامنے بھی ہے کہ

ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو سامنے رکھیں اور جب ہم اللہ تعالیٰ کو سامنے رکھیں گے، تو ہمارے مختلف مسائل خود بخود حل ہوتے چلے جائیں گے۔ لوگ اپنے مسائل کے لیے تو دعا کرتے ہیں، لیکن ہم اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتے، اس لیے پھر انسان محروم ہو جاتا ہے۔

آپؐ کی عبادتوں کے معیار کیا تھے؟ آنحضرتؐ نصف رات گزرنے پر خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے اور اِس کی اللہ تعالیٰ نے بھی گواہی دی ہے۔

حضرت عائشہؓ نے ایک ایسے موقعے پر جب آپؐ عبادت کے لیے کھڑے تھے، آپؐ کو کہا کہ یا رسول اللہؐ! خدا تعالیٰ کے تو آپؐ پہلے ہی مقرب ہیں، پھر آپؐ اپنے نفس کو اتنی تکلیف میں کیوں ڈالتے ہیں کہ رات کو زیادہ حصّہ عبادت میں گزار دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا رہے ہوتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ سچی بات ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کا مقرب ہوں اور خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کر کے مجھے یہ قرب عطا فرمایا ہے، تو کیا میرا فرض نہیں کہ جتنا ہو سکے مَیں اُس کا شکر ادا کروں؟

اِسی طرح آپؐ کی سیرت میں یہ واقعہ بھی ملتا ہے کہ جب آپؐ اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے، تو بے اختیار ہو کر آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے، خصوصاً وہ آیات جن میں آپؐ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ایک مرتبہ آپؐ کے ارشاد پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سورۃ النساء پڑھ کر سنانی شروع کی اور پڑھتے پڑھتے اِس آیت پر پہنچے کہ یعنی اُس وقت کیا حال ہو گا، جب ہم ہر قوم میں سے اُس کے نبی کو اُس کی قوم کے سامنے کھڑا کر کے اُس قوم کا حساب لیں گے اور تجھ کو بھی تیری قوم کے سامنے کھڑا کر کے اِس کا حساب لیں گے۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بس کرو، بس کرو۔ صحابیؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے آپؐ کی طرف دیکھا تو آپؐ کی دونوں آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہہ رہے تھے۔

اتنی خشیت آپؐ پر طاری ہو گئی اور اس وقت یقیناً آپؐ کو قوم کی بھی فکر ہو گی کہ میری قوم کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے، جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنے اور پھر مجھے اِن کے خلاف گواہی دینی پڑے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ نماز کی پابندی دیکھ لیں! اِس کا آپؐ کو اتنا خیال تھا کہ سخت بیماری کی حالت میں بھی، آخری دنوں میں جب نماز لیٹ کے پڑھ لینے کی اجازت ہوتی ہے، تاریخ میں آتا ہے کہ آپؐ لوگوں کا سہارا لے کر مسجد کی طرف گئے۔

اِسی طرح آپؐ تکلّف کی عبادت بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ باوجود اتنی عبادتوں کی طرف توجہ دلانے کے آپؐ کہتے تھے کہ تکلّف نہیں ہونا چاہیے۔ ایک دفعہ آپؐ گھر میں گئے، تو دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسّی لٹکی ہوئی ہے، آپؐ نے پوچھا کہ یہ رسّی کیوں باندھی ہوئی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت زینبؓ کی رسّی ہے، جب وہ عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں، تو اِس کو پکڑ کر سہارا لے لیتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ یہ رسّی کھول دو۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اُتنی دیر عبادت کیا کرے کہ جب تک اُس کے دل میں بشاشت رہے، جب وہ تھک جائے تو بیٹھ جائے، اِس قسم کے تکلّف والی عبات کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آجکل کے لوگوں کے لیے یہ بھی بتا دوں کہ اِس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ جو آجکل کے لوگ بعض دفعہ کہنا شروع ہو گئے ہیں کہ تکلیف میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے، اِس لیے جلدی جلدی نماز پڑھو اور ایک فرض ہے، ادا

کرو، گلے سے اُتارو۔ اور بالکل اُلٹ مطلب اِس بات کا لینا شروع کر دیا ہے کہ اپنی سہولت پیدا کرو۔ آجکل بعض نماز پڑھنے والے عبادت کے لیے آتے ہیں اور چند منٹوں میں نماز پڑھی اور فارغ ہو گئے یا گھروں میں نماز پڑھتے ہیں تو چند منٹوں میں فارغ ہو گئے۔ کئی دفعہ مجھے یہاں بھی لوگ سوال پوچھ لیتے ہیں کہ نماز کس طرح پڑھنی چاہیے؟ تو نماز اِسی طرح پڑھنی چاہیے کہ اسے سنوار کر پڑھو۔

خدا تعالیٰ کے حضور انکساری کی یہ حدّ تھی کہ جب لوگوں نے آپؐ سے کہا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ تو اپنے عمل کے زور سے خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کر لیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو سند عطا فرمادی ہے اور آپؐ کے اخلاق کی تعریف کی ہے اور آپؐ کے اُسوہ کو مسلمانوں کے لیے عمل کا ایک معیار قرار دیا ہے، تو اِس کا مطلب ہے کہ آپؐ کے اعمال ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو بخش دے گا یا بخش دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں نہیں! مَیں بھی خدا کے احسان سے ہی بخشا جاؤں گا۔

پھر

آپؐ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے کاموں میں نیکی اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں تلاش کرو

اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی موت کی خواہش نہ کیا کرے۔ اگر وہ نیک ہے، تو زندہ رہ کر اپنی نیکیوں میں اور بھی بڑھ جائے گا اور اگر بدّ ہے، تو زندہ رہ کر اُسے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق ملے گی۔ یہ ایک بہت اہم نصیحت ہے، جسے ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ کبھی موت کی تمنّا نہیں کرنی چاہیے۔

آپؐ کے اعمال کے بارے میں حضرت عائشہؓ ایک جگہ فرماتی ہیں کہ

رسول اللہؐ کی زندگی میں کبھی کوئی ایسا موقع پیش نہیں آیا کہ آپؐ کے سامنے دو راستے کھلے ہوں اور آپؐ نے اِن دونوں راستوں میں سے آسان راستہ اختیار نہ کیا ہو، بشرطیکہ آسان راستہ اختیار کرنے میں کوئی گناہ کا شائبہ نہ پایا جائے۔

بنی نوع انسان سے معاملات کا جہاں تک تعلق ہے، اِس میں اپنے گھر سے شروع کرتے ہیں، آپؐ کا بیویوں کے حق میں کیسا معاملہ ہوا کرتا تھا؟ بہت مشفقانہ اور عادلانہ معاملہ ہوتا تھا۔ اگر آجکل کے لوگ بھی اِس کو سمجھ لیں، تو گھروں کے بہت سارے جھگڑے اور فساد دُور ہو جائیں۔

بعض دفعہ آپؐ کی بیویاں آپؐ سے سختی اور ناراضگی سے بات بھی کر لیتی تھیں، مگر آپؐ خاموشی سے ہنس کر ٹال دیتے اور دلجوئی فرماتے تھے۔

پھر حضرت خدیجہؓ کے واقعات ہیں، جو آپؐ کی پہلی اور بڑی بیوی تھیں اور اُنہوں نے آپؐ کے لیے بڑی قربانیاں دی تھیں، اِن کی وفات کے بعد آپؐ کی شادی میں جو ان بیویاں آئیں۔ لیکن اِس کے باوجود آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کے تعلق کو نہیں بھلایا۔

آپؐ کے تحمل کا یہ عالَم تھا کہ جب خدا تعالیٰ نے آپؐ کو بادشاہت عطا فرمادی، تب بھی آپؐ ہر ایک کی بات سنتے تھے، اگر کوئی سختی بھی کرتا تو آپؐ خاموش ہو جاتے تھے اور کبھی سختی کرنے والے کا جواب سختی سے نہیں دیتے تھے۔

تحمل کی یہ حالت تھی کہ بعض دفعہ آپؐ کسی کام کے لیے باہر نکلتے، تو بعض لوگ آپؐ کا راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے اور اپنی ضرورتیں بیان کرنی شروع کر دیتے، اُس وقت تک آپؐ کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اپنی بات ختم نہیں کر لیتے تھے۔ پھر آپؐ آگے چل پڑتے۔

خطبہ کے آخر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ اور بہت ساری باتیں ہیں، آنحضرتؐ کی سیرت کی، آپؐ کے انصاف، جذبات کے احترام، غرباء کا خیال رکھنے کے بارے میں، جو ہمارے لیے ایک اُسوہ ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم آپؐ کے اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے حقیقی مسلمان بننے کی کوشش کریں اور آپؐ کے اِس پیغام کو دنیا میں پہنچانے والے بھی ہوں، تاکہ دنیا کو بھی آپؐ کے جھنڈے تلے لانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضورِ انور نے فرمایا کہ ایک حاضر جنازہ ہے، جو مکرم لئیق احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ کا ہے، یوکے میں تھے۔ گذشتہ دنوں تراسی سال کی عمر میں اِن کی وفات ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔ میٹرک کی تعلیم کے بعد ۱۹۵۹ء میں زندگی وقف کی، جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے، ۱۹۶۶ء میں جامعہ سے فارغ ہوئے اور جامعہ کی تعلیم کے دوران اِنہوں نے ایف اے بھی کیا اور ادیب فاضل اور عربی فاضل بھی کیا اور جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے بی اے ڈگری بھی حاصل کی۔

جولائی ۱۹۶۷ء میں آپ کو بطور مبلغ انگلستان خدمت کے لیے بھجوایا گیا اور یہاں بطور نائب امام مسجد فضل لنڈن آپ کو خدمت کی توفیق ملی۔ پھر ۱۹۷۰ء میں پاکستان واپس چلے گئے، اصلاح وارشاد کے تحت پھر مختلف جگہوں پر آپ بطور مربی کام کرتے رہے، پھر تبادلہ تصنیف کے شعبے میں ہو گیا۔ پھر وہاں خدمت کے دوران انہیں جامعہ میں اُستاد مقرر کیا گیا اور وہاں تقریباً دس سال یہ تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

پھر ۱۹۸۲ء میں اِن کا تقرر وکالتِ تبشیر میں ہوا، نائب وکیل التبشیر مقرر کیے گئے، پھر ۱۹۸۶ء میں بطور مبلغ سلسلہ امریکہ بھی اِن کو بھیجا گیا۔ پھر ۱۹۸۶ء میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ نے اِن کی پوسٹنگ یہاں بلا کے گلاسگو میں کر دی اور اِنہوں نے بطور مربی و مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق پائی۔ ۲۰۰۵ء میں یہ جامعہ یوکے کے

پرنسپل بھی مقرر ہوئے۔اِن کی خدمت کا عرصہ تقریباً ۵۹ ر سال ہے۔اللہ تعالیٰ اِن سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے۔

دوسرا جنازہ غائب ہے، مکرم سیگھا جالو صاحب نائب صدر ریجن سیگو مالی، اِن کی گذشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔اناللہ وانا الیہ راجعون!مرحوم بھی موصی تھے۔مرحوم کو ریڈیو پروگرام سن کر ۱۹۱۶ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی اور پھر انہوں نے اپنے ایمان میں بڑی ترقی کی۔بڑے فدائی اور فعّال احمدی تھے۔جماعتی پروگراموں اور چندہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے۔خلافت سے بے پناہ عقیدت اور محبّت کا تعلق تھا۔ان کو بیعت کے دو سال بعد نظامِ وصیّت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔اللہ تعالیٰ اِن سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔(الفضل،22دسمبر2025ء)

# خلاصۂ خطبہ جمعہ ۲۶ دسمبر ۲۰۲۵

گذشتہ خطبے میں مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے کچھ باتیں کی تھیں۔

آج اللہ تعالیٰ کی محبّت کے حوالے سے آپؐ کی سیرت کے کچھ پہلو بیان کروں گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ کی سیرت کے اِس پہلو سے اللہ تعالیٰ کی آپؐ سے محبّت کا بھی اظہار ہوتا ہے، صرف آپؐ کی ہی اللہ تعالیٰ سے محبّت نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی بھی آپؐ سے محبّت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اِس اظہار کے بعد آپؐ کی راہنمائی فرمائی اور پھر کس طرح اِس محبّت میں مزید بڑھ کر آپؐ نے اپنی اُمّت کی تربیت اور راہنمائی بھی کی۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں سورۃ الضّحیٰ میں فرماتا ہے کہ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی اور جب اُس نے تجھے اپنی قوم کی فکر میں سرگرداں دیکھا، تو اُن کی اصلاح کا صحیح طریقہ تجھے بتادیا اور اللہ تعالیٰ کی محبّت کے لحاظ سے اِس آیت کے یہ معنی بنیں گے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تجھے اپنی محبّت میں بے انتہا صدمہ رسیدہ دیکھا، تو آخر تجھے وہ راستہ بتا دیا، جس پر چل کے تُو ہمارے پاس پہنچ گیا۔

اِس سے اللہ تعالیٰ نے سند دے دی کہ تُو اللہ تعالیٰ کی محبّت میں سرشار ہے۔اِس محبّت کا اظہار ہم مختلف روایات میں دیکھتے ہیں، جو محبّت اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے کی تھی اور جو آپؐ کو اللہ تعالیٰ سے محبّت تھی۔

آپؐ ہی وہ کامل انسان ہیں کہ جن کے مقام تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ہاں!اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تمہارے لیے اُسوہ ہے، اِن کی پیروی کرنے کی کوشش کرو۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعے یہ بھی اعلان کروادیا کہ لوگوں کو بتادو کہ تُو کہہ دے کہ اَے لوگو!اگر تم اللہ سے محبّت رکھتے، ہو تو میری اتّباع کرو، اِس صورت میں وہ بھی تم سے محبّت کرے گا، اور تمہارے قصور بخش دے گا۔اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) باربار رحم کرنے والا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی محبّت حاصل کرنے کے طریق بھی آپؐ کے اُسوہ سے ہی سیکھنے ہوں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے آپؐ کی محبّت کے جو نظارے ہمیں نظر آتے ہیں، احادیث میں ایسی روایات ملتی ہیں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے اُس کی محبّت کے طلبگار ہوتے ہوئے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اَے اللہ!مَیں تجھ سے تیری محبّت مانگتا ہوں اور اُس کی محبّت جو تجھ سے محبّت کرتا ہے اور ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں، جو مجھے تیری محبّت تک پہنچادے۔اَے اللہ!تُو اپنی محبّت مجھے میری ذات، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔

پس یہ وہ دعا ہے، جو آج ہر اُس شخص کو کرنی چاہیے کہ جو آنحضرتؐ سے محبّت کا دعویٰ کرتا ہے اور جو یہ چاہتا ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ سے محبّت کا اظہار کرے، اللہ تعالیٰ کا محبوب بنے اور اللہ تعالیٰ اِس پر اپنا فضل فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سے محبّت کے ایک واقعے کا ذکر حضرت عائشہؓ نے یُوں بیان فرمایا ہے کہ مَیں ایک رات رسول اللہؐ کے پہلو میں سوئی ہوئی تھی، تو مَیں نے رات میں آپؐ کو موجود نہ پایا، مَیں نے رات کے اندھیرے میں آپؐ کو ٹٹولا، تو میرا ہاتھ آپؐ کے پیروں پر لگا، آپؐ سجدے میں تھے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر رہے تھے کہ مَیں تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں تیری ناراضگی سے، اور تیرے عفوّ کی پناہ میں آتا ہوں تیری سزا سے، مَیں ثناء کو تجھ پر شمار نہیں کر سکتا۔تُو ویسا ہی ہے، جیسے تُو نے اپنے آپ کی تعریف کی ہے۔

اِسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہؐ کی میرے ہاں باری تھی، مَیں سوگئی، تو آپؐ خاموشی سے باہر تشریف لے گئے۔مَیں نے گمان کیا کہ شاید آپؐ اپنی کسی دوسری بیوی کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔مَیں غیرت سے باہر نکلی، تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپؐ ایک کپڑے کی گٹھڑی کی طرح زمین پر سجدہ ریز ہیں، مَیں نے آپؐ کو کہتے ہوئے سنا: تیرے لیے میرے جسم و جان سجدے میں ہیں، میرا دل تجھ پر ایمان لاتا ہے، اے میرے ربّ!یہ میرے دونوں ہاتھ ہیں، جو تیرے سامنے دراز ہیں اور جو کچھ مَیں نے اِن کے ساتھ اپنی جان پر ظلم کیا، وہ بھی تیرے سامنے ہے۔

اب آنحضرتؐ تو ایسے کامل انسان تھے، سوائے نیکیوں کے جن سے کچھ نظر ہی نہیں آتا، لیکن آپؐ بھی فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا، وہ تیرے سامنے ہے۔ اے بہت عظمتوں والے! جس سے ہر بڑی سے بڑی بات کی اُمید کی جاتی ہے۔ تُو سب بڑے گناہوں کو بخش دے۔ آپؓ بیان کرتی ہیں کہ پھر آپؐ نے اپنا سرِ مبارک اُٹھایا اور مجھے دیکھ لیا، تو فرمایا کہ کس بات نے تجھے باہر نکالا؟ اُنہوں نے عرض کیا کہ جو گمان مَیں نے کیا تھا، اِس وجہ سے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یقیناً بعض گمان گناہ ہو جایا کرتے ہیں۔ کیا تجھے مجھ پر شک ہوا؟ یہ تو گناہ ہے۔ اللہ سے بخشش مانگا کرو۔ پس بدگمانی سے بچنے کے لیے ہر معاملے سے اللہ سے بخشش مانگنا، اِستغفار کرنا بہت ضروری ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ جبرئیل میرے پاس آئے تھے اور اُنہوں نے مجھے یہ الفاظ پڑھنے کے لیے کہا تھا۔ اِس لیے تم بھی اپنے سجدوں میں یہ پڑھا کرو، جو شخص یہ کلمات پڑھے گا، وہ سجدے سے سر اُٹھانے سے پہلے بخشا جائے گا۔

ایک اور روایت کے مطابق جبرئیلؑ نے کہا کہ آپؐ کا ربّ آپؐ کو ارشاد فرماتا ہے کہ آپؐ اہلِ بقیع کے پاس جائیں اور اُن کے لیے بخشش مانگیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ مَیں بھی اِس ثواب میں داخل ہو سکتی ہوں، اب مَیں بھی وہاں سے ہو کر آئی ہوں، تو مَیں کیا دعا کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم کہو کہ مومنوں اور مسلمانوں میں سے اِس گھر والوں پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ ہم میں سے آگے جانے والوں اور بعد میں جانے والوں پر رحم فرمائے، اور اگر اللہ نے چاہا، تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہؐ کی سب سے پیاری اور عجیب بات، جو آپؓ نے دیکھی ہو، وہ مجھے بتائیں؟ یہ سن کر حضرت عائشہؓ رو پڑیں اور پھر فرمایا کہ آپؐ کا ہر معاملہ ہی پیارا اَور عجیب تھا۔ پھر حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ آپؐ میری باری کی رات میرے پاس تشریف لائے اور مَیں نے آپؐ کا جسم محسوس کیا، تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر مجھے اجازت دو، تو آج کی بقیہ ساری رات مَیں اپنے ربّ کی عبادت کروں؟ مَیں نے عرض کیا کہ مجھے آپؐ کا قُرب اور خواہش دونوں محبوب ہیں۔ وضو کرنے کے بعد آپؐ کھڑے ہوئے اور قرآنِ کریم پڑھنے لگے اور رونے لگے، یہاں تک کہ مَیں نے دیکھا کہ آنسو آپؐ کے دامن تک پہنچ گئے۔ پھر آپؐ نے اپنے دائیں پہلو پر ٹیک لگائی اور اپنے دائیں ہاتھ کو رُخسار کے نیچے رکھا اور پھر رونے لگے، یہاں تک کہ مَیں نے دیکھا کہ آنسو زمین تک پہنچ گئے۔ پھر حضرت بلالؓ آپؐ کو فجر کی اطلاع دینے کے لیے آئے، جب اُنہوں نے آپؐ کو روتے ہوئے دیکھا، تو عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ رو رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے پچھلے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا مَیں شکر گزار بندہ نہ بنوں!

آنحضرتؐ کی ساری زندگی عشقِ الٰہی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اِنہی عشقِ الٰہی کے نظاروں کو دیکھ کر مکّہ کے لوگ یہی کہتے تھے کہ اِنَّ مُحَمَّدًا عَشِقَ رَبَّہٗ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے ربّ پر عاشق ہو گیا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کا یہ اُسوہ اور اللہ تعالیٰ کی محبّت کا یہ نمونہ تھا جس کی چند مثالیں مَیں نے پیش کی ہیں، اِسی نمونے کا اثر تھا کہ صحابہؓ میں ایک انقلاب پیدا ہوا اَور اُنہوں نے وہ مقام پایا کہ جس کا اِس سے پہلے تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور یہی وہ کامل اور مکمل تعلیم ہے کہ جسے آپؐ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنایا۔ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بھی آنحضرتؐ کی کامل پیروی کی وجہ سے نوازا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ مجھے خواب میں دو دفعہ پنجابی میں مصرعے بتلائے گئے۔ ایک تو یہی کہ جے تُو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو۔ اور ایک دفعہ مَیں نے دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے، اِس میں ایک مجذوب، جس میں محبّتِ الٰہی کا جذبہ ہو، میری طرف آ رہا ہے۔ جب مَیں پاس پہنچا، تو اُس نے یہ شعر پڑھا۔

عشقِ الٰہی منہ پر وسّے ولیاں اے نشانی

یعنی ولیوں کی نشانی یہی ہے کہ ان کے منہ پر عشقِ الٰہی برستا ہے۔

مزید بر آں حضورِ انور نے فرمایا کہ پس یہ آپؐ کا نمونہ تھا اور اِس لیے آپؑ نے جماعت قائم فرمائی تھی۔

آج ہم جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آنحضرتؐ کے حقیقی ماننے والے ہیں اور ہم نے آپؐ کے غلامِ صادق کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ تجدید اور وعدہ کیا ہے کہ آئندہ ہم اپنی زندگیوں کو خدا تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے، تو ہمیں اِس طرف توجہ دینی چاہیے کہ ہم نے ہر کام خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے اور اُس کی محبّت میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے۔

جب ہم یہ کریں گے، تو پھر ہی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بھی بن سکیں گے، آنحضرتؐ کی اُمّت میں ہونے کا صحیح حق ادا کر سکیں گے اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آنے کا حق ادا کر سکیں گے اور آپؐ کے حقیقی ماننے والوں میں شمار ہو سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس بات کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں حضورِ انور نے

پاکستان کے احمدیوں اور دنیا کے مظلوموں کے لیے دعاؤں کی تحریک فرمائی

جس کی تفصیل درج ذیل لنک پر ملاحظہ ہو سکتی ہے

تازہ ترین: پاکستان کے احمدیوں اور دنیا کے مظلوموں کے لیے دعاؤں کی تحریک

خطبہ ثانیہ سے قبل حضورِ انور نے فرمایا کہ

نماز کے بعد مَیں دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔

پہلا ذکر ہے مولانا جلال الدین نیّر صاحب کا، یہ قادیان میں سابق صدر، صدر انجمن احمدیہ اور صدر مجلس تحریکِ جدید تھے۔ گذشتہ دنوں یہ فوت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جلال الدین نیّر صاحب کی ابتدائی تعلیم قادیان میں ہوئی۔ ۱۹۶۳ء میں اِنہوں نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ پھر ان کا تقرر پہلے انجمن میں بطور انسپکٹر بیت المال ہوا اور طویل عرصے تک خدمت کی اور پوری ہندوستان کی جماعتوں کا دَورہ کیا کرتے تھے اور اِس کی وجہ سے بڑی محنت اور محبّت سے افرادِ جماعت کو چندوں میں شامل کیا۔ ۶۳/ سال تک مرحوم کو جماعتی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔ سات سال تک یہ صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان بھی مقرر رہے اور پھر جب تک صحت کی اجازت رہی تو صدر تحریکِ جدید بھی تھے۔ عبادت گزار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور خلافت کی ہر بات پر تعمیل کرنے والوں میں اوّلین لوگوں میں شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ اِن سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا ذکر ہے میر حبیب احمد صاحب کا، جو میر مشتاق احمد صاحب کے بیٹے تھے۔ گذشتہ دنوں ۷۹/ سال کی عمر میں اِن کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بڑے شفیق، ملنسار اور خلافت کے فدائی وجود تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی بھی تھے۔ اِن کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ اِن کے دادا بابو عبدالرحیم صاحب کے ذریعے ہوا، جنہوں نے حضرت میر قاسم علی صاحبؓ ایڈیٹر رسالہ فاروق کے توسّط سے ۱۹۰۳ء میں بیعت کی تھی۔

میر حبیب صاحب نے گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف ایس سی، بی ایس سی اور پھر اِس کے بعد ایم ایس سی فزکس کی ڈگری حاصل کی۔ پھر باہر بھی چلے گئے۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۱ء تک تعلیم الاسلام کالج میں بطور مدرس تدریسی خدمت کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۶ء نصرت جہاں سکیم کے تحت سیرالیون گئے، جہاں فری ٹاؤن میں فزکس کے اُستاد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ۱۹۷۶ء میں یہ پاکستان واپس آگئے، پھر ۱۹۷۶ء میں ہی یہ واپس نائیجیریا چلے گئے اور وہاں ۱۹۸۷ء تک گورنمنٹ کے سکول میں کام کیا۔ اور وہیں ۱۹۸۷ء میں ہی اِنہوں نے اپنی زندگی افریقہ میں رہتے ہوئے وقف کر دی۔ اور بطور واقفِ زندگی وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ نے ۱۹۸۷ء میں بطور پرنسپل احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول آپ کا تقرر فرمایا جہاں آپ نے ۱۹۹۱ء تک خدمت کی توفیق پائی۔ ۱۹۹۶ء میں نظارتِ تعلیم کے تحت اِن کا تقرر نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں ہوا اَور بطورِ اُستاد یہ فزکس پڑھاتے رہے اور وہیں اِن کی ریٹائرمنٹ ہوئی۔ اِسی طرح صدر عمومی کے دفتر میں بھی اور بطور والنٹیئر عمومی اصلاحی کمیٹی میں کام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ (الفضل 29 دسمبر 2025ء)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے مکمل خطبات انٹرنیٹ پر متعدد ذرائع سے دیکھنے، سننے اور پڑھنے کے لیے مہیا ہیں۔

alislam.org/friday-sermon.

mta.tv.

**الفضل انٹرنیشنل**

**بدر قادیان**

# قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں تبلیغ کے حوالے سے زرّیں نصائح

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12 / دسمبر 2025ء

جماعت احمدیہ جو بات کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حکمت اور دلائل کے ساتھ کرتی ہے اور اس تعلیم کے مطابق کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں دی اور جس پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل فرمایا۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ ہم نے جو تبلیغ کرنی ہے وہ احسن رنگ میں کرنی ہے

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی اور بہت سی دوسری آیات میں بھی جہاں تبلیغ کرنے کی تلقین فرمائی ہے وہاں احسن رنگ میں تبلیغ کرنے کی ہدایت دی ہے اور نصیحت کرنے کی تلقین فرمائی ہے تاکہ دوسروں پر اثر بھی ہو اور اس کا فائدہ بھی ہو اور وہ لوگ جو اس پر عمل کرتے ہیں ان کی تبلیغ ہمیشہ پھل لاتی ہے، رنگ لاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بہت حد تک کامیاب ہو جاتے ہیں

ایک مبلغ اور داعی الی اللہ کو یہ بات ہمیشہ اپنے سامنے رکھنی چاہیے کہ جب ہم نے تبلیغ کرنی ہے تو اس کے بہت سارے لوازمات بھی ہیں جو ہم نے پورے کرنے ہیں۔ اگر یہ ہو گا تو تبھی ہم صحیح رنگ میں تبلیغ کر سکیں گے

جو لوگ تبلیغ کرتے ہوئے بعض دفعہ غصہ میں آکر مخالف کی زبان استعمال کرنے لگ جاتے ہیں انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری تبلیغ اخلاق کے دائرے میں ہی ہو۔ ان کے پاس دلیل نہیں ہے اس لیے وہ غلط زبان استعمال کرتے ہیں لیکن اگر ہم بھی غلط زبان استعمال کریں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس بھی کوئی دلیل نہیں

بعض دفعہ لوگوں سے تبلیغ میں مبالغہ ہو جاتا ہے حالانکہ تبلیغ میں کسی مبالغے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کو سامنے رکھیں۔ احادیث کو سامنے رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو سامنے رکھیں اور تبلیغ کریں اور پھر معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں

یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے فلاں مولوی یا فلاں عالم سے تبلیغ کر کے اس کو قائل کرنا ہے یا فلاں بحث کرنے والے اور اعتراض کرنے والے کو تبلیغ کرنی ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں حقیقی اسلام کا پیغام پہنچے اور دنیا کو اس بات کا قائل کرنا ہمارا مقصد ہے کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنا تھا وہ آگئے۔ اس کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ صرف بحثوں اور debates اور لمبے سوال وجواب میں پڑنے کی بجائے تبلیغ کے ذریعہ یہ دیکھیں کہ ہم کس طرح زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پیغام حق پہنچا سکتے ہیں اور ان کی اصلاح کر سکتے ہیں

مربیان سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ ان کے ذمہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ انہیں صرف جماعت کی تربیت ہی نہیں کرنی بلکہ اس تربیت کے ساتھ ساتھ افراد کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں جوڑنا ہے۔ جہاں وہ یہ کریں گے وہاں ان کا علم بھی بڑھائیں اور انہیں اس جہاد کے لیے تیار بھی کریں۔ جب وہ یہ کریں گے تبھی اپنا عہد پورا کرنے والے ہوں گے

قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں تبلیغ کے حوالے سے زرّیں نصائح

## خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12؍ دسمبر 2025ء بمطابق 12؍ فتح 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔ (النحل:126)

اس کا ترجمہ ہے کہ اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا ربّ ہی اسے جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہو، سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی اور بہت سی دوسری آیات میں بھی جہاں تبلیغ کرنے کی تلقین فرمائی ہے وہاں احسن رنگ میں تبلیغ کرنے کی ہدایت دی ہے اور نصیحت کرنے کی تلقین فرمائی ہے تا کہ دوسروں پر اثر بھی ہو اور اس کا فائدہ بھی ہو اور وہ لوگ جو اس پر عمل کرتے ہیں ان کی تبلیغ ہمیشہ پھل لاتی ہے، رنگ لاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بہت حد تک کامیاب ہو جاتے ہیں۔

پس اس اصول کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ آجکل سوشل میڈیا کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ تبلیغ بہت آسان ہے۔ جو شوق رکھتے ہیں وہ یہ کام بڑے شوق سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا بعض ایسے بھی ہیں جو پبلک جگہوں پر جا کر جہاں ان ملکوں میں اجازت ہے، پاکستان وغیرہ میں تو ویسے بھی تبلیغ کی اجازت نہیں، تو یہ تبلیغ کرنے کا جو شوق رکھتے ہیں وہ وہاں جاکے پورا کرتے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے لیکن تبلیغ کے لیے بھی کچھ شرائط اور آداب ہیں جنہیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے ورنہ الٹا اثر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی فرمایا ہے۔ پس اس بات کو سمجھیں اور پھر تبلیغ کریں کیونکہ بعض لوگ اپنی تبلیغ سے دوسروں پر منفی اثر ڈالتے ہیں اور بجائے مثبت اثر ہونے کے الٹا اثر ہو رہا ہوتا ہے اور بعض دفعہ غیروں کو جماعت پر بھی اور جماعت کی تعلیم پر بھی اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا ہے جو حقائق سے دور ہے۔

پھر بعض لوگ جو نئے نئے اس میدان میں آئے ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس بڑی دلیلیں ہیں تو جب دلیلیں نہیں ہوتیں اور مخالفین کو قائل نہیں کر سکتے اور جو ٹھوس دلیل نہیں دے سکتے تو مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں حالانکہ مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل سے دلائل ہیں۔ ہاں! یہ اَور بات ہے کہ کسی کے پاس اس کی سمجھ نہ ہو اور بیان نہ کر سکتا ہو۔

جماعت احمدیہ جو بات کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حکمت اور دلائل کے ساتھ کرتی ہے اور اس تعلیم کے مطابق کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں دی اور جس پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل فرمایا۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ ہم نے جو تبلیغ کرنی ہے وہ احسن رنگ میں کرنی ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں یعنی تبلیغ کے بارے میں ایک بڑی اہم ہدایت فرمائی۔ آپؑ نے فرمایا کہ ''مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ امریکہ اور یورپ میں تعلیم اسلام پھیلانے کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ بعض انگریزی خوان مسلمانوں میں سے یورپ اور امریکہ میں جائیں اور وعظ اور منادی کے ذریعہ سے مقاصد اسلام ان لوگوں پر ظاہر کریں'' زبان آتی ہے تبلیغ کریں۔ آپؑ فرماتے ہیں ''لیکن میں عموماً اس کا جواب ہاں کے ساتھ کبھی نہیں دوں گا۔'' یہ بڑی اہم بات ہے۔ کیونکہ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا کہ صرف انگریزی خوانی ہی یا کسی زبان کے آنے سے ہی دین کا علم نہیں آجاتا بلکہ اس کے اَور بھی بہت سارے لوازمات ہیں۔ اس میں علم بڑھانے کی ضرورت ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے۔ یہاں بھی مختلف جگہوں پر لوگ تبلیغ کرتے ہیں لیکن مخالفین کے سوالوں کے مکمل جواب اور مکمل علم کے ساتھ جواب نہیں دے سکتے۔ اسی طرح سوشل میڈیا پر بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔

پس پہلے ہر داعی الی اللہ اور تبلیغ کا شوق رکھنے والے کو اپنا علم بڑھانا چاہیے۔ اعتراضوں کو جمع کریں۔ عموماً جماعتی لٹریچر میں اس کے جواب موجود ہیں اور اگر نہ ہوں تو پھر جو ملک میں تبلیغ کی ٹیم بنی ہوئی ہے ان سے رابطہ کریں، ان سے فائدہ اٹھائیں اور اس ٹیم میں بھی علم رکھنے والے جو لوگ ہیں ان سے مدد لیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تو کبھی ہاں میں جواب نہیں دوں گا۔ پھر آگے آپؑ فرماتے ہیں کہ ”میں ہرگز مناسب نہیں جانتا کہ ایسے لوگ جو اسلامی تعلیم سے پورے طور پر واقف نہیں اور اس کی اعلیٰ درجوں کی خوبیوں سے بکلّی بے خبر اور نیز زمانہ حال کی نکتہ چینیوں کے جوابات پر کامل طور پر حاوی نہیں ہیں اور نہ روح القدس سے تعلیم پانے والے ہیں۔“ یہ بھی بڑی ضروری چیز ہے کہ مبلغ کا، تبلیغ کرنے والے کا روح القدس سے تعلیم پانا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق بھی ہونا چاہیے۔ فرماتے ہیں: ”وہ ہماری طرف سے وکیل ہو کر جائیں۔“ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ میرے مبلغوں کو اللہ تعالیٰ سے بھی ایک خاص تعلق ہونا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ پھر ان کی تائید فرمائے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”میرے خیال میں ایسی کارروائی کا ضرر اس کے نفع سے اقرب اور اسرع الوقوع ہے۔ الّاماشاءاللہ۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 516-517)

مطلب یہ ہے کہ اگر ہم ایسی بات کریں گے تو اس کا نفع کم اور ضرر زیادہ ہے۔ الّا ماشاء اللہ۔ بعض موقعوں پر بعض دفعہ فائدہ بھی ہو جاتا ہے، ایک دو مثالیں مل جاتی ہیں۔ لیکن عمومی طور پر یہی ہے کہ منفی اثر ہوتا ہے۔ پس ایک مبلغ اور داعی الی اللہ کو یہ بات ہمیشہ اپنے سامنے رکھنی چاہیے کہ جب ہم نے تبلیغ کرنی ہے تو اس کے بہت سارے لوازمات بھی ہیں جو ہم نے پورے کرنے ہیں۔ اگر یہ ہو گا تو تبھی ہم صحیح رنگ میں تبلیغ کر سکیں گے۔

تبلیغ کے بارے میں پہلی بات ہمیں یہ یاد رکھنی چاہیے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ واحد نبی ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام لے کر آئے جو تمام دنیا کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام لوگوں اور تمام دنیا کے لیے، تمام قوموں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور نبی بنا کر بھیجا ہے لیکن آج تک کی تاریخ دیکھ لیں کہ مسلمانوں کی کُل آبادی آج بھی دنیا کی آبادی کے چوتھے حصے سے بھی کم ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ حکمت سے تبلیغ نہیں کی گئی اور وہ پیغام صحیح طور پر پہنچایا نہیں گیا۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ جہاد سے ہم اسلام کا پیغام پہنچا دیں گے حالانکہ جہاد کی اجازت تو صرف اس صورت میں ہے جب دشمن حملہ کرے۔ جب مسلمانوں کو جہاد کرنے اور تلوار اٹھانے کی اجازت ملی تو وہ بھی اس وقت ملی تھی جب کافروں یا غیر مسلموں نے اسلام پر حملہ کر کے اسے مٹانا چاہا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی سورہ حج میں فرمایا تھا کہ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ۔(الحج:40) یعنی وہ لوگ جن سے بلاوجہ جنگ کی جارہی ہے ان کو بھی جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ بڑی بات ہے۔ اور پھر تاریخ نے دیکھا تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور اس پر قادر ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جب جنگ کی اجازت دی تو اس وجہ سے دی کہ ظلم ہو رہا تھا لیکن آجکل کا جو زمانہ ہے وہ اس قسم کے جہاد کا نہیں ہے۔ دین کی خاطر کوئی جنگ نہیں ہو رہی چاہے بہانوں سے مسلمانوں پر ظلم بھی ہو رہا ہے لیکن دین کا نام نہیں لیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرآن کریم کے جہاد کو ہی جہاد اکبر قرار دیا ہے۔ (الفرقان:53)

پس یہ مسلمانوں کی عمومی حالت ہے جس کی وجہ سے آج بھی ہم جو مسلمان ہیں وہ دنیا کی آبادی کے چوتھے حصے سے بھی کم ہیں۔

ہمیں اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے کہ ہم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے اور آپؑ سے عہد بیعت باندھا ہے۔ ہم نے اس بات پر عمل کرنا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بھی پیدا کریں۔ اس کی تعلیم سیکھیں اور اس پر عمل کرتے ہوئے دنیا کو بھی یہ پیغام پہنچائیں۔

بعض لوگ نیک نیتی سے کام کرتے ہیں جیسا کہ میں نے شروع میں کہا ہے لیکن انہیں پوری طرح علم نہیں ہوتا یا تعلق باللہ کا وہ معیار قائم نہیں ہوتا جو ایک داعی الی اللہ کا ہونا چاہیے جس کے نتیجہ میں پھر انہیں مایوسی ہوتی ہے۔

اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تبلیغ کے لیے حکم دیے ہیں اور بعض ہدایات فرمایا کرتے تھے۔ بہت ساری روایتیں ملتی ہیں۔

ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ ہم لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کریں۔ (کنز العمال جلد 5 جزء 10 صفحہ 105 حدیث 29268 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

پہلی بات یہی ہے کہ جس کی جتنی عقل ہے، جتنا اس کا علم ہے یا جس مزاج اور مذہب کا وہ آدمی ہے اس کے مطابق اس سے بات کی جائے۔ مثلاً مسلمانوں کو اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا بتانا ہے تو ان کو قرآن اور حدیث اور ان کے بزرگوں کی کتب سے بتانا چاہیے۔

تبلیغ کرنے والوں کو آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ یہ ایک لمبی حدیث ہے۔ اس میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچنا۔ تبلیغ کرنے والوں کے لیے یہ بھی بڑا ضروری ہے۔ ہمیشہ اس کے اپنے اخلاق اچھے اور اعلیٰ ہوں اور حقوق العباد کا وہ معیار ہو کہ وہ کبھی کسی مظلوم کی بددعا لینے والا نہ ہو بلکہ ہمیشہ مظلوم کی دعائیں لینے والا ہو۔ جب وہ دعائیں لینے والا ہو گا تو کاموں میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔

فرمایا: اس لیے بچنا چاہیے کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں ہے۔ (صحیح البخاری (مترجم) جلد 4 صفحہ 459 کتاب المظالم والغصب باب الاتقاء والحذر من دعوۃ المظلوم حدیث 2448، نور فاؤنڈیشن)

پس ہمیشہ اس بات کو سامنے رکھنا چاہیے یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں مَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"خدا نے ہم پر فرض کر دیا ہے کہ جھوٹے الزامات کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ دور کریں۔ اور خدا جانتا ہے کہ کبھی ہم نے جواب کے وقت نرمی اور آہستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا۔" یعنی ہمیشہ نرمی استعمال کی ہے۔ خود اپنا حال بیان فرما رہے ہیں کہ میں تو ہمیشہ نرمی اور آہستگی سے جواب دیتا ہوں۔ یہی میرا اصول ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے "اور ہمیشہ نرم اور ملائم الفاظ سے کام لیا ہے"

پس تبلیغ کا یہ طریقہ ہے جو ہمیں اختیار کرنا چاہیے۔ پس جو لوگ تبلیغ کرتے ہوئے بعض دفعہ غصہ میں آ کر مخالف کی زبان استعمال کرنے لگ جاتے ہیں انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری تبلیغ اخلاق کے دائرے میں ہی ہو۔ ان کے پاس دلیل نہیں ہے اس لیے وہ غلط زبان استعمال کرتے ہیں لیکن اگر ہم بھی غلط زبان استعمال کریں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس بھی کوئی دلیل نہیں۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی سختی کی ہے۔ پہلی بات تو وہی ہے جو میں نے بیان کی کہ آپؑ نے سختی نہیں کی اور جہاں آپؑ نے سختی کی وہاں آپؑ نے لوگوں کو یہ جواب دیا کہ

"بجز اس صورت کے کہ بعض اوقات مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت اور فتنہ انگیز تحریریں پا کر کسی قدر سختی مصلحت آمیز اس غرض سے ہم نے اختیار کی کہ تا قوم اس طرح سے اپنا معاوضہ پا کر وحشیانہ جوش کو دبائے رکھے۔" نیت یہاں بھی نیک تھی۔ "اور یہ سختی نہ کسی نفسانی جوش سے اور نہ کسی اشتعال سے بلکہ محض آیت ... وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ پر عمل کر کے ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال میں لائی گئی" ہے۔ یہ سختی جو میں نے کی ہے کوئی دل کی رنجشیں نہیں تھیں۔ یہ تو ایک سبق دینے کے لیے تھا اور دوسرا یہ کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ جوش میں آ جاتے ہیں ان کے جوش کو دبانے کے لیے تا کہ اگر میں جواب دے دوں تو مسلمان لوگ بھی غلط قسم کا قدم نہیں اٹھائیں گے اور مار دھاڑ پر نہ آ جائیں۔ فرمایا کہ "اور وہ بھی اس وقت کہ مخالفوں کی" "توہین، تحقیر اور بدزبانی کی انتہا پر ہم نے کی ہے۔ جو کہیں میرا کوئی سخت لفظ لکھا ہوا نظر آتا ہے تو کیونکہ اس وقت جو مخالفت ہو رہی تھی جب وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی "توہین اور تحقیر اور بدزبانی انتہا تک پہنچ گئی" اور جب وہ انہوں نے اس وقت انتہا تک پہنچا دی تو ان کی بدزبانی کی وجہ سے سختی کی ہے۔ فرمایا کہ "اور ہمارے سیّد و مولیٰ سرور کائنات، فخر موجودات کی نسبت ایسے گندے اور پُر شر الفاظ ان لوگوں نے استعمال کئے کہ قریب تھا کہ ان سے نقضِ امن پیدا ہو۔ تو اس وقت ہم نے اس حکمت عملی کو برتا۔"

(البلاغ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 385)

پس آپؑ نے اپنی مختلف کتب میں سخت الفاظ سے جماعت کو روکا ہے اور یہی فرمایا ہے کہ بعض جگہ میں نے یہ الفاظ بعض مجبوریوں کی وجہ سے استعمال کیے ہیں لیکن تم لوگوں نے نرمی کرنی ہے، تم لوگوں نے سخت الفاظ استعمال نہیں کرنے۔ اور آپؑ نے اس سختی میں ان کی تاریخ کے حوالے سے باتیں کی ہیں۔ ان کی طرح گالیاں اور غلیظ زبان استعمال نہیں کی۔

پھر اسی طرح اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ "ہمارے لیے قرآن کریم میں یہ حکم ہے کہ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" یہ سورہ عنکبوت کی آیت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر اس دلیل سے جو بہترین ہو "اور دوسری جگہ" پھر آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا "یہ حکم ہے کہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اس کے معنے یہی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجادلہ کرنا چاہیے اور حکیمانہ طریق اور ایسے ناصحانہ طور کا پابند ہونا چاہیے کہ ان کو فائدہ بخشے" اور یہی اصول ہر مذہب کے ماننے والے، تبلیغ کرنے والے کے لیے ہے چاہے وہ یہودی ہو، عیسائی ہو، ہندو ہو یا آجکل مسلمانوں میں سے جو مسیح موعود علیہ السلام کو مسلمان نہیں مانتے ان کو تبلیغ کے لیے بھی یہی نصیحت ہے کہ حکیمانہ طریق اور ناصحانہ طور پر کاربند ہونا چاہیے۔ فرمایا: "لیکن یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا نعوذ باللہ خود اشتعال ظاہر کریں۔" یہ غلط طریق ہے جو "ہرگز ہمارے اصل مقصود کو مفید نہیں ہے۔ یہ دنیاوی جنگ و جدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز ان کو پسند نہیں کرتے کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لیے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔" (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 317-318)

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی تفسیر کبیر میں اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ کی وضاحت کی ہے۔ آپ نے حکمت کے معنی لغت کے لحاظ سے بتائے ہیں۔ مختلف لغات میں لغت کے حساب سے اس کے معنی کیا ہیں؟ فرماتے ہیں کہ حکمت کے معنی حلم کے بھی ہوتے ہیں اور یہ کہ نرمی کے ساتھ اور عقل سے کام لیتے ہوئے بات کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ کیونکہ جو شخص ایسا نہیں کرتا وہ جلد تیز ہو کر غصے اور جوش میں آ جاتا ہے وہ دوسرے کو ہرگز سمجھا نہیں سکتا۔

اسی طرح حکمت کے ایک معنی نبوت کے بھی ہوتے ہیں اور ان معنوں کی رو سے مطلب یہ ہو گا کہ الٰہی کلام کی مدد سے لوگوں کو دین کی طرف بلاؤ۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو کلام دیا ہے اور جو دلائل خود قرآن کریم نے دیے ہیں انہی کو پیش کرو۔ اپنے پاس سے ڈھکوسلے نہ پیش کیا کرو۔ آپؓ نے بڑی حسرت سے فرمایا تھا کہ اگر اس گُر کو مسلمان سمجھتے تو یہودیت اور عیسائیت کو کھا جاتے۔ ہمارا ہتھیار قرآن کریم ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ۔ اس قرآن کی تلوار لے کر دنیا سے جہاد کے لیے نکل کھڑے ہو۔ لیکن افسوس کہ آج دنیا کی ہر چیز مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے جو دولت مند ملک ہیں لیکن اگر نہیں تو یہی تلوار جسے لے کر نکل کھڑے ہونے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ یعنی تبلیغ کے لیے قرآن کریم کے دلائل سے نکلو۔ تیل کی دولت ہے، بہت ساری تجارتیں ہیں۔ بہت سارے ممالک ہیں مسلمانوں کے۔ چوّن ملک مسلمانوں کے ہیں لیکن اسلام کی تعلیم کے ساتھ جو جہاد جس طرح کرنا چاہیے تھا انہوں نے اس طرح نہیں کیا۔

پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا لغت کی رو سے کہ حکمت کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ جو جہالت سے روکے۔ اب اس کی رو سے آیت کا یہ مطلب بنے گا کہ تم ایسے طریق سے کلام کیا کرو جس کو دوسرا سمجھ سکے اور اس سے اس کی غلط فہمی دُور ہو سکے۔ یعنی وہ بات ہونی چاہیے جو جہالت کا قلع قمع کرے اور مخاطب کے فہم کے مطابق ہو۔ چنانچہ حدیث میں بھی آتا ہے۔ امرنا رسول اللّٰہِ صلی اللّٰہ عَلیہِ واٰلِہٖ وسلم ان نکلِم الناس علی قدرِ عقولِھم۔ کہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگوں سے ان کے فہم اور ادراک کے مطابق کلام کیا کرو۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی یہ حدیث بتائی ہے۔ بعض لوگ لیکچر دیتے ہیں تو موٹے موٹے لفظ اور اصطلاحات استعمال کر کے رعب ڈالنا چاہتے ہیں۔ ان تقریروں سے جاہلوں پر رعب تو ضرور پڑ جاتا ہو گا شاید مگر فائدہ تقریروں سے کوئی نہیں اٹھاتا۔ اب یہاں بھی یہی ہوتا ہے۔ غیروں سے یا بعض دفعہ علماء سے ہم باتیں کرتے ہیں تو وہ بھی اس قسم کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں لیکن اگر اس طرح ہم نے باتیں کیں تو ان کو تو پتہ نہیں فائدہ ہونا ہے یا کہ نہیں لیکن عوام الناس کو اصل چیز سمجھ نہیں آتی۔ وہ بس لفاظی کے چکر میں ہوتے ہیں۔ جب آسان زبان میں سمجھائیں گے تو ہو سکتا ہے کہ سننے والوں میں سے بہت سے ایسے لوگ ہوں جن کو آسان زبان میں بات سمجھ آجائے اور وہ ان لفاظی کرنے والوں کی بجائے آپ کی بات سن کر اس پر زیادہ توجہ دینا چاہیں۔

پھر آپؓ نے فرمایا کہ موافق الحق کلام کو بھی حکمت کہتے ہیں۔ یہ بھی لغت میں لکھا ہے۔ ان معنوں کے رو سے اس آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ ایسی بات کیا کرو جو سچی اور واقعات کے مطابق ہو۔ بعض لوگ یہ سمجھ کر کہ ہم سچے دین کی طرف ہی بلا رہے ہیں بعض غلط باتوں کو بھی بیان کر دیتے ہیں۔

بعض دفعہ لوگوں سے تبلیغ میں مبالغہ ہو جاتا ہے حالانکہ تبلیغ میں کسی مبالغے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کو سامنے رکھیں۔ احادیث کو سامنے رکھیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو سامنے رکھیں اور تبلیغ کریں اور پھر معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں۔

فرمایا کہ یہ طریق غلط ہے کہ غلط باتوں کو بیان کیا جائے۔ دشمن کے مقابلہ میں جو بات کہو سچی کہو۔ دوسروں کو ہدایت دیتے دیتے خود ہی گمراہ نہ ہو جاؤ۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ۔ (المائدہ:106) اگر تم ہدایت پر قائم رہتے ہو تو اس کی پروا نہ کرو کہ دوسرا گمراہ ہوتا ہے کہ نہیں۔ دوسرے کی گمراہی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اپنے آپ کو بچاؤ۔ یعنی کوئی ایسی بات جو گناہ ہو، غلط ہو اس خیال سے نہ کرو کہ اس کے ذریعہ سے میں دوسرے کو ہدایت دوں گا۔ جب تمہاری ہدایت اور دوسرے کی ہدایت ٹکرا جائے تو اس وقت تم اپنی ہدایت کی فکر کرو اور دوسرے کی ہدایت کو خدا پر چھوڑ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ مومن کافر ہو جائے اور کافر مومن ہو جائے۔ وہ تو دوسروں کو ہدایت دینا چاہتا ہے۔

پھر آپؓ نے اسی حکمت کے لفظ کی تشریح کرتے ہوئے لغات میں سے یہ بھی کہا کہ محل و موقع کے مناسب کلام کو بھی حکمت کہتے ہیں۔

ان معنوں کے رو سے آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ تبلیغ میں بر محل بات کرنی چاہیے۔ اگر بعض دلائل سے دشمن کے برانگیختہ ہونے یا غصہ میں آنے کا اندیشہ ہو اور یہ خطرہ ہو کہ وہ اس طرح سے تمہاری بات نہیں سنے گا تو یہ مناسب نہیں کہ بلاوجہ اس کو چڑاؤ۔ تم اس کے سامنے دوسرے دلائل بیان کرو جن کو وہ ٹھنڈے دل سے سن سکے۔ گویا بات کرتے وقت پہلے مزاج شناسی کر لو۔ اگر تم ان کو خواہ مخواہ بھڑکاؤ گے تو ایسی تبلیغ کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ محض اپنی بڑائی بیان کرنے اور یہ بتانے کے لیے کہ ہم سچے ہیں، مسیح موعودؑ سچے ہیں، اسلام سچا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً تمام دنیا کے لیے نبی ہیں۔ یہ باتیں اگر بغیر دلیل کے کرو گے تو ان سے اشتعال ہی پیدا ہو گا۔ حکمت سے بات کرو تا کہ لوگوں کو ان باتوں کی سمجھ بھی آئے۔

پس یہ ہے خوبی کہ اللہ تعالیٰ نے مختصر الفاظ میں تبلیغ کے سارے گُر بیان کر دیے ہیں اور یہی وہ طریقہ ہے کہ اگر ہم تبلیغ کرنے والے اس پر عمل کریں تو ان شاء اللہ کامیابیاں بھی ملیں گی۔

اَلْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ یعنی وہ کلام جو دلوں کو نرم کر دیتا ہے اور ان پر گہرا

اثر ڈالتا ہے۔ اس نصیحت کے ذریعہ مسلمانوں کو یہ توجہ دلائی ہے کہ خشک دلیلوں سے کام نہیں چلایا کرو۔

اب آج یہ جماعت احمدیہ کا کام ہے کہ وہ اسلام کا یہ پیغام دنیا کو بتائیں۔ ہر ایک جس سے بھی مخالف یا مقابل کے طور پر بات چیت ہو اس کو یہ بتایا جائے کہ دین میں محض خشک دلیلیں نہیں ہیں بلکہ نصیحت کے مختلف پہلو ہیں جن پر عمل کرنا چاہیے۔

پھر فرمایا کہ جذبات ابھارنے والی باتیں بھی کیا کرو اور حکمت کے ساتھ مَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کو بھی شامل رکھا کرو۔ اور حَسَنَۃ کا لفظ رکھ کر بتا دیا کہ جھوٹی غیرتیں نہ دلاؤ جیسا کہ آجکل کے جاہل علماء لوگوں کو بلا وجہ راستبازی کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۔ کہہ کر یہ بتایا کہ ان سے جھگڑا کرتے وقت یعنی بحث کرتے وقت یہ بھی مدّ نظر رکھا کرو کہ مختلف دلائل میں سے جو سب سے اعلیٰ اور مضبوط دلیل ہو اس کو بطور بنیاد اور مرکز کے قائم کیا کرو اور باقی دلائل کو اس کے تابع رکھو کیونکہ تائیدی دلیل کے ٹوٹ جانے سے اصل دلیل کو کوئی ضعف نہیں پہنچتا۔ اس کے برخلاف اگر مرکزی نقطہ کمزور ہو تو مضبوط تائیدی دلائل بھی کوئی زیادہ فائدہ نہیں دیتے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔ یقیناً تیرا ربّ ہی اسے جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہے سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی علم رکھتا ہے۔ پس اس میں بتلایا کہ تم اچھی طرح سے تبلیغ کرتے رہو لیکن اگر لوگ نہ مانیں تو اس سے یہ نتیجہ نکال کر مایوس نہ ہو جانا کہ ہمیں تبلیغ کرنی ہی نہیں آتی کیونکہ ممکن ہے کہ تمہاری تبلیغ میں کوئی نقص نہ ہو مگر مخاطب کے دل پر اس کے گناہوں کا ایسا زنگ ہو کہ خدا تعالیٰ اس کے لیے ہدایت کی کھڑکی نہ کھولے۔ غرض تبلیغ میں منہمک رہنا چاہیے۔ یہی اصل چیز ہے۔ ہمارا کام تبلیغ کرتے رہنا ہے۔ نتیجہ نکالنا اور اثر پیدا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد4 صفحہ 271-274، ایڈیشن ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر، غرور اور بدکاریوں سے بچو مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں اور کرتوتیں" ہیں۔ جو "وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس بات سے کرلو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے۔" جو نیک فطرت ہیں ان پر کہاں اثر ہوتا ہے ان کا۔ پس اگر تمہارے دلوں پر ان مولویوں کی تبلیغ کا اثر نہیں ہوتا تو پھر اپنا حال دیکھ لو۔ اگر تم بھی ایسی باتیں کرو گے تو تمہاری باتوں کا کہاں اثر ہو گا۔ اس سے اندازہ کر لو کہ اگر تم تبلیغ کر رہے ہو تو تمہیں پہلے اپنے عمل کو درست کرنا چاہیے اور خدا سے تعلق پیدا کرنا چاہیے۔ اگر یہ ہو گا تو تب ہی تمہاری تبلیغ صحیح ہو گی۔ کامیاب اور کارآمد ہو گی۔ آپؑ نے فرمایا کہ "... اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو اللہ کو قرآن شریف میں لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کی کیا ضرورت تھی۔" لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف:3) کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے" "آئندہ بھی۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسے لوگ ہوں گے جو تبلیغ کرتے ہیں تو ان کی دلیلیں سن کر لوگ بعض دفعہ قائل تو ہو جاتے ہیں لیکن پھر جب ان کے عمل دیکھتے ہیں تو بدک جاتے ہیں۔ لیکن اگر تم تبلیغ کرنا چاہتے ہو تو پھر اپنے قول و فعل کو برابر رکھو تبھی تمہاری تبلیغ کامیاب ہو گی اور اس میں برکت بھی پڑے گی۔

پھر فرمایا کہ "... تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپؐ کے حصہ میں آئی۔" "جس طرح کامیابی ہوئی اور دلوں میں تاثیر آپ نے پیدا کی "اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لیے ہوا کہ آپؐ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 67، 68، ایڈیشن 1984ء)

پس اگر ہم نے تبلیغ کا عمل کرنا ہے اور پیغام پہنچانا ہے تو آپ کو اس طریق پر عمل کرنا پڑے گا۔ ہمیں اس طریق پر عمل کرنا پڑے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنا پڑے گا اور اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا پڑے گا۔

پھر اسی بات کو بیان کرتے ہوئے کہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اَور جگہ فرماتے ہیں کہ مومن کو دورنگی اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو اور ان میں مطابقت رکھو۔ جب صحابہؓ نے اپنی زندگیوں میں دکھایا تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ تب ہی تبلیغ میں بھی برکت پڑے گی۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 374) صرف یہ دیکھ لینا کہ آج میرے پاس میڈیا آ گیا تو میں تبلیغ کر لوں اس سے تبلیغ کے نتائج پیدا نہیں ہو سکتے۔

پھر آپؑ نے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کی تشریح ایک جگہ اس طرح فرمائی کہ "جسے نصیحت کرنی ہو اسے زبان سے کرو۔" یعنی زبان سے نصیحت کرنی ہے

کرو۔ ”ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے۔“ الفاظ ایک ہی طرح کے ہیں۔ ایک ہی بات کہنی ہے لیکن ایک بات ایک طرز سے کی جائے تو دشمن بنا دیتی ہے اور نرم الفاظ میں کی جائے تو دوست بنا دیتی ہے۔”پس جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔ اسی طرزِ کلام کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 127، ایڈیشن 1984ء) یعنی جسے چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ ”اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ۔“ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 323، ایڈیشن 1984ء)

پس پہلی چیز یہی ہے۔ یہ کوئی کریڈٹ نہیں ہے کہ ہم نے تبلیغ کر دی یا ہم نے ان کو پیغام پہنچا دیا۔ پیغام پہنچانے کے ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ ہم نے اپنی حالت میں کیا تبدیلی پیدا کی ہے۔ صرف پیغام پہنچانا کافی نہیں ہے۔ اسی پر فخر نہیں ہونا چاہیے کہ ہم احمدی ہو گئے۔ ہم نے تبلیغ کر دی اور داعی الی اللہ میں ہمارا نام آ گیا۔ نہیں! بلکہ آپؑ نے فرمایا کہ سب سے اوّل یہی وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔ ہاں! پھر جب نمونہ بن جاؤ گے تو پھر دنیا میں اُسے پھیلاؤ۔ پھر دیکھو کیا انقلاب آتے ہیں۔ جو انقلاب دنیا میں پیسے والے نہیں پیدا کر سکے وہ تم پیدا کرو گے۔

جو لوگ چند دن تبلیغ کر کے سمجھتے ہیں کہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔ اس کے بارے میں بھی آپؑ نے فرمایا کہ چاہیے کہ جب کلام کرے تو سوچ کر اور مختصر کام کی بات کرے۔ بہت بحثیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ پس چھوٹا سا چٹکلا کسی وقت چھوڑ دیا جو سیدھا کان کے اندر چلا جاتا ہے۔ پھر کبھی اتفاق ہوا تو پھر سہی۔ یہ مستقل مزاجی سے تبلیغ کرنے والی بات ہے۔ غرض آہستہ آہستہ پیغامِ حق پہنچاتا رہے اور تھکے نہیں۔ یہ ہمارا کام ہے۔ تھکنا نہیں۔ یہ نہیں کہ ایک دن ہم نے کیمپ یا سٹال لگا لیا۔ تبلیغ کر دی اور اس کے بعد کام ختم ہو گیا۔ نہیں۔

کیونکہ آج کل خدا کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق کو لوگ دیوانگی سمجھتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ آجکل لوگ خدا کے ساتھ تعلق کو دیوانگی سمجھتے ہیں۔ اگر صحابہؓ اس زمانے میں ہوتے تو لوگ انہیں سودائی کہتے اور وہ انہیں کافر کہتے۔ دن رات بیہودہ باتوں، طرح طرح کی غفلتوں اور دنیاوی فکروں سے دل سخت ہو جاتا ہے اور بات کا اثر دیر سے ہوتا ہے۔

آج کل تو دنیا میں بہت زیادہ دنیا دار لوگ ہیں۔ جو اُس زمانے سے جب آپؑ نے بات کی ہے اس زمانے میں دنیا داری میں بہت بڑھ گئے ہیں۔ یہ دنیا میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ان پر کیا اثر ہونا ہے؟ اس لیے یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے فلاں مولوی یا فلاں عالم سے تبلیغ کر کے اس کو قائل کرنا ہے یا فلاں بحث کرنے والے اور اعتراض کرنے والے کو تبلیغ کرنی ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں حقیقی اسلام کا پیغام پہنچے اور دنیا کو اس بات کا قائل کرنا ہمارا مقصد ہے کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنا تھا وہ آ گئے۔ اس کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ صرف بحثوں اور debates اور لمبے سوال و جواب میں پڑنے کی بجائے تبلیغ کے ذریعہ یہ دیکھیں کہ ہم کس طرح زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پیغامِ حق پہنچا سکتے ہیں اور ان کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے بھی یہی کیا تھا۔ وہ تبلیغ کیا کرتے تھے لیکن آجکل چونکہ لوگ دنیاوی فکروں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ان کو سمجھانا مشکل ہے اس لیے بڑی حکمت سے انہیں سمجھانا پڑتا ہے۔ اگر ہمارے عملی نمونے میں وہی بات آ گئی ہو تو خود بخود لوگوں کی توجہ بھی ہماری طرف پیدا ہو گی۔

آپؑ نے اپنی ایک مثال دی کہ ایک تحصیلدار تھا۔ وہ میرے سے بحث کیا کرتا تھا۔ اس کو میں نصیحت کیا کرتا تھا۔ تو وہ میرا مذاق اڑاتا تھا لیکن مَیں نے بھی اس کو نہیں چھوڑا۔ میں نے کہا تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ بتاتا رہوں گا، نصیحت کرتا رہوں گا۔ شاید آپ نے اس کی کوئی سعید فطرت دیکھ لی ہو گی۔ تو بہرحال کہتے ہیں میں اس کو مستقل مزاجی سے نصیحت کرتا رہا اور آخر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ دھاڑیں مار مار کے رونے لگ گیا اور مجھ سے معافیاں مانگنے لگ گیا۔ کہاں مذاق اڑاتا تھا، استہزا کرتا تھا، کہاں رونے والی حالت ہو گئی اس کی بلکہ رونا شروع کر دیا۔ تو آپؑ فرماتے ہیں کہ بعض وقت سعید آدمی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے شقی ہو اور بدبخت آدمی لگتا ہے لیکن ہوتا وہ سعید ہے۔ جب اس کے پیچھے پڑ کے اس کی سمجھ کے مطابق اور حکمت سے کام لے کر باتیں کرتے رہو تو وہ سمجھ جاتا ہے۔ فرمایا کہ

یاد رکھو کہ ہر قفل کے لیے ایک کلید ہے۔ ہر تالے کی ایک چابی ہوتی ہے۔ بات کے لیے بھی ایک چابی ہے اور وہ مناسب طرز ہے۔ مناسب طرز سے بات کرنی چاہیے۔

آپؑ فرماتے ہیں جس طرح دواؤں میں کوئی دوا کسی کے لیے مفید ہوتی ہے اور کوئی کسی بیماری کے لیے۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کے لیے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کی جائے۔ بیان کرنے والے کو چاہیے کہ کسی کے بُرا کہنے کا بُرا نہ منائے بلکہ اپنا کام کیے جائے اور تھکے نہیں۔ امراء کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اور وہ دنیا سے غافل ہوتے ہیں۔ بہت باتیں سن بھی نہیں سکتے۔ انہیں کسی موقع پر کسی پیرائے میں نہایت نرمی سے نصیحت کرنی چاہیے۔ (ماخوذ از

ملفوظات جلد10 صفحہ 119-120)

ہر طبقے کو نصیحت کرنی ہے۔ امراء کو بھی اور غرباء کو بھی۔ امراء کی تبلیغ کا یہ گُر آپؑ نے بتایا کہ موقع محل کے لحاظ سے جب دیکھو تب کوئی نصیحت کی بات کرو۔ پھر اس ضمن میں آپؑ حضرت ابن عربی کی مثال دیتے ہیں کہ وہ لکھتے ہیں کہ "فرعون کے لیے کیوں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو نرمی کا سلوک کرنے کی ہدایت کی۔ اس میں بھید یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آخر اسے ایمان نصیب ہو جاوے گا۔ چنانچہ "وہ لکھتے ہیں کہ "اٰمَنْتُ کا لفظ اسی کے منہ سے نکلا۔" (ملفوظات جلد10 صفحہ 232)

آخر جب وہ مرنے لگا اور ڈوبنے لگا تو اس نے یہی لفظ کہا تھا کہ اٰمَنْتُ۔

حضرت مصلح موعودؓ تبلیغ کے بارے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت یوسفؑ کو قید میں ڈالا گیا تو وہاں دو اَور قیدی بھی تھے۔ اس کا بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے میں عجیب حکمت سے کام لیا۔ چونکہ خطرہ تھا کہ تبلیغ کرنے پر گھبرائیں گے اس لیے پہلے انہیں تسلی دے دی کہ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا بلکہ کھانا آنے سے پہلے ہی تم کو فارغ کر دوں گا۔ یہ اس لیے کیا کہ وہ گھبرا نہ جائیں اور غور سے سنتے رہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تبلیغ کا موقع نہیں ملتا تھا۔ انہوں نے ان کے سوال کو غنیمت جانا جو قیدیوں نے خوابوں کی تعبیر پوچھنے کے بارے میں کیا تھا اور سمجھ لیا کہ ان کی ضرورت کے پورا ہونے سے پہلے تبلیغ کروں گا تو یہ سننے پر مجبور ہوں گے۔

پھر آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دی۔ حضرت یوسفؑ نے نہیں۔ یہ ایک مثال تو حضرت یوسفؑ کی ہے۔ دوسری مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ ابتدائی زمانے میں جب آپؐ نے دعویٰ پیش کیا۔ جب آپؐ اہلیانِ مکہ کو تبلیغ کرنا چاہتے تھے تو وہ لوگ اس سے کترا جاتے تھے اور تبلیغ نہیں سنتے تھے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعوت کا انتظام کیا اور آپؐ نے کھانا کھلا کر تبلیغ کرنی چاہی مگر وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ اس پر آپؐ نے یہ تدبیر کی کہ پھر دعوت دی اور کھانا آنے سے پہلے ان کو اپنے دعویٰ سے آگاہ کر دیا۔ وہ لوگ کھانے کے انتظار میں بیٹھنے پر مجبور تھے۔ اس لیے آپؐ کو اپنی بات سنانے کا موقع مل گیا۔

اس آیت سے انبیاء کے وعظ کا طریق بھی معلوم ہوتا ہے۔ پس ان کی اتباع میں وعظ و نصیحت کرتے وقت ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ بات کہی بھی جائے اور دوسروں پر گراں بھی نہ گزرے۔ یعنی ایک اصول بتا دیا کہ ایسی بات کرو جو صحیح بھی ہو لیکن اس طرح کرو کہ وہ دوسروں کو بوجھ بھی نہ لگے۔ پس حکمت سے بات کرنی چاہیے اور اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد3 صفحہ 312-313)

اُس وقت جبکہ یورپ کے اسلام لانے کا خیال بھی نہیں آ سکتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگریزی میں اپنے مضامین ترجمہ کرا کے یورپ میں تقسیم کرائے اور جب خدا تعالیٰ نے آپ کو جماعت عطا فرمائی تو آپؑ نے انہیں ہدایت کی کہ جہاد اسلام کا ایک اہم جزو ہے وہ کسی وقت بھی چھوڑا نہیں جا سکتا۔ جس طرح نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اسلام کے ایسے احکام ہیں جن پر عمل کرنا ہر زمانے میں ضروری ہے اسی طرح جہاد بھی ایسے اعمال میں سے ہے جن پر ہر زمانے میں عمل کرنا ضروری ہے۔ جس پر عمل کرنا ہر زمانے میں ضروری ہے۔ پس جہاد کا یہ طریقہ ہے۔ اس زمانے میں جہاد کیا ہے؟ ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم جہاد نہیں کرتے۔ ہم جہاد کرتے ہیں لیکن طریقہ بدل گیا ہے۔ اس پر بحثیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ غیر احمدی مسلمان ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم جہاد نہیں کرتے۔ جہاد کے منکر ہیں حالانکہ یہ جہاد ہی ہے جو ہم کر رہے ہیں۔ یعنی تبلیغ کر کے پیغام پہنچا رہے ہیں۔ دنیا میں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں اور احمدیت کے ذریعہ سے لوگوں کو اسلام کی اصل تعلیم سے آگاہ کر رہے ہیں۔ افریقہ، یورپ، ساؤتھ امریکہ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر میں بھی ہمارے مشن موجود ہیں۔ تو یہ سب کس لیے ہے۔ یہ وہی جہاد ہے جو ہم کر رہے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ ہم جہاد کے قائل نہیں غلط ہے۔ ہاں! جیسا کہ میں نے کہا جہاد کا طریقہ بدل گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تمہارا جہاد قلم کے ذریعہ جہاد ہے۔ جو تمہارے پین کی نوکیں اور نبیں ہیں وہ تلوار کی نوکیں ہیں۔ پس اس کے ذریعہ جہاد کرو۔ یہ دین کی اشاعت کا کام ہے اور اس کا زمانہ ہے اور اس کے لیے یہ ضروری ہے۔ پس اس طرح قلم سے جہاد کرنا۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے اور دنیا کو بتانا چاہیے کہ تم ہم سے کیا بحث کرتے ہو کہ یہ مسیح موعود نہیں ہے جس نے دعویٰ کیا ہے۔ یا مسیح موعود نے اس طرح نہیں آنا تھا۔ یہ غلط ہے۔ ایک طرف دیکھیں۔ ان کو ہمیں صحیح طرح بتانا پڑے گا کہ قرآن اور حدیث کیا کہتے ہیں۔ ایک طرف وہ مانتے ہیں کہ مسیح اور مہدی نے آنا ہے دوسری طرف انکار بھی کرتے ہیں۔ ہم ان کی بحثوں کو لغوی معنوں اور جھگڑوں میں لے کر بیٹھ جائیں تو اس سے فائدہ کوئی نہیں ہو گا۔ ان سے کہنا چاہیے کہ ہمارا اصل مقصد اسلام کو دنیا پر غالب کرنا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لیے نبی اور رسول بن کر آئے تھے۔ آج ہماری تعداد تو دنیا کی آبادی کے چوتھے حصہ سے بھی کم ہے۔ جب تک ہم دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے نہیں لے آتے ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے بہت کام کر لیا ہے۔

آج یہ ہمارا کام ہے کہ اس طرح کا جہاد کریں اور تبھی ہمارا جہاد کامیاب ہو گا۔ ورنہ کیا یہ جہاد جو مسلمان کرنا چاہتے ہیں یہ کوئی کارآمد جہاد ہے۔ اس کا کوئی نتیجہ نکل رہا ہے۔ کچھ بھی نہیں نکل رہا۔

پس یہ وہ جہاد ہے جو ہر احمدی کو کرنا ہے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے نہ کہ تلوار سے جس کا مسلمانوں کے لیے نتیجہ بھی کچھ نہیں نکل رہا۔ ہر جگہ سبکی اٹھا رہے ہیں لیکن عقل اور حکمت کے ساتھ یا یہ جو باتیں میں نے بتائی ہیں ان کے ساتھ تبلیغ کے ذرائع حکمت سے استعمال کریں۔ اللہ سے تعلق پیدا کریں۔

مربیان کو بھی چاہیے کہ افراد جماعت کی تربیت کر کے ایسی فوج تیار کریں جو یہ جہاد کرے اور مربیان سے میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے ذمہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ انہیں صرف جماعت کی تربیت ہی نہیں کرنی بلکہ اس تربیت کے ساتھ ساتھ افراد کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں جوڑنا ہے۔ جہاں وہ یہ کریں گے وہاں ان کا علم بھی بڑھائیں اور انہیں اس جہاد کے لیے تیار بھی کریں۔ جب وہ یہ کریں گے تبھی اپنا عہد پورا کرنے والے ہوں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مربیان کو نصیحت کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ تبلیغ کس طرح کرنی چاہیے اور ایک مربی کو کس طرح ہونا چاہیے؟ بلکہ دو تین موقعوں پر آپؓ نے مربیان کو یہ نصائح فرمائی ہیں لیکن وہ تو لمبی ہیں۔ کبھی موقع ہوا تو بیان کروں گا اس وقت جو ضروری باتیں ہیں میں ان کا مختصر خلاصہ بیان کر دیتا ہوں۔

پہلی بات یہ ہے کہ ایک مربی کے اندر تزکیہ نفس ہونا چاہیے۔ وہ خود تزکیہ نفس کی کوشش کرے اور پھر آگے جماعت میں بھی تزکیہ نفس کرنے کی کوشش کرے۔

اسے تہجد کی عادت ہونی چاہیے، اور پھر جماعت کو بھی عبادتوں کی طرف توجہ دلائے۔

قرآن کریم کا مطالعہ خود بھی گہرائی سے کرے اور جماعت کے افراد کو بھی مطالعہ کی طرف توجہ دلائے۔

اگر داعیان الی اللہ تیار کرنے ہیں تو انداز یہ ہونا چاہیے کہ انسان ذکر الٰہی کی طرف خود بھی توجہ کرے اور جماعت کے افراد کو بھی توجہ دلائے۔

اس طرف بھی آپؓ نے توجہ دلائی کہ ذاتی لائبریری بھی ایک بڑی ضروری چیز ہے، کیونکہ اس سے پڑھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح آج کل کتابوں کا رواج تو کم ہے لیکن alislam پر ویب سائٹ پر بہت ساری کتابیں ہیں اور بہت سارا جماعتی لٹریچر موجود ہے، جنہیں کتابیں خریدنے کی توفیق نہیں یا ان کو اس طرح شوق نہیں پیدا ہوتا وہ کم از کم اس طرف توجہ دیں اور مطالعہ کے لیے ایک وقت مقرر کریں۔

پھر اسی طرح توکل علی اللہ ہے جو بہت زیادہ ہونا چاہیے۔

انسان کو خوش آمدی نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا ذریعہ سمجھنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ ہی ہمیں ہر چیز ملتی ہے۔

لوگوں سے تعلقات بہتر کرنے چاہئیں۔ ہماری پی آر بھی کمزور ہوتی ہے اس کی وجہ سے تبلیغی میدان محدود ہو جاتا ہے۔ اس طرف بھی ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ بہت کم ہیں جن لوگوں کی تعلقات بڑھانے کی طرف توجہ ہے۔ جب ہم اس میں بڑھیں گے اور اپنی ٹیم کو بھی آگے بڑھائیں گے تو ہمارے تبلیغ کے میدان بھی مزید کھلتے چلے جائیں گے۔

پھر بدی کی جرأت سے تردید کرنے کا بھی حوصلہ ہونا چاہیے۔ یہ بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے جو مربی میں ہونی چاہیے اور اسے آگے جماعت میں بھی پیدا کرنی چاہیے۔

مستقل مزاجی کی عادت ہونی چاہیے۔ یہ عمل نہیں ہونا چاہیے کہ چار دن نیکیاں کر لیں، تبلیغ کا جوش دکھا دیا یا عبادت کر لی اور اس کے بعد بھول گئے۔ نہیں! بلکہ جہاں وہ خود مستقل مزاجی سے ان چیزوں پر قائم ہو وہاں جماعت کے اندر بھی یہ روح پیدا کریں۔ جب مربیان خود عمل کر رہے ہوں گے تو جماعت کے اندر بھی یقیناً یہ روح پیدا ہو رہی ہو گی۔ تب ایسے داعیان الی اللہ تیار ہوں گے جو لوگوں کے جواب بھی صحیح طریق سے دے سکیں گے اور ان کی حالت سبکی والی نہیں ہو گی۔ (ماخوذ از نصائح مبلغین از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ خلیفۃ المسیح الثانی۔ صفحہ 1 تا 13 و صفحہ 20)

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ زبان سیکھنے والوں کو صرف تبلیغ کا طریق نہیں آجاتا بلکہ اصل چیز علم ہے۔

پھر غور و فکر کرنے کی عادت ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہونا چاہیے۔

یہ بہت ساری باتیں ہیں جو ایک مربی میں جہاں ہونی چاہئیں وہاں ان کو جماعت کو سکھانے کی طرف بھی کوشش کرنی چاہیے۔

اگر یہ ہو گا تو پھر ایک انقلاب عظیم ہے جو ہم لوگ پیدا کر سکتے ہیں۔ تبھی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانے کے قابل ہو سکتے ہیں اور تبھی ہم مسلمانوں کو بھی آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کی حقیقت سے آشنا کر سکتے ہیں اور انہیں اس کی بیعت میں آنے کی دعوت دے سکتے ہیں۔

پس بہت ساری ذمہ داریاں ہیں جو ہمیں ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے اور اس کی ضرورت ہے اور اس میں ہمارے مربیان کو بہت بڑا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے اور داعیان الی اللہ کو بھی توفیق دے کہ وہ صحیح علم حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور پھر اسلام اور احمدیت کے پیغام کو دنیا کے ہر کونے میں پہنچانے والے ہوں۔ (الفضل، 2 جنوری 2026ء)

# پتھر سے گہر تک

صبر لازم ہے محبت کا اثر ہونے تک
مدتیں لگتی ہیں پتھر کو گہر ہونے تک

کب سے اندھیروں میں پھریں پروانے گم گشتہ
مشعلِ راہ بنی شمع سحر ہونے تک

یوں تو انساں کو دیا شرفِ تکلم اُس نے
کتنی صدیاں لگیں نبیوں کی مہر ہونے تک

طور کی آگ کے سہنے کی سکت مجھ میں کہاں
بھسم ہو جاؤں گا میں دیدِ شرر ہونے تک

ہم تو وہ لوگ ہیں جو دل کو فروزاں کر کے
بیٹھے کب سے ہیں دھنک رنگ سحر ہونے تک

کارواں تو نہ رُکا دیں اُسے آوازیں بہت
نقشِ پا دیکھا کئے حدِّ نظر ہونے تک

اپنی شمع کے ہیں پروانے فقط اُس کے لئے
جاں ہتھیلی پہ رکھیں عمر بسر ہونے تک

اک بشر کا کہیں آسان ہے اِنساں ہونا؟
جاری رہتا ہے سفر، عمرِ خضر ہونے تک

کیا مسلمان ہیں ہم دل میں لئے عشقِ صنم
اس کے کوچے میں رہیں خونِ جگر ہونے تک

شمسؔ دکھلاؤ ابھی صبر کہ تم کو تو یہاں
جاں لُٹانی ہے ابھی اس کو خبر ہونے تک

فلاح الدین شمس

# امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ساؤتھ ایسٹ ریجن کے ایک وفد کی ملاقات

سورت فاتحہ آپ کی تربیت کے تمام اہم پہلو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر آپ سورت فاتحہ پڑھیں، اس کا ترجمہ پڑھیں اور اگر ممکن ہو اور یہ آپ کے لیے یقیناً ممکن ہے، تو اس کی تفسیر بھی پڑھیں۔ ہمارے پاس قرآن کریم کی تفسیر موجود ہے، تو آپ سورت فاتحہ کی تفسیر پڑھ سکتے ہیں، پھر آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ سورت سیدھے راستے کی ہدایت کے لیے کس قدر اہم ہے۔ پھر اس پر اچھی طرح غور کریں، تب آپ اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں مزید جان سکیں گے

مورخہ ۲۹؍ نومبر ۲۰۲۵ء، بروزہفتہ، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ساؤتھ ایسٹ ریجن کے پندرہ(۱۵) رکنی ایک وفد کو بالمشافہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹِلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے امریکہ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

ملاقات کے آغاز میں تمام شاملینِ مجلس کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں فرداً فرداً اپنا تعارف پیش کرنے کا موقع ملا۔

بعد ازاں دورانِ ملاقات شاملینِ مجلس کو حضور انور کی خدمت میں متفرق سوالات پیش کرنے نیز ان کے جوابات کی روشنی میں حضورانور کی زبانِ مبارک سے نہایت پُر معارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

ایک خادم نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ اللہ کے فضل سے مَیں اس ماہ کے آغاز میں مجلس خدام الاحمدیہ میں شامل ہو گیا ہوں، آپ مجھے کیا نصیحت فرمائیں گے؟

اس پر حضورِ انور نے نہایت شفقت کے ساتھ استفہامیہ انداز میں فرمایا کہ اچھا، آپ خادم ہیں؟ کمال ہو گیا The youngest Khadim !۔ ماشاءاللہ!

حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ بطورِ طفل بلکہ بطورِ سینئر طفل آپ کی کیا ذمہ داریاں تھیں؟

اس پر خادم نے عرض کیا کہ طاہر اکیڈمی، اطفال کلاس، مسجد کے کام اور اِس طرح کے دیگر کام۔

اس پر حضورِ انور نے اطفال اور خدام کی تربیت کے بنیادی فرائض کی جانب توجہ دلاتے ہوئے انتہائی محبّت بھرا اور جامع پیغام عطا فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازیں، قرآن

کریم کی تلاوت اور بُرے پروگرام دیکھنے سے پرہیز کرنا یا جو کچھ سوشل میڈیا یا آن لائن آتا ہے، اُس سے بچنا، ان چیزوں سے بچو، بلکہ ان سے نفرت کرو اور یہی ایک طفل اور خادم کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ باقاعدگی سے پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہیں، وہ بُرے کاموں سے محفوظ رہتے ہیں، یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اور اگر آپ یہ کام ایمانداری سے کریں گے تو آپ محفوظ رہیں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کو ان تمام بُری باتوں سے بچالے گا۔ پس یہی آپ کی ذمہ داری ہے۔

اسی طرح حضورِ انور نے نیک عادات کو جاری رکھنے کی بابت تاکید فرمائی کہ اگر آپ ماضی میں اچھے طفل رہے ہیں تو آپ کو چاہیے کہ وہی عادات جاری رکھیں اور اچھے خادم بننے کی کوشش کریں۔

مزید برآں حضورِ انور نے نوجوانی میں قدم رکھتے ہوئے پیدا ہونے والی اس عمومی غلط سوچ کی بھی اصلاح فرمائی کہ عموماً ہم دیکھتے ہیں کہ جب آپ سولہ سال کی عمر میں داخل ہوتے ہیں یا خادم بنتے ہیں تو آپ سوچتے ہیں کہ اب ہم بالغ ہو گئے ہیں، ہم بہت عقل مند ہیں اور ہمارے والدین کچھ نہیں جانتے۔ یہاں تک کہ ہمارے بزرگ بھی جدید دَور کے مسائل، مضامین اور موضوعات کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ لہٰذا آپ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ اب ہمیں اپنی پسند اور ناپسند رکھنے کی آزادی ہے، لیکن ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

آخر میں حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ قرآنِ کریم کی تعلیمات پر عمل کریں اور ایک سادہ سی تعلیم یہ ہے کہ پرہیز گار بنو، بُرے کام کرنے سے بچنے کی کوشش کرو، روزانہ پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے وقت پر اور اگر ممکن ہو تو جماعت کے ساتھ ادا کرو، یہی اصل چیز ہے۔ ہر روز قرآنِ کریم کی تلاوت کرو۔

اسی طرح حضورِ انور کے دریافت فرمانے پر خادم نے عرض کیا کہ وہ وقفِ نَو نہیں ہے۔ جس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ تب بھی اس سے فرق نہیں پڑتا، آپ احمدی ہیں اور ایک احمدی مسلمان کو کامل مسلمان ہونا چاہیے۔

ایک خادم نے عرض کیا کہ حضور ایسے احمدی طلبہ کے لیے جو کینسر کے علاج پر تحقیق کرنا چاہتے ہیں کیا نصیحت فرماتے ہیں نیز قرآن و احادیث میں جن غذاؤں کا ذکر ہے، خصوصاً شہد، اس سلسلے میں کیا راہنمائی فرماتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے بنیادی قرآنی تعلیم کی جانب توجہ مبذول کروائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ طیّب حلال غذائیں کھایا کرو، حرام چیزیں نہ کھاؤ اور ہر وہ غذا جو طیّب ہے، وہ تمہارے لیے اچھی ہے۔

حضورِ انور نے شہد کی افادیت کے تناظر میں تحقیق کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ شہد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا دعویٰ ہے کہ اس میں کچھ ایسی خصوصیات ہیں، جو تمہاری بیماری کا علاج کرتی ہیں اور کینسر بھی یقیناً بیماریوں میں سے ایک ہے، ہمارے تو کئی احمدی سائنسدان شہد پر تحقیق کر رہے ہیں اور اگر آپ بھی شہد پر تحقیق کرنا چاہیں تو ضرور کر سکتے ہیں۔ اس لیے کہ شہد کئی بیماریوں کا علاج کر سکتا ہے اور جب شہد کی مکھی مختلف پھولوں سے شہد بناتی ہے تو جب بھی شہد کی مکھیاں کسی ایک قسم کے پھول سے پولن یا رس لینا شروع کرتی ہیں تو ساری کالونی کی مکھیاں اسی قسم کے پھولوں پر جاتی ہیں اور وہ mix نہیں کرتیں۔ اس طرح آپ الگ کر سکتے ہیں کہ کون سا شہد کینسر کے علاج کے لیے موزوں یا مفید ہے، کون سا شہد خون کی بیماریوں کے لیے اچھا ہے یا کون سا شہد دوسری بیماریوں کے لیے فائدہ مند ہے۔ شہد میں بیماریوں کا علاج کرنے کی صلاحیت ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے حدیثِ نبویؐ کی روشنی میں شہد میں رکھی گئی غیر معمولی خداداد شفا کی اہمیت کو اُجاگر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے معدے کی بیماری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور شہد استعمال کرو۔ وہ چند گھنٹوں بعد واپس آیا اور کہا کہ فائدے کی بجائے مجھے اُلٹا اثر ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دوبارہ فرمایا کہ جاؤ اور وہی شہد استعمال کرو۔ تیسری بار وہ پھر آیا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا معدہ جھوٹا ہے مگر اللہ کے الفاظ سچے ہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ پس یہ ہم پر منحصر ہے۔ بعض اوقات مختلف اقسام کے شہد مختلف بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ کچھ اقسام کا شہد معدے کے لیے مناسب نہ ہو، لیکن کینسر کے لیے یا خون کی بیماریوں کے لیے مفید ہو، اس لیے آپ کو اس حساب سے تحقیق کرنی ہو گی۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ وہ خدام جو اپنی روحانی ترقی کے لیے محرّک اور جذبہ نہیں پاتے وہ خود کو اللہ کے قریب آنے کے لیے کس طرح جذبہ پیدا کریں؟

اس پر حضورِ انور نے حکیمانہ انداز میں دریافت فرمایا کہ کیا آپ کی کوئی خواہش یا آرزو ہے کہ آپ کا مستقبل اچھا ہو اَور آپ اپنی تعلیم میں بہترین کارکردگی دکھائیں؟ اثبات میں جواب ساعت فرمانے کے بعد حضورِ انور نے مزید دریافت فرمایا کہ پھر آپ کا جذبہ کیا ہے؟ جس پر خادم نے عرض کیا کہ اچھا مستقبل حاصل کرنا۔

اس پر حضورِ انور نے قربِ الٰہی کے حصول کے حوالے سے عملی راہنمائی عطا فرمائی کہ اگر آپ اللہ سے محبّت رکھتے ہیں تو پھر آپ کو چاہیے کہ اللہ کے قریب آنے کے لیے بھی یہی جذبہ پیدا کریں۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آپ محنت کریں، میرے دیے گئے احکامات کی پیروی کریں اور قرآنِ کریم میں بے شمار احکامات اور ہدایات موجود ہیں، لیکن بنیادی چیز یہ ہے کہ آپ پانچ وقت کی نمازوں میں دعا کیا کریں

کہ اللہ آپ کو سیدھے راستے پر چلائے اور آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا کرے کہ اللہ کی محبّت حاصل کرنے کے لیے آپ کے جذبے میں اضافہ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ کی راہنمائی کرے گا، ان شاء اللہ!

حضورِ انور نے روحانی ترقی کے لیے محنت و مجاہدہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے آپ کو محنت کرنا ہو گی، جیسے آپ اپنے دنیاوی مقاصد جیسے تعلیم اور دیگر امور کے لیے محنت کرتے ہیں، یہی معاملہ یہاں بھی ہے۔ آپ کو مجاہدہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ اگر تم محنت کرو گے تو مَیں تمہیں سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔

آخر میں حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ پس یہی راستہ ہے۔ پانچ وقت کی نماز میں اللہ سے دعا کرو۔ کبھی نماز نہ چھوڑو۔ اگر آپ اللہ کے احکامات کی پیروی کریں گے تو اللہ آپ کی راہنمائی کرے گا۔

ایک شریکِ مجلس نے سوال کیا کہ جو واقفینِ نَو اپنی زندگیاں وقف کرنا چاہتے ہیں وہ اس خواہش کو بیرونی دباؤ جیسے گھریلو مالی مشکلات اور والدین کی دیگر اُمیدوں کے ساتھ کس طرح ہم آہنگ کر سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے واضح فرمایا کہ اگر آپ کی خواہش ہے کہ آپ وقف کریں تو پھر آپ کو وقف کر دینا چاہیے اور اگر آپ متذبذب ہیں تو بہتر ہے کہ اجازت لے لیں اور کوئی اَور ملازمت کر لیں، کچھ پیسہ کمائیں اور اپنے والدین کی مدد کریں۔ حضورِ انور نے اس خدشے کا بھی ازالہ فرمایا کہ آپ کو فکر ہے کہ اگر آپ وقف کر دیں گے تو آپ کے والدین کیسے گزارہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں کو کھلانے والے تم نہیں بلکہ مَیں اللہ ہوں جو سب کو کھلاتا ہوں۔

مزید برآں حضورِ انور نے وقف کے حوالے سے دعا اور ذاتی شرحِ صدر کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ پس اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ اگر دعا کے بعد آپ کا دل وقف کرنے پر مطمئن ہو جائے تو پھر کر لو۔ ضروری نہیں کہ جماعت کہے کہ ٹھیک ہے ہم تمہارا وقف قبول کرتے ہیں۔ بعض اوقات ہمیں کچھ مخصوص شعبوں میں لوگوں کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ ہمیں مربیان، ڈاکٹرز اور انجنیئرز وغیرہ کی ضرورت ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ فی الحال آپ ملازمت کریں اور وقفِ نَو ہونے کے ناطے اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔

آخر میں حضورِ انور نے بطور وقفِ نَو حقیقی وقف کے فرائض اور اس سے وابستہ عملی ذمہ داریوں کی بابت بصیرت افروز راہنمائی عطا فرمائی کہ آپ کے فرائض یہ ہیں کہ پانچ وقت کی نمازوں کو باقاعدگی سے ادا کرو۔ قرآن کریم کی تلاوت کرو، قرآن کے معانی سیکھو اور جماعت اور اسلام کا لٹریچر پڑھو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کُتب کا مطالعہ کرو اور خلفائے کرام کے ارشادات کو سنو۔ نیک کام کرو اور فارغ وقت میں جماعت کو زیادہ وقت دو۔ یہی آپ کا وقف ہے۔ اس طرح آپ اپنے والدین، اپنے گھرانے اور اپنے بیوی بچوں کی بھی مدد کر سکتے ہیں۔

ایک خادم نے عرض کیا کہ ہم میں سے اکثر لوگ بڑی بڑی نوکریاں حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بہت سا پیسہ کمانا چاہتے ہیں، نیز اس سلسلے میں راہنمائی کی درخواست کی کہ ہم کس طرح یقین دہانی کریں کہ ہماری ملازمت میں کامیابی اللہ کی رضا کے لیے ہو اور وہ ملازمتیں ہمارے دلوں کو حریص نہ بنا دیں۔

اس پر حضورِ انور نے کمائی میں برکت پیدا کرنے اور حریص بننے سے بچنے کے ضمن میں انتہائی پُر معارف پیرائے میں راہنمائی عطا فرمائی کہ اگر آپ بہت سا پیسہ کما رہے ہیں اور ساتھ ہی آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی بھی کر رہے ہیں یعنی یہ کہ اپنے مال کو صرف اپنے اُوپر ہی نہ خرچ کریں، خود غرض نہ بنیں، بلکہ اپنے مال کو یتیموں اور ضرورتمند لوگوں پر بھی خرچ کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے مال کے ذریعہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اللہ پھر اس مال میں بے پناہ برکت بھی ڈالے گا۔ یہ عمل آپ کے دل کو لالچ سے بھی بچائے گا، کیونکہ آپ دوسروں پر بھی خرچ کر رہے ہوں گے اور آپ دوسروں کے درد کو محسوس کر رہے ہوں گے تو اللہ اسے پسند کرتا ہے۔

اسی طرح جب بھی آپ زیادہ پیسہ کما رہے ہوں، اگر آپ صدقہ وخیرات کر رہے ہیں اور اپنے اخراجات پورے کرنے کے بعد اپنے مال کے ساتھ جماعت کے لیے قربانی بھی دے رہے ہیں تو اللہ اسے پسند کرے گا اور اس مال میں بے پناہ برکت ڈالے گا اور آپ کو لالچی بننے سے بچائے گا۔

ایک شریکِ مجلس نے حال ہی میں ایک خادم کے جماعت سے دُور ہونے کے پس منظر میں دریافت کیا کہ ایسے خدام کی کس طرح راہنمائی کی جائے جو پہلے فعّال تھے مگر اب جماعت سے کچھ دُور ہو گئے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے مذکورہ خدام کی اصلاح کے حوالے سے توجہ دلائی کہ صرف جماعتی طور پر ہی نہیں، ویسے ذاتی دوستی کی حدّ تک جس کی عمر کا وہ ہے، کسی نہ کسی احمدی کا دوست تو ہو گا، اُس سے کہو کہ اِس سے تعلق رکھے، اس کو قریب لائے، اُس سے بات کرے اور اس کے اندر جو جو grievances ہیں، ان کو دُور کرنے کی کوشش کرے۔ تو ذاتی طور پر جس طرح تمہارا بھائی کسی بُرے کام میں پھنس جاتا ہے اور تم اس کی اصلاح کی کوشش کرتے ہو، اس pain اور درد کے ساتھ اس کے لیے بھی کوشش کرو اور ساتھ دعا بھی کرو۔ تو یہی طریقہ ہے۔

حضورِ انور نے عہدیداران کے عاجزی اختیار کرنے کی ضرورت پر زور

دیتے ہوئے اس اَمر کی بھی نشاندہی فرمائی کہ بات یہی ہے کہ ہمارے مربی سے یا ہمارے صدر جماعت سے یا سیکرٹری امور عامہ سے یا سیکرٹری تربیت سے یا کسی اَور عہدیدار سے بڑوں کو کوئی دل میں رنجشیں پیدا ہوئیں اور اس کے بعد وہ آگے ٹرانسفر ہو گئیں، اس لیے کہتے ہیں کہ عہدیداروں کو بہت زیادہ humble ہونا چاہیے۔

اسی طرح حضورِ انور نے ذاتی سوچ کی بنیاد پر جماعت کے بارے میں مجموعی طور پر غلط رائے قائم کرنے کے رجحان کی بھی اصلاح فرمائی کہ بعض دفعہ یہاں بھی پرانی فیملیاں ہیں، ایک لڑکا آیا اور وہ پُرانی فیملی تھی اور مَیں ان کو جانتا ہوں کہ سارے اچھے بھلے لوگ ہیں، لیکن اس نے اپنے دماغ میں ایک آئیڈیل بنایا ہوا تھا کہ ہر ایک کو کس طرح ہونا چاہیے۔ اب جماعت کے عہدیدار اگر اِس کے اُس standard پر پُورے نہیں اُترتے تھے تو وہ کہتا تھا کہ ساری جماعت ہی خراب ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اچھے لوگ بھی تھے اور بُرے لوگ بھی تھے، تو ان کو دیکھ کے کوئی کہہ دے کہ جی سارے مسلمان ہی خراب ہو گئے یا نعوذ باللہ! آنحضرتؐ کا پیغام ہی سچا نہیں، تو یہ تو غلط ہے۔

آخر میں حضورِ انور نے اپنی اوّل الذکر نصیحت کا اعادہ فرمایا کہ تو پیار کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرو، جب personal pain اور ایک درد کے ساتھ بات کرو گے تو اس فیملی کو بھی احساس پیدا ہو گا کہ ہاں! جماعت ہمارا خیال رکھتی ہے اور پھر ان کے لیے دعا بھی کرو۔

ایک خادم نے راہنمائی کی درخواست کی کہ احمدیوں کو نئی جگہ کو آباد کرنا چاہیے کہ جہاں پر جماعت اور احمدی نہیں ہیں یا ہم اُدھر جائیں کہ جہاں پر جماعت پہلے سے قائم ہے؟

اس پر حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ جن کے چھوٹے بچے ہیں، وہ تو وہاں جائیں کہ جہاں جماعت قائم ہے اور مسجد قریب ہے تاکہ بچوں کی تربیت ہو سکے۔ جن کے بچے بڑے ہو چکے ہیں یا اکیلے ہیں، وہ ایسی نئی جگہ جائیں کہ جہاں جماعت قائم نہیں ہے اور جماعت قائم کریں اور تبلیغ کریں۔ تو مختلف situations، مختلف فیملیز کے حق میں، ذاتی حالات میں مختلف ہوتی ہیں۔ تو ایک hard and fast rule تو نہیں بنایا جا سکتا۔ تو یہ تو آپ کو سوچنا ہو گا کہ آپ کے لیے کیا بہتر ہے، خود سوچ لو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں دماغ دیا ہوا ہے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ آج کے دَور میں احمدی نوجوانوں کے سامنے بہت سی مشکلات اور distractions ہیں، لیکن پھر بھی ان کے دلوں میں جماعت کی خدمت کا جذبہ موجزن ہے۔ ایسے حالات میں وہ اللہ تعالیٰ اور خلافت سے اپنے تعلق کو کیسے مضبوط بنا سکتے ہیں اور کس طرح جماعت کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے نشاندہی فرمائی کہ یہ distractions ہر وقت دنیا کی attractions دیکھ دیکھ کے ہوتی ہیں۔ سوشل میڈیا ہے، ٹی وی ہے، فضول قسم کے چینلز ہیں اور فضول قسم کی گیمز ہیں۔ کام میں کوئی خادم اگر لگا ہوا ہے، تو وہ اپنے کام سے فارغ ہو کے اور اگر کوئی سٹوڈنٹ ہے، تو وہ اپنے سکول سے آ کے، اپنا سکرین ٹائم سیل فون، آئی پیڈ اور ان چیزوں پر زیادہ خرچ کرتے ہیں اور وہاں سے پھر وہ distract ہوتے ہیں۔ بعض سٹوڈنٹس کی تو پڑھائی بھی ضائع ہو جاتی ہے اور بعض کام والے اپنے کاموں سے بھی جاتے ہیں۔

حضورِ انور نے اس تناظر میں شعور پیدا کرنے کی بابت توجہ دلائی کہ سو پہلی چیز یہی ہے کہ ان کو سمجھانا کہ یہ لغو چیزیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ لغو چیزوں سے بچنا چاہیے، یہ تو تربیت کے شعبہ کا کام ہے، وہ کرے۔

اسی طرح نمازوں کی عادت پیدا کرنے کے حوالے سے تلقین فرمائی کہ دوسرا یہ کہ ان میں جذبہ ہے۔ دل میں احمدی ہوتے ہیں، اللہ کا خوف بھی ہوتا ہے، تو اللہ کا خوف اگر ہے تو کہو پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرا خوف ہے تو پھر میری عبادت بھی کرو۔ کیونکہ مَیں نے انسانوں کو جو میرے حقیقی مومن بندے ہیں، ان کو تو مَیں نے کہا ہوا ہے کہ میری عبادت کریں اور پانچ وقت نمازیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ ساتھ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ جو پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں سیدھے رستے پر چلاؤں گا۔ تو ان میں نمازوں کی عادت ڈالو۔

مزید بر آں حضورِ انور نے ایسے خدام، جو مسائل کا شکار ہیں، ان کی غلطیوں کی پردہ پوشی اور ان سے قریبی تعلق قائم کرنے کی بابت تاکید فرمائی کہ تو ایسے لوگ جو distract اگر ہو جاتے ہیں، ان کا اگر پتا لگ جاتا ہے تو انہیں لوگوں میں مشہور کرنے کے بجائے، بلاوجہ ان کی غلط قسم کی publicity کرنے کے، ان کو بھائی سمجھ کے ان کے راز چھپاؤ اور ان کو قریب لاؤ۔ ان کو بتاؤ کہ یہ یہ تمہارے مسائل ہیں اور یہ future میں تمہاری زندگی میں بھی اور جماعت کے اندر بھی مسائل پیدا کریں گے، اور اللہ تعالیٰ کو بھی یہ پسند نہیں ہے۔ تو جب ان کو یہ سب کچھ دیکھ کر پتا لگے گا کہ یہ ہمارے ہمدرد ہیں، ہمارے دوست ہیں اور ہمارے بھائی ہیں تو پھر وہ قریب آئیں گے۔ یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اس لیے جو کام کرنے والے ہیں، خدام الاحمدیہ کے لوگ ہیں، جو جماعت کے عہدیدار ہیں اور جو باقی تنظیموں کے عہدیدار ہیں، ان کو ایک personal چیلنج سمجھ کے اپنے رشتہ داروں کی طرح دوسروں کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ یہ کرو گے تو پھر ہی کچھ ہو گا۔

نیز حضورِ انور نے ہدایت فرمائی کہ ان کو سمجھاؤ، قریب لاؤ کیونکہ ان کے دل میں جذبہ بہرحال موجود ہے۔ نہیں تو وہ openly کہہ دیتے کہ ہم احمدی نہیں۔ خلافت کی

بات بھی مان لیتے ہیں۔ یہاں آتے ہیں، چار دن نمازیں پڑھتے ہیں تو بڑے جذباتی بھی ہو جاتے ہیں۔ میرے سے مل کے جاتے ہیں تو آنسوؤں سے روتے ہوئے بھی جاتے ہیں اور مجھے پتا ہے کہ دو مہینے بعد پھر وہ پہلے جیسے ہی ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ وہاں ان کو وہ environment نہیں ملتا جو ملنا چاہیے اور وہ آپ لوگ جو active خدام ہیں وہ دے سکتے ہیں۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ قرآنِ کریم کی کون سی سورتیں پڑھنے کے لیے سب سے بہتر ہیں؟ اس پر حضورِ انور نے راہنمائی عطا فرمائی کہ سورت فاتحہ سب سے بہترین ہے کیونکہ اس میں آپ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ بار بار دُہراتے ہیں کہ اے اللہ! مجھے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے۔ چنانچہ جب آپ یہ سورت اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں تو بار بار یہی دعا دُہراتے ہیں۔

حضورِ انور نے سورت الفاتحہ کو تربیت اور ہدایت کا بنیادی سرچشمہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سورت فاتحہ آپ کی تربیت کے تمام اہم پہلو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر آپ سورت فاتحہ پڑھیں، اس کا ترجمہ پڑھیں اور اگر ممکن ہو اور یہ آپ کے لیے یقیناً ممکن ہے، تو اس کی تفسیر بھی پڑھیں۔ ہمارے پاس قرآنِ کریم کی تفسیر موجود ہے، تو آپ سورت فاتحہ کی تفسیر پڑھ سکتے ہیں، پھر آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ سورت سیدھے راستے کی ہدایت کے لیے کس قدر اہم ہے۔ پھر اس پر اچھی طرح غور کریں، تب آپ اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں مزید جان سکیں گے۔

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ حال ہی میں سوشل میڈیا پر ایسی ویڈیوز سامنے آ رہی ہیں جن میں اسلام مخالف لوگ ان مسلمانوں کا مذاق اُڑا رہے ہیں جو عوامی جگہوں پر نماز ادا کرتے ہیں۔ اس حوالے سے اس خادم نے راہنمائی کی درخواست کی کہ ہم بطور احمدی مسلمان مغربی ممالک میں اسلام مخالف بڑھتے ہوئے جذبات کا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں، بالخصوص جبکہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گستاخانہ زبان استعمال کی جا رہی ہو؟

اس پر حضورِ انور نے حکیمانہ انداز میں اصولی راہنمائی عطا فرمائی کہ جب وہ گالی گلوچ پر اُتر آئیں تو ہم ان سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اسے نظر انداز کریں اور یہ بھی کہ ہمیں عوامی جگہوں پر نماز پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ہماری مساجد موجود ہیں، آپ کو چاہیے کہ نماز مسجد میں یا اپنے گھروں میں ادا کریں اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے یا وقت کی کمی کے باعث آپ کو ظہر یا عصر کی نماز وقت پر ادا کرنی ہو تو آپ کوشش کریں کہ کوئی گوشہ تلاش کر کے وہاں نماز پڑھ لیں اور اگر آپ جماعت کی صورت میں ہوں تو بھی کسی الگ اور پُرسکون جگہ جا کر نماز ادا کریں اور یہ نہیں کہ فُٹ پاتھوں یا سڑکوں پر ہی نماز پڑھنی شروع کر دیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ اس طرح آپ وہاں موجود لوگوں کی سہولت میں خلل ڈالیں گے ان کے سکون کو خراب کریں گے۔

حضورِ انور نے یہ بنیادی نکتہ بھی واضح فرمایا کہ عوامی جگہوں پر نماز ادا کرنے کی کیا ضرورت ہے، لہٰذا ایسا نہ کریں، لیکن اپنے ایمان میں ثابت قدم رہیں۔ یہ پختہ عزم رکھیں کہ پانچوں وقت کی نماز وقت پر ادا کرنی ہے اور اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔

مزید برآں حضورِ انور نے فہمِ دین اور عملی نمونے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اپنے دین کے بارے میں زیادہ سے زیادہ سیکھنے کی کوشش کریں کہ اسلام کیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت اور عمل کیا تھا، ہم احمدی کیوں دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم احمدی مسلمان ہیں؟ اور صرف دعویٰ کافی نہیں جب تک کہ ہم اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل نہ کریں۔ جب ہم اچھے اخلاق سکھائیں گے، اسلام کا حقیقی پیغام لوگوں تک پہنچائیں گے اور وہ عمل کر کے دکھائیں گے کہ جس کی ہم دعوت دیتے ہیں تو لوگ خود آپ سے پوچھیں گے کہ آپ دوسرے لوگوں سے مختلف کیوں ہیں؟ اور وہ اسلام کے بارے میں زیادہ جاننے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح تبلیغ کے مزید دروازے کھلیں گے۔

علاوہ ازیں حضورِ انور نے تبلیغی ذمہ داری کے بنیادی تقاضے واضح کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ اِس طرح آپ کو چاہیے کہ تبلیغ کے مزید راستے تلاش کریں تا کہ لوگوں تک بات پہنچے، کیونکہ لوگوں کو علم نہیں ہے۔ وہ اسلام کے بارے میں زیادہ علم نہیں رکھتے۔ صرف اسلام کے مخالفین نے اس چیز کا فائدہ اُٹھایا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان اچھے نہیں ہیں اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ دہشت گردوں اور شدّت پسندوں کی مثالیں دے کر کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کا طرزِ عمل ہے۔ تو دراصل لوگوں کو بتائیں کہ ان لوگوں کا عمل اسلام کی درست تعلیم نہیں ہے۔ اسلام کی اصل تعلیم امن، محبّت، ہم آہنگی اور باہمی احترام پر مبنی ہے اور یہی وہ چیز ہے کہ جس کے لیے ہم دعا کرتے ہیں، جس پر عمل کرتے ہیں اور جس کی تبلیغ کرتے ہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ یہ بہت بڑا چیلنج ہے۔ نیز یاد دلایا کہ اسی لیے مَیں کہتا ہوں کہ آپ کو چاہیے کہ اسلام کا حقیقی پیغام پمفلٹس کے ذریعہ اور اپنے ذاتی کردار کے ذریعہ پھیلائیں۔ اسی طرح آپ اس صورتحال پر قابو پا سکتے ہیں۔

ملاقات کے آخر پر تمام شاملینِ مجلس کو ازراہِ شفقت اپنے محبوب آقا کے ساتھ گروپ تصویر بنوانے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ یہ روح پرور نشست حضورِ انور کے دعائیہ کلمات ''السّلام علیکم'' پر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ (الفضل، 11 دسمبر 2025ء)

# امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ورجینیا ریجن کے ایک وفد کی ملاقات

اگر صرف اپنے آپ کو مسلمان کہہ دیا یا احمدی کہہ دیا اور پتا ہی نہیں کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے، کیا قرآنِ شریف میں لکھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے، تو کچھ بھی نہیں پتا لگے گا ,اس لیے قرآنِ کریم کو بھی سمجھ کے پڑھنا چاہیے اور اسی طرح جو جماعتی لٹریچر ہے، وہ بھی پڑھو

مورخہ ۶/ دسمبر ۲۰۲۵ء، بروز ہفتہ، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ورجینیا ریجن کے چودہ(۱۴) رکنی ایک وفد کو بالمشافہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے امریکہ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

ملاقات کے آغاز میں تمام شاملینِ مجلس کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں فرداً فرداً اپنا تعارف پیش کرنے کا موقع ملا۔

بعد ازاں دورانِ ملاقات شاملینِ مجلس کو حضور انور کی خدمت میں متفرق سوالات پیش کرنے نیز ان کے جواب کی روشنی میں حضورانور کی زبانِ مبارک سے نہایت پُر معارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

ایک خادم نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں راہنمائی کی عاجزانہ درخواست پیش کی کہ اگر قریبی رشتہ داروں کی طرف سے ناانصافی یا تکلیف پہنچی ہو اور وہ ذہنی دباؤ کا باعث بن رہی ہو تو اُس کو دُور کرنے کے لیے کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے؟

اس پر حضورِ انور نے دعا اور معاملہ فہمی کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے تلقین فرمائی کہ اُن کے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے، سمجھ دے اور اپنے لیے بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے برداشت کی طاقت دے اور ان سے directly جا کے پوچھو کہ آپ کو تکلیف دینے کی کیا وجوہات ہیں تا کہ تکلیف دُور ہو۔

حضورِ انور نے بھائی چارے کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے باہم اتفاق سے رہنے اور صلح کی عادت ڈالنے کی جانب توجہ دلائی کہ ہمیں آپس میں مل بیٹھ کے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ شریف میں فرماتا ہے کہ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے رحم کا سلوک کرنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ مومن بھائی بھائی ہیں۔ تو اِس طرح مِل جُل کے رہنا چاہیے، اگر علیحدہ رہے تو جو دوسرے لوگ ہیں وہ فائدہ اُٹھائیں گے اور ہماری اَور زیادہ لڑائیاں ہوتی رہیں گی۔ تو

ناراض نہ ہوا کرو اور صلح کی عادت ڈالو۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ ایک احمدی مسلمان لڑکا سکول میں بدتمیزی، زیادتی یا امتیازی سلوک کا اسلامی تعلیمات کے مطابق کس طرح سے مقابلہ کر سکتا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے نرمی اور مؤثر انداز سے مذکورہ مخالفانہ رویوں کا سامنا کرنے کی تلقین فرمائی کہ تم کہو کہ مَیں ایک مذہب کو مانتا ہوں اور مَیں اس کو سچا سمجھتا ہوں اور اگر تم کسی کے actions اور deeds کی وجہ سے ایسا کر رہے ہو تو you are defaming islamic teaching اور That is not the fault of that teaching۔ وہ تو ان کی اپنی غلطی ہے جو یہ کام کر رہے ہیں، کیونکہ اسلام کی تعلیم تو بڑی پیار اور محبّت کی تعلیم ہے۔ ان کو بتاؤ کہ اسلام تو یہ کہتا ہے۔ اس کو سننے کے بعد بھی اگر تم مجھے bully کرنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی ہے کہ تم ایسا کرو۔ تو جب تم اس طرح directly اُن کے ساتھ پیار اور نرمی سے not harshly، confront کرو گے تو پھر وہ آپ ہی شرمندہ ہو جائیں گے۔

حضورِ انور نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں مخالف کے رویّے اور طرزِ عمل کی اصلاح کے ضمن میں تجویز فرمایا کہ اسے کہو کہ مَیں اسلامی تعلیم کو بہتر سمجھتا ہوں اور تم میری اس تعلیم کو سمجھے نہیں۔ اس لیے تم bully کرنا چاہتے ہو، تو یہ جو تمہارا کیریکٹر ہے، یہ کوئی اچھا ہے؟ مجھے تم bully کرتے ہو کہ مسلمان ایسے ہیں، تو تم مجھے جو bully کرنے کا عمل کر رہے ہو، کیا یہ اچھا عمل ہے؟ تو پھر مَیں بھی اگر تمہیں کہوں کہ سارے Christians یا atheist ایسے ہیں، تو یہ اچھی بات تو نہیں ہے۔ کیونکہ ہمیں تو یہ تعلیم ہے، قرآنِ شریف میں آتا ہے، اللہ میاں نے کہا ہے کہ لوگوں کے بتوں کو بھی بُرا نہ کہو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پھر وہ خدا کے بُرا کہنے کی باتیں کریں اور جب ایسا کریں گے تو اس کی وجہ تم بنو گے۔ اس لیے ایسی جگہوں پر avoid کرو۔

مزید برآں حضورِ انور نے امتیازی رویّوں کو نظر انداز کرنے اور بلا خوف و تردّد اسلام کی خوبصورت اور اعلیٰ عملی تعلیمات کی روشنی میں نرمی سے اپنے موقف پر قائم رہنے کی بابت تاکید فرمائی کہ تو اوّل پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ جو بھی کرتے ہیں، تم ان کو ignore کرو۔ اب تم mature ہو چکے ہو، تمہیں کوئی ڈرنے کی ضرورت نہیں، باقی ساتھ ان کو بتاؤ کہ یہ تعلیم ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ ایسا کرتے ہیں، تو تم کہو کہ تمہارا کام تمہارے ساتھ اور میرا کام میرے ساتھ، پر مَیں تمہیں کچھ نہیں کہتا۔ کیونکہ میری تعلیم یہی ہے کہ نرمی سے بات کرو۔ تھوڑا سا شرمندہ تو ہوں گے، اگر جن میں شرم ہو گی اور جو ڈھیٹ ہیں، ان کو ignore کرو۔ خود نہیں ڈرنا، ڈرنے کی ضرورت نہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام ٹھیک ہے اور یہی اسلام کی تعلیم ہے۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ اس کو کہو کہ آؤ بیٹھو! مَیں تمہیں بتاؤں کہ اسلام کیا کہتا ہے، اسلام کہتا ہے کہ لوگوں کا خیال رکھو، اسلام کہتا ہے کہ یتیموں کا خیال رکھو، اسلام کہتا ہے کہ چیریٹی میں زیادہ دو، اسلام کہتا ہے کہ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ تو یہ تو میری تعلیم ہے، اگر اس سے تمہیں بُرا لگتا ہے، تو پھر It is up to you۔

ایک خادم نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عاجزانہ درخواست پیش کی کہ آپ کا اپنی دادی امّاں حضرت بُو زینب صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ جو وقت گزرا ہے، ازراہِ شفقت اِس کے بارے میں ہمیں کچھ بتائیں۔

اس پر حضورِ انور نے انتہائی شفقت اور محبّت بھرے جذبات کے ساتھ آپؓ کی سیرتِ مبارکہ پر روشنی ڈالی کہ ایک تو یہ ہے کہ وہ دل کی بڑی صاف تھیں اور کسی کے خلاف ان میں کوئی کینہ نہیں تھا۔ typical بزرگ تھیں اور بچوں سے بھی نرمی اور پیار سے سلوک کیا کرتی تھیں۔

حضورِ انور نے آپؓ کے ساتھ گزارے ہوئے یادگار اور قیمتی لمحات کے تناظر میں بیان فرمایا کہ مَیں بعض دفعہ ان کے کمرے میں سوتا بھی تھا، تو مَیں نے دیکھا کہ رات کو اُٹھ کے تہجد پڑھتی تھیں اور ان کی تہجد کی آواز سے جو سجدے میں دعائیں کرتی تھیں، اس سے میری آنکھ کھل جاتی تھی اور اس میں اللہ تعالیٰ سے خیر اور رحم اور فضل ہی مانگا کرتی تھیں۔ مستقل repeatedly یہی کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے، اللہ تعالیٰ فضل کرے، اللہ خیر کرے اور اتنی دفعہ ایسا کیا کرتی تھیں کہ مَیں بعض دفعہ سویا ہوتا تھا تو میری آنکھ کھل جاتی تھی۔ پندرہ، سولہ، بیس سال کی عمر تک بلکہ بعد میں بھی، بعض دفعہ جب کوئی ان کے پاس سونے کے لیے نہیں ہوتا تھا، تو مَیں ان کے کمرے میں سو جاتا تھا۔

نیز آخر میں حضورِ انور نے نہایت دلآویز اور بشاشت سے بھرپور انداز میں ارشاد فرمایا کہ تو باقی نصیحتیں ہمیشہ ہمیں یہی کیا کرتی تھیں، جو نانیاں دادیاں کرتی ہیں اور پھر جو سلوک اور پیار بچوں سے ہوتا ہے، وہی ہمارے ساتھ ہوتا تھا۔

]قارئین کی معلومات کے لیے بطور تحدیثِ نعمت اس جلیل القدر خاتونِ مبارکہ کا مختصر تعارف بھی درج کیا جاتا ہے کہ مالیر کوٹلہ میں "بُو" کا لفظ عام طور پر بی بی کے مترادف اور معزز خاتون کے احترام کے اظہار کے لیے مستعمل تھا۔ حضرت بُو زینب صاحبہ رضی اللہ عنہا سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے چھوٹی بہو یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی حرمِ محترمہ تھیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ مورخہ ۲۴؍ مئی ۱۸۹۵ء کو قادیان دارالامان میں پیدا ہوئے اور مورخہ ۲۶؍ دسمبر ۱۹۶۱ء کو جلسہ سالانہ کے افتتاح سے قبل ۶۶؍ برس کی عمر میں وفات پائی، جس کے بعد اسی روز جلسہ سالانہ کے

پہلے دن کے دوسرے مختصر اجلاس کے اختتام پر آپؓ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ کے احاطہ خاص میں عمل میں آئی۔ حضرت بُوزینب صاحبہ رضی اللہ عنہا، ایک جلیل القدر صحابی، حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ آف مالیر کوٹلہ کی صاحبزادی تھیں، جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دامادی کا شرفِ عظیم بھی حاصل ہوا۔ چنانچہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا آپؓ کی اہلیہ تھیں۔

حضرت بُوزینب صاحبہؓ کی ولادت مورخہ ۱۹؍ مئی ۱۸۹۳ء کو ہندوستان کی ایک چھوٹی سی ریاست مالیر کوٹلہ میں ہوئی اور آپؓ کی والدہ کا نام بُومہر النساء تھا، جو حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ کی پہلی بیوی اور خالہ زاد بہن تھیں۔ انہی کے بطن سے آپؓ کے تین بھائی نواب عبدالرحمٰن خانصاحبؓ، نواب عبداللہ خانصاحبؓ اور نواب عبدالرحیم خالد صاحبؓ بھی پیدا ہوئے۔ یہاں اِس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ حضرت نواب عبداللہ خانصاحبؓ کو بھی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اور آپؑ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا دُختِ کرام آپؓ کے عقد میں آئیں۔

چھوٹی عمر میں ہی حضرت بُوزینب صاحبہؓ کی والدہ انتقال کر گئیں تو حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ نے بچوں کی خاطر آپؓ کی خالہ بُوامۃ الحمید صاحبہ سے شادی کر لی۔

حضرت بُوزینب صاحبہؓ کی دوسری والدہ اور آپؓ کے تینوں بھائی انتہائی مخلص احمدی تھے اور صحابہ کرامؓ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

دوسری والدہ کی وفات کے بعد حضرت نواب صاحبؓ کو حضرت بُوزینب صاحبہؓ کے مستقبل کی فکر لاحق رہتی تھی اور آپؓ کی خواہش تھی کہ جلد از جلد اُن کے لیے کوئی نیک اور موزوں رشتہ طے ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اس بابت خصوصی توجہ اور فکر تھی۔ چنانچہ آپؑ نے دعا کے بعد اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے لیے یہ رشتہ تجویز فرمایا جسے حضرت نواب صاحبؓ نے نہایت بشاشتِ قلبی اور رضامندی سے قبول کر لیا۔ بالآخر مورخہ ۱۵؍ نومبر ۱۹۰۶ء کو یہ بابرکت نکاح دارالمسیح کے حصّے دارالبرکات کے صحن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں منعقد ہوا، جبکہ اس سعادت بخش تقریب میں نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل الحاج حکیم مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھایا۔

جہاں اس رشتے پر نواب صاحبؓ انتہائی خوش تھے، تو وہیں آپؓ کے قریبی عزیز اور رشتہ دار اس رشتے سے ناراض اور شدید غصے میں تھے، الغرض نواب صاحبؓ کے قریبی رشتہ داروں کی مخالفت کے باوجود مورخہ ۹؍ مئی ۱۹۰۹ء میں یہ شادی ہو گئی۔

حضرت بُوزینب صاحبہؓ کی رخصتی سے کچھ عرصہ قبل آپؓ کے والد حضرت نواب صاحبؓ کی شادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ سے ہو گئی تھی اور ان کے بطنِ مبارک سے آپؓ کو مزید پانچ بہن بھائی نوابزادہ محمد احمد خانصاحب، سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرمِ اوّل حضرت خلیفۃ المسیح الثّالث حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ، نوابزادہ مسعود احمد خانصاحب، صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ، اور صاحبزادی آصفہ محمودہ بیگم صاحبہ عطا ہوئے۔

حضرت بُوزینب بیگم صاحبہؓ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نوازا جن میں سب سے بڑے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب تھے، جن کی شادی حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثّانی الحاج مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی سب سے بڑی صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی اور انہی کے بطنِ مبارک سے اس عظیم ہستی نے جنم لیا جو کہ ہمارے موجودہ پیارے امام اور آقا و مطاع خلیفۃ المسیح الخامس حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں، باقی پانچ بچوں میں صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب/ ریٹائرڈ کرنل، صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب، صاحبزادی امۃ الودود صاحبہ، صاحبزادی امۃ الباری بیگم صاحبہ اور صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب شامل ہیں۔

آپؓ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہام تَرٰی نَسْلًا بَعِیْدًا کہ تُو ایک دُور کی نسل دیکھے گا، سے بھی ایک رنگ میں برکت پانے والی بنیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی بنا پر آپؓ کو اپنی تیسری اور چوتھی نسل بھی دیکھنے کی توفیق ملی اور آپؓ نے ایک طویل حیاتِ مبارکہ پائی۔

مورخہ ۲۴؍ اگست ۱۹۸۴ء کو ۹۱؍ سال کی عمر میں لاہور میں آپؓ اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں، آپؓ کو کینسر کا مرض لاحق تھا، اسی رات آپؓ کا جسدِ خاکی ربوہ لے جایا گیا۔ آپؓ موصیہ تھیں، اگلے دن آپؓ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ کی اندرونی چار دیواری میں احاطۂ خاص میں آپؓ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپؓ کی وفات سے کچھ ماہ قبل ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ لندن ہجرت فرما چکے تھے اور وہیں آپؒ نے مورخہ ۷؍ ستمبر ۱۹۸۴ء کو حضرت بُوزینب بیگم صاحبہؓ کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی اور خطبہ ثانیہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی بیگم حضرت بُو صاحبہ کہلاتی تھیں اور ہمارے ناظرِ اعلیٰ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی والدہ، وہ چند دن ہوئے ہیں وفات پا گئی ہیں اور اس میں تو میری اپنی خواہش تھی کہ مَیں یہ جنازہ پڑھ سکتا، لیکن مجبوری تھی، اس لیے یہ جنازہ غائب پڑھا جائے گا۔[

ایک شریکِ مجلس نے سوال کیا کہ کیا ہمیں عید میلاد النبیؐ منانی چاہیے اور اگر منانی چاہیے تو کس طرح منانی چاہیے؟

اس پر حضورِ انور نے واضح فرمایا کہ یہ عید میلاد النبیؐ جو مسلمانوں نے شروع کی

ہے، یہ پہلے تو مناتے کوئی نہیں تھے، عربوں میں تو اب بھی نہیں مناتے بلکہ بہت سارے مسلمان ملکوں میں بھی نہیں مناتے۔ پاکستان اور ایشیا میں ہی یہ رجحان زیادہ ہے۔

پھر حضورِ انور نے تاریخی پس منظر میں بیان فرمایا کہ جب اسلام کے خلاف بہت زیادہ شور شروع ہوا، تو حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں شروع کروایا تھا کہ ہم جلسے کریں گے اور آنحضرتؐ کی یاد میں جلسے کریں گے اور آپؐ کی سیرت بیان کریں گے۔ اس کے بعد ان مسلمانوں نے اس کو لے لیا اور اسے پیدائش کے دن سے منانا شروع کر دیا۔ کیونکہ سینکڑوں سال تک صحابہؓ نے تو کبھی عید میلاد النبیؐ نہیں منائی نہ خلفائے راشدین کے زمانے میں منائی گئی اور نہ ہی آنحضرتؐ نے کبھی کہا کہ میری پیدائش مناؤ۔ تیس سال خلافت راشدہ رہی تو انہوں نے نہیں منائی اور اس کے بعد بھی کسی نے بھی نہیں منائی۔

حضورِ انور نے عید میلاد النبیؐ منانے کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے توجہ مرکوز کروائی کہ یہ تو بعد میں رواج پڑا اور اس لیے کہ اسلام پر جو اعتراض ہونے لگے تھے اور عیسائی اور ہندو بہت زیادہ آنحضرتؐ پر حملے کرنے لگے تھے، تو اصل میں تو جماعتِ احمدیہ نے ہی جلسے کرنا شروع کیا تھا۔ لیکن آپؓ نے کہا تھا کہ یہ سارا سال مناؤ، یہ نہیں کہ ایک دن منایا اور باقی سو کے ہو گئے، آنحضرتؐ کی زندگی کو تازہ کرو اور سیرت کو بیان کرو اور پھر اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرو تو یہ منانے کی حقیقت ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے آجکل بعض مسلمانوں میں رائج محض ایک مخصوص دن عید میلاد النبیؐ منانے کے رواج کے برعکس سارا سال ہی سیرت النبیؐ کے پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی ضرورت پر زور دیا کہ اگر صرف جلسے کر کے، تقریریں کر کے، چراغاں کر کے اور نعرے لگا کے تو بیٹھ جانا ہے اور پھر لوگوں کو گالیاں دینی ہیں، تو پھر اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پاکستان میں آج کل غیر احمدی جو عید میلاد النبیؐ مناتے ہیں اور عید میلاد النبیؐ کے جلسے کرتے ہیں، سارے جلسے میں آنحضرتؐ کی سیرت تو بیان کوئی نہیں ہوتی، اس میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیوں کو گالیاں دیتے رہتے ہیں۔ یہ جلسوں میں ہو رہا ہوتا ہے تو اس کو ایسے منانے کا کیا فائدہ؟ تو ہم نے جو منانا ہے وہ یہ ہے کہ صرف عید میلاد النبیؐ نہیں منانی، بلکہ آنحضرتؐ کے سیرت کے پہلوؤں کو سارا سال ہی لوگوں کو بتانا چاہیے کہ آپؐ کی سیرت کیا تھی۔ یہ ہماری تعلیم ہے، یہ ہم کرتے تھے اور یہ خاص دن کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ سارا سال اس کی ضرورت ہے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ سیاسی تقسیم کے جاری رہنے کے پیشِ نظر ان احمدیوں کے لیے کیا نصیحت ہے جو عوامی خدمت میں دلچسپی رکھتے ہیں، اسلام کے مطابق بہترین طرزِ حکومت کون سا ہے اور ہم احمدیت سے اپنی وابستگی اور ان لوگوں جن کی ہم نمائندگی کرتے ہیں کی خدمت کے درمیان توازن کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں استفہامیہ انداز میں حقیقتِ حال سے آگاہ فرمایا کہ politics میں polarisation کیا ہے، یہی ہو رہا ہے کہ رائٹ گروپ اور لیفٹ گروپ ہیں، تو جو رائٹ ونگ ہے، وہ تو اصل میں اسلام کے خلاف ہیں۔

حضورِ انور نے یاد دلایا کہ اس کے لیے اسلام کی جو حقیقی تعلیم ہے وہ ہمیں دینی چاہیے، اس لیے مَیں نے آج سے اٹھارہ سال پہلے سارے ملکوں اور امریکہ والوں کو بھی خاص طور پر کہا تھا کہ حقیقی اسلامی تعلیم پر مبنی پیغام Love, Harmony and Peace، ساری دنیا میں convey کرو۔ اور مَیں نے کہا تھا کہ ہر سال پانچ percent لوگوں تک یہ message پہنچنا چاہیے۔ وہ کام تو آپ لوگوں نے کیا نہیں۔ ابھی بھی بہت سارے لوگ احمدیت کو جانتے نہیں ہیں، تو جہاں جہاں جو آپ کا سرکل ہے اس کے اندر اسلام کی تعلیم بتائیں کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے اسلام کی بنیادی تعلیماتِ امن و آشتی، محبّت، ہمدردی اور عدل و انصاف کے عملی فروغ کے ضمن میں اپنی ہمہ وقت مساعی کا حوالہ دیتے ہوئے توجہ مبذول کروائی کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے، اسلام کہتا ہے کہ غریبوں کا خیال رکھو، یتیموں کا خیال رکھو، جھگڑے ختم کرو اَور absolute justice ہونا چاہیے۔ اور مَیں نے ابھی جو ہیومینٹی فرسٹ کی کانفرنس ہوئی ہے، اس میں بھی تھوڑا سا بیان کیا ہے کہ اسلام کیا چاہتا ہے، مسجدوں کے افتتاح کے موقع پر بھی مَیں بیان کرتا رہتا ہوں کہ اسلام کیا چاہتا ہے۔ پچھلے دنوں میں Cardiff مسجد کا افتتاح ہوا تو وہاں بھی مَیں نے بیان کیا، وہ دونوں تقریریں سنو، ان میں بھی مَیں نے بیان کر دیا اور بے شمار دفعہ مختلف جگہوں پر جا کے مَیں اسلام کی ٹیچنگ بیان کر چکا ہوں کہ تم لوگ دنیا والے کیا کرتے ہو اور اسلام کیا کہتا ہے۔ یہ تعلیم تو مَیں ہر جگہ بتاتا ہوں۔ میرے مختلف ایڈریسز World Crisis and the Pathway to Peace کے نام سے شائع ہو چکے ہیں، اس میں سے آپ کو بہت ساری چیزیں مل جائیں گی، اس کو لے کے اسلام کی جو بنیادی تعلیم امن اور پیار کی ہے وہ بتاؤ۔

اسی طرح حضورِ انور نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ابھی یہ تبلیغ کرنے کی ضرورت نہیں کہ مذہب کی طرف آئیں۔ ان کو یہ کہو کہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے اور تم اس کے خلاف یہ بولتے ہو اور ہم بھی جو یہاں پیدا ہوئے ہیں، ہم بھی اس ملک کے شہری ہیں اور اسلام کی تعلیم تو یہی ہے کہ وطن کی محبّت ہمارے ایمان کا حصّہ ہے۔

بعد ازاں حضورِ انور نے غیر ملکیوں اور مہاجرین کے حوالے سے انتہا پسندی سے

اجتناب برتنے اور انصاف پر مبنی متوازن سوچ اپنانے کی بابت حکیمانہ نصیحت فرمائی کہ اس لیے یہ کہنا کہ ہم رائٹ ونگ ہیں، توforeigners اور immigrants کو نکال دو۔ ہاں! ایسے لوگ جو قانون توڑ رہے ہیں اور جو ملک کے قانون اور constitution کو honour نہیں کرتے، ان کو بے شک نکالو۔ لیکن جو امن سے رہ رہے ہیں اور ملک کی ترقی کے لیے حصّہ لے رہے ہیں اور اس میں انجینیئرز بھی ہیں، ڈاکٹرز بھی ہیں، بزنس مین بھی ہیں اور سائنٹسٹ بھی ہیں، وہ تو تمہیں فائدہ دے رہے ہیں، تو تم ان کو کیوں نکالتے ہو؟

آخر میں حضورِ انور نے متعصبانہ رویوں کے پس پردہ کار فرما بنیادی محرّک اینٹی اسلامک ایجنڈے کی نشاندہی کرتے ہوئے، اس کے سدِّباب کے لیے حقیقی اسلامی تعلیمات کی اشاعت اور عملی نمونے پیش کرنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اصل میں اس کے پیچھے بیک گراؤنڈ وہ یہی ہے کہ اینٹی اسلامک ایجنڈا، تو اینٹی اسلامک ایجنڈا جو ہے، اس کا توڑ کرنے کے لیے ہمیں لوگوں کو awareness دینی ہو گی کہ اسلام کی اصل تعلیم کیا ہے۔ اس کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور یہی ہمارے لیے بڑا چیلنج ہے۔ اس کو خدام الاحمدیہ کو کرنا چاہیے، انصار اللہ کو بھی اور جماعت کو بھی اور لجنہ کو بھی۔ باقی ساری politics ہے۔ پھر یہ ہے کہ خود کی غلطیاں بھی ہیں، بعض ملکوں میں جو immigrants جاتے ہیں، تو وہ وہاں ان ملکوں سے سوشل ہیلپ لینا چاہتے ہیں اور کام نہیں کرتے۔ اگر وہ کام کریں، hardworkingہوں اور tax payerبن جائیں، تو یہ سوال ہی نہ اُٹھیں۔

ایک شریکِ مجلس نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ آج کل ہمارے بچے اکثر سکول یا مساجد میں دوسرے بچوں کو فون کے ساتھ دیکھتے ہیں اور وہ ہم سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ بھی موبائل فون رکھ سکتے ہیں، نیز اس سلسلے میں راہنمائی کی درخواست کی کہ حضور کی رائے میں احمدی لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے موبائل فون رکھنے کی مناسب عمر کیا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے یاد دلایا کہ مَیں تو عرصے سے کہہ رہا ہوں کہ بچوں کا سکرین ٹائم، چاہے موبائل فون ہے، آئی پیڈ ہے اور اس طرح کی جو دیگر چیزیں ہیں، جتنا ممکن ہو کم سے کم ہونا چاہیے۔ اس کا نظر پر بھی اثر پڑتا ہے اور دماغی سوچ پر بھی اثر پڑتا ہے۔ حضورِ انور نے عصرِ حاضر میں ڈیجیٹل آلات کے بڑھتے ہوئے استعمال اور اس حوالے سے عالمی سطح پر پیدا ہونے والی تشویش اور اقدامات کے بارے میں بھی آگاہ فرمایا کہ لیکن بدقسمتی سے آج کل سکول میں ایک عمر کے بعد سکول والے خود ہی آئی پیڈ دے دیتے ہیں کہ اپنا ہوم ورک اور فلاں فلاں کام بھی آئی پیڈ پر کرو۔ تو یہ تو اب دنیا والے بہت سارے لوگ realize کر رہے ہیں، ابھی پچھلے دنوں آسٹریلیا میں قانون پاس کر دیا ہے کہ پندرہ سال کی عمر سے کم بچوں کو سوشل میڈیا کے بعض یا فلاں فلاں پروگرام بالکل نہیں دیکھنے چاہئیں، اُن پرban ہے۔ اس پر بڑا شور بھی مچا۔ ڈنمارک والے بھی غور کر رہے ہیں، اَور ملک بھی غور کر رہے ہیں اور یہاں والے بھی اب شور مچانے لگ گئے ہیں۔ تو یہ تو خود انہوں نےrealize کر لیا کہ آپ کو اس کا نقصان ہے۔ نیز مسکراتے ہوئے فرمایا کہ باقی آپ کا امریکہ تو اس وقتrealize کرے گا کہ جب ٹرمپ کرے گا۔

مزید برآں جب خادم نے بطور والدین اپنے کردار اور ذمہ داریوں کے حوالے سے مزید راہنمائی کی درخواست کی تو حضورِ انور نے حکیمانہ انداز میں نصیحت فرمائی کہ ان کو بتاؤ کہ اس کا نقصان زیادہ ہے اور فائدہ کم ہے۔ میرے سے جب پوچھتے ہیں تو مَیں یہی کہتا ہوں کہ فون کی ضرورت کیا ہے؟ یہاں بھی پہلے سکولوں میں فون لے کے جاتے تھے، بعض دفعہ parents کو اطلاع دینا ہوتی ہے کہ اگر کوئی مسئلہ ہو جائے، تو انہوں نے کہہ دیا کہ فون استعمال نہیں کر سکتے۔ تو بعض جگہوں پر یہاں بھی سکولوں میں پابندی لگ گئی ہے۔

آخر میں حضورِ انور نے سکرین ٹائم کے ممکنہ نقصانات کی نشاندہی کرتے ہوئے بچوں کے لیے محدود وقت مقرر کرنے اور مناسب استعمال کی اہمیت پر زور دیا کہ تو ان کو یہ بتاؤ کہ اس سے تمہاری نظر بھی خراب ہوتی ہے اور تمہارے سوچنے کا وقت بھی ختم ہوتا ہے اور اگر ٹی وی یا آئی پیڈ یا کسی چیز پر تم نے کوئی پروگرام دیکھنا بھی ہے تو تمہارا سکرین ٹائم ایک گھنٹے روزانہ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس طرح ان کو سمجھاؤ کہ اس کا نقصان ہے اور یہ بھی بتاؤ کہ دنیا بھی اب مان رہی ہے کہ نقصان ہے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ جب مَیں اپنی ذاتی مشکلات کے لیے دعا کرتا ہوں، تو مجھے کس طرح معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا سن لی ہے؟

اس پر حضورِ انور نے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں قبولیتِ دعا کی پہلی اور سب سے اہم شرط پر روشنی ڈالتے ہوئے واضح فرمایا کہ پہلی چیز تو یہ ہے کہ اللہ کہتا ہے کہ تم پہلے میری بات مانو۔ اللہ کی بات کیا ہے؟ اللہ کہتا ہے کہ مَیں نے تمہیں پیدا کیا ہے تو تم میری عبادت کرو۔

حضورِ انور نے زندگی میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لیے پنج وقتہ نمازوں کی بروقت ادائیگی، نیز قبولیتِ دعا کے لیے احکامِ الٰہی کی کامل پابندی اور مضبوطیٔ ایمان کو لازمی قرار دیتے ہوئے توجہ دلائی کہ اب تم سترہ سال کے ہو اور کافی حدّ تکmature ہو چکے ہو، تو تم اللہ میاں سے یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے پہلے نمازوں کا پابند کرے۔ فجر کی نماز وقت پر پڑھو، باقی نمازیں وقت پر پڑھو، اس سے ایک تو تمہاری زندگی regulate ہو جاتی ہے۔ پھر ان میں دعا کرو۔ پھر اللہ میاں کہتا ہے کہ جو غلط کام ہیں وہ نہ کرو۔ میری

ساری باتیں مانو، جو مَیں نے کہی ہوئی ہیں اور قرآنِ شریف میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار باتیں کہی ہوئی ہیں، میرے پر ایمان پکا کرو، پھر مَیں تمہاری دعائیں بھی سنتا ہوں۔

علاوہ ازیں حضورِ انور نے معمولی نوعیت کے روز مرّہ پیش آمدہ مسائل کے ضمن میں راہنمائی عطا فرمائی کہ تمہیں کون سے ایسے کوئی بڑے بڑے مسئلے ہونے چاہئیں، چھوٹے چھوٹے یہی petty مسائل ہی ہوتے ہیں کہ مَیں نے امّاں ابّا کو کہا کہ مجھے یہ چیز دے دیں، انہوں نے میری بات نہیں مانی یا سکول میں میرا یہ subject ہے اور میری خواہش ہے کہ اتنے اتنے نمبر آ جائیں اور نہیں آئے۔ تو اس میں hardwork بھی چیز ہے، محنت کرو، دعا کرو، تو پھر اللہ تعالیٰ بھی مدد کرتا ہے۔

حضورِ انور نے اپنے ذاتی تجربے کی روشنی میں دعا کی غیر معمولی تاثیر پر مبنی واقعہ پیش فرمایا کہ مَیں جب پندرہ سولہ سال کا سٹوڈنٹ تھا، تو مَیں نے کئی دفعہ بتایا کہ میرا ایک paper خراب ہو گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ مَیں فیل ہو جاؤں گا۔ تو مَیں نے کئی مہینے بہت دعا کی، جب تک رزلٹ نہیں آیا، سجدوں میں آنسوؤں سے رو رو کے دعا کرتا رہا۔ اس کے بعد رزلٹ آیا، تو انہوں نے گریس مارکس دے کے مجھے اور بہت سارے لڑکوں کو پاس کر دیا۔ تو دعا اس طرح سنی جاتی ہے۔

بعد ازاں حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے استفہامیہ انداز میں استفسار فرمایا کہ یہی تمہارے مسائل ہیں، کون سا ایسا تمہاری زندگی کا life and death کا معاملہ ہو گیا ہے؟

اس پر سائل نے تصدیق کی کہ سکول سے متعلقہ معمولی نوعیت کے مسائل ہی درپیش ہیں۔

یہ سماعت فرما کر حضورِ انور نے تعلیمی میدان میں اچھے نتائج کے حصول کے حوالے سے محنت اور دعا کی اہمیت کی جانب توجہ مرکوز کروائی کہ سکول problems ہیں تو ان میں hardwork اور prayer، دونوں چیزیں چاہئیں۔ اللہ کہتا ہے کہ محنت کرو تو پھر مَیں تمہیں پھل بھی دوں گا۔ اب یہ دیکھو کہ تم محنت کر رہے ہو یا نہیں، تمہیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ میرے سے زیادہ کون محنت کر رہا ہے، اپنے سٹوڈنٹس میں یہ بھی دیکھو کہ سب سے زیادہ hardworking سٹوڈنٹ کون ہے؟ اور جو بھی محنت کرنے والا سٹوڈنٹ ہے، اس سے زیادہ محنت مَیں کروں یا اتنی ہی محنت کروں اور پھر ساتھ دعا بھی کروں تو اللہ تعالیٰ رزلٹ کو اچھا کر دے گا۔

ایک خادم نے عرض کیا کہ آج کل سوشل میڈیا addiction کا باعث بن رہا ہے اور اس میں بہت سا مفید وقت ضائع ہو رہا ہے، نیز اس ضمن میں راہنمائی کی درخواست کی کہ اس صورتحال میں ہم کس طرح اپنی توجہ کو مرکوز رکھ سکتے ہیں اور اس مسئلے سے نمٹ سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ سوال یہ ہے کہ آپ کو پتا ہے کہ بُرائی ہے، آپ تو پھر بھی کافی mature عمر کے ہیں اور پنجابی بھی آپ کو آتی ہو گی؟

اثبات میں جواب سماعت فرمانے کے بعد حضورِ انور نے ایک پنجابی مثال کے ذریعے سمجھایا کہ سوئے ہوئے کو تو آدمی جگا سکتا ہے لیکن جاگتے ہوئے آدمی کو کوئی کس طرح جگائے، جو جاگتا آدمی مچلا بنا ہوا ہے، اس کو جگانا بڑا مشکل کام ہے۔ اس میں ایک لطیفہ بھی ہے۔ قادیان کی بات ہے کہ ہوسٹل کے بعض لڑکے بورڈنگ سکول کے سوئے رہتے تھے اور فجر کی نماز پر نہیں جاتے تھے، تو superintendent نے شکایت کی۔ تو ان کے انچارج نے کہا کہ اچھا! صبح مَیں آؤں گا اور دیکھوں گا۔ انہیں کہا گیا کہ سوئے نہیں ہوتے بلکہ مچلے بنے ہوتے ہیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ اچھا! پھر مَیں اس کا علاج کرتا ہوں اور صبح مَیں آؤں گا۔ فجر کی نماز پر وہ گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو! تم کہتے ہو کہ یہ سوئے ہوئے ہیں، لیکن یہ تو سارے جاگ رہے ہیں، کیونکہ سوئے ہوئے آدمی کا دائیں پاؤں کا انگوٹھا سوتے وقت ہلتا ہے۔ انہوں نے ویسے ہی ایک بات کی تھی۔ مگر یہ بات سنتے ہی جتنے مچلے بنے سوئے ہوئے تھے، ان سب نے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلانا شروع کر دیا۔ تو انہوں نے اِنہیں اُٹھایا کہ تم لوگ اُٹھ کے بیٹھ جاؤ، تم جاگ رہے ہو، کیونکہ میری بات سن کے تم نے انگوٹھا ہلانا شروع کر دیا ہے۔

اسی تناظر میں حضورِ انور نے سوشل میڈیا کے حدّ سے زیادہ غیر ضروری استعمال اور اس کے مرتّب ہونے والے نقصان دہ اثرات سے آگاہ فرمایا کہ تو یہ تو ایک لطیفہ ہے، لیکن مقصد یہی ہے کہ ہمیں پتا ہے کہ اس کی addiction ہوتی ہے اور ہمیں پتا ہے کہ اس سے ہمارے فیملی relations بھی خراب ہو رہے ہیں اور سوشل relations بھی خراب ہو رہے ہیں اور ہمارے اپنے کاروبار پر بھی اثر ہو رہا ہے۔ ہر وقت بجائے اس کے کہ یہ دیکھو کہ نئے طریقے تلاش کرو کہ مَیں کس طرح اپنی sale کو زیادہ بہتر کر سکتا ہوں یا اپنے بزنس کو بہتر کر سکتا ہوں، تم سوشل میڈیا پر اُوٹ پٹانگ چیزیں دیکھنے پر وقت لگاتے ہو، تو نقصان ہو رہا ہوتا ہے۔ جب پتا ہے کہ نقصان ہو رہا ہے اور پھر بھی آپ دیکھتے ہیں تو پھر آپ کو بے وقوف ہی کہیں گے اور کیا کہیں گے؟ تو جاگے ہوئے ہو، یا تو یہ ہو کہ آپ کو پتا نہیں ہے کہ نقصان کیا ہیں، لیکن آپ کو پتا ہے کہ اس کے نقصان کیا ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر تم دیکھتے ہو تو پھر مَیں اس پر کیا بتاؤں؟ نیز تلقین فرمائی کہ یہی ہے کہ یہ determination ہونی چاہیے کہ مَیں نے ان غلط کاموں میں نہیں پڑنا۔ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جو لغویات ہیں، ان سے اِعراض کرو اَور ان سے بچو۔ اور یہ ساری لغویات ہیں ان پر وقت ضائع نہیں کرو۔

حضورِ انور نے سوشل میڈیا کی برائیوں سے بچاؤ اور اعتدال اختیار کرنے کی

تلقین کرتے ہوئے اس اَمر کی اہمیت کو بھی اُجاگر فرمایا کہ ویسے addiction تو ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ آدمی آئی پیڈ یا سیل فون کھول لے اور کوئی چیز کھول کے دیکھنا شروع کر دے، تو پھر اس میں نیچے comments کی ایک اور لائن لگی ہوتی ہے، پھر اس کو کھولتا ہے، پھر تیسری کھولتا ہے اور پھر کھولتا چلا جاتا ہے۔ آپ کو ایک interest کا کوئی topic مل رہا ہوتا ہے، تو اس کو آپ نے دیکھ لیا، پھر جو نیچے نظر پڑتی ہے کہ اوہو! اس کے نیچے یہ اور بھی آ رہا ہے اور پھر وہ بکواس شروع ہو جاتی ہے۔ اب ہر جگہ اس میں تو اتنی بیہودگیاں ہیں کہ حدّ ہی کوئی نہیں۔ اب مَیں نے دیکھا ہے کہ ہمارے کئی پروگرام ایم ٹی اے یا جماعت کے ہوتے ہیں، اس کو آپ کھول کے دیکھ رہے ہوتے ہیں، تو ذرا سا اس کو scroll کریں یا ذرا سا اُوپر آتے ہیں، تو نیچے سے کوئی فلم یا کوئی گندی بیہودہ چیز آ رہی ہوتی ہے۔ اب دیکھنے والے پر جماعت کا پروگرام دیکھنے کا تو اثر کوئی نہیں ہوتا اور پھر وہ اس فلم کو دیکھنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر دماغ pollute اور زہر آلود ہو رہا ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں حضورِ انور نے سوشل میڈیا کی addiction سے بچنے کے ضمن میں متنبّہ فرمایا کہ تو یہ بُرائیاں تو ایسی ہیں کہ ایک بُرائی سے دوسری برائی نکلتی چلی جاتی ہے۔ اس لیے اس سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ اِستغفار پڑھو اور ایک determination ہونی چاہیے کہ یہ کام مَیں نے نہیں کرنا اور اگر ایک پروگرام دیکھا ہے، تو بس اسی کو دیکھنا ہے اور آگے نہیں جانا، تو یہ addiction تو تبھی دُور ہو سکتی ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے سوشل میڈیا کی addiction اور اس سے پیدا ہونے والے خطرات کے حوالے سے عالمی سطح پر بڑھتی ہوئی بیداری پر بھی روشنی ڈالی کہ اور اس لیے مَیں نے بتایا ہے کہ لوگوں کو اب realize ہو رہا ہے کہ بچوں میں addiction پیدا ہو رہی ہے، اس لیے انہوں نے ban لگا دیا ہے کہ پندرہ سال تک کی عمر تک تو بہرحال نہیں دیکھنا، اس کے بعد دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خود دنیا والے بھی realize کر رہے ہیں، بلکہ جو AI کا بنانے والا، اس نے بھی recently اعلان کیا ہے کہ AI کو تم سمجھ رہے ہو کہ بہت کچھ کر لے گا اور تمہارے لیے فائدہ مند ہے، لیکن آئندہ جا کے تمہیں اس کا اتنا نقصان ہو گا کہ تم لوگ نہیں سمجھتے۔ مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ کتنا نقصان ہو گا کہ تم لوگ تباہ ہو جاؤ گے اور ساری دنیا کے کاروبار ختم ہو جائیں گے۔

مؤخّر الذکر نصائح کی روشنی میں حضورِ انور نے سوشل میڈیا کی addiction اور مفید وقت کے ضیاع سے بچنے کی بابت تاکید فرمائی کہ اس سے نمٹنے کے لیے یہی ہے کہ مومن میں ایک تو قوتِ ارادی اور determination ہونی چاہیے، دوسرے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لغویات سے بچا کے رکھے اور آگے بچوں کو بھی اپنے نمونے دکھاؤ۔

آخر میں حضورِ انور نے خاندانی تعلقات کی مضبوطی اور بچوں کی تربیت میں والدین کے ذاتی عملی نمونے اور کردار کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ لیکن اگر ماں باپ خود ہی بیٹھے ہوئے آئی فون، سیل فون یا آئی پیڈ پر اپنی پسند کے پروگرام اور فلمیں دیکھ رہے ہوں تو بچے کہیں گے کہ یہ دیکھ رہے ہیں تو ہم بھی دیکھیں۔ بعض فیملیاں ہوتی ہیں کہ باپ کے پاس علیحدہ موبائل فون ہوتا ہے، ماں کے پاس علیحدہ ہوتا ہے اور بچے علیحدہ دیکھ رہے ہوتے ہیں اور کھانے کی میز پر بیٹھے کھانا تو کھا رہے ہیں، لیکن کوئی بات نہیں کر رہا۔ تو اِس سے آپ کے جو فیملی relation ہیں، وہ بھی ختم ہو جاتے ہیں، ہر کوئی independent ہو جاتا ہے اور ایک عمر پر آ کے بچے پھر independent ہو کے ماں باپ کو چھوڑ کے چلے جاتے ہیں اور آپ کو نصیحت کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ کس وقت آپ کہیں گے کہ نماز پڑھو۔ ویسے بھی مَیں نے ایک دفعہ یہیں ملاقات میں بتایا تھا کہ یہ بات اخلاق کے خلاف ہے کہ ایک آدمی بیٹھا ہے، دو آدمی باتیں کر رہے ہیں، تیسرا چوتھا آدمی اپنے آئی فون پر بیٹھا ہوا ہے، تو اُن کو بتاؤ کہ یہ اخلاق کی بات نہیں ہے۔ جس طرح کہ مجلس میں بیٹھے ہو، تو ایسی بات نہ کرو کہ جو دوسرے کو سمجھ نہ آئے، ہر ایک کے common interest کی باتیں ہونی چاہئیں، اسی طرح یہ ہے۔ اور جب فون لے کے بیٹھے ہوں گے تو common interest کہاں ہو گا اور پھر ماں باپ کو بچوں کو نصیحت کرنے کا وقت کہاں ملے گا؟ تو ماں باپ کو سمجھنا چاہیے کہ ہم نے بچوں کی تربیت کے لیے اس کو استعمال کرنا ہے اور بچوں کو یہ بتانا چاہیے کہ تم نے ہماری باتیں سُنی ہیں تاکہ آپس میں ہمارے تعلق زیادہ بڑھیں اور بہتر ہوں۔

ایک سائل نے سوال کیا کہ ہم اپنے ایمان کو مؤثر طریق پر کیسے درست اور مضبوط رکھ سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ آپ اللہ پر یقین رکھتے ہیں؟ اثبات میں جواب سماعت فرمانے پر حضورِ انور نے ایمان میں مضبوطی پیدا کرنے کی بابت تلقین فرمائی کہ تو اللہ میاں سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میرے ایمان کو بڑھائے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ سے مدد لینی پڑتی ہے۔ سورۂ فاتحہ میں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ پڑھتے ہیں کہ اللہ میاں مجھے سیدھے رستے پر چلائے، اس کو repeatedly پڑھو۔ اور جب پڑھو گے، تو پھر صحیح راستہ بھی اللہ تعالیٰ بتائے گا کہ کیا ہے اور ایمان کو کس طرح مؤثر کرنا ہے۔ پھر یہ کہ نمازوں میں پانچ نمازوں کی حفاظت کرو، نمازوں کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ پانچ نمازیں وقت پر پڑھو۔ قرآنِ کریم پڑھو، اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرو، تاکہ ایمان کا پتا بھی لگے۔ نہیں تو اگر صرف اپنے آپ کو مسلمان کہہ دیا یا احمدی کہہ دیا اور پتا ہی نہیں کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے، کیا قرآنِ شریف

میں لکھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے، تو کچھ بھی نہیں پتا لگے گا۔ اس لیے قرآنِ کریم کو بھی سمجھ کے پڑھنا چاہیے اور اسی طرح جو جماعتی لٹریچر ہے، وہ بھی پڑھو۔

آخر میں حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ اگر تمہیں اُردو پڑھنی نہیں آتی، تو تم انگلش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف topics پر کتابیں، جو The Essence of Islam کے تحت ہیں، وہ پڑھتے رہو۔ اس سے تمہارے ایمان میں اضافہ ہو گا۔ اگر دینی علم حاصل کرو گے، تو ایمان میں اضافہ بھی ہو گا اور ساتھ دعا بھی کرو۔

ملاقات کے اختتام پر تمام شاملینِ مجلس کو اپنے محبوب آقا کے ساتھ گروپ تصویر بنوانے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ (الفضل، 18 دسمبر 2025ء)

# اعلانِ نکاح

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۰؍دسمبر ۲۰۲۵ء بعد نمازِ ظہر و عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں پانچ نکاحوں کا اعلان فرمایا، جن میں سے ایک امریکہ سے تھا۔

☆...عزیزہ آریانہ امجد بنت مکرم وہاج امجد صاحب (امریکہ) ہمراہ مکرم راغب حماد شاہد صاحب ابن مکرم (ڈاکٹر) عبدالقدوس شاہد صاحب (امریکہ)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کے لیے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

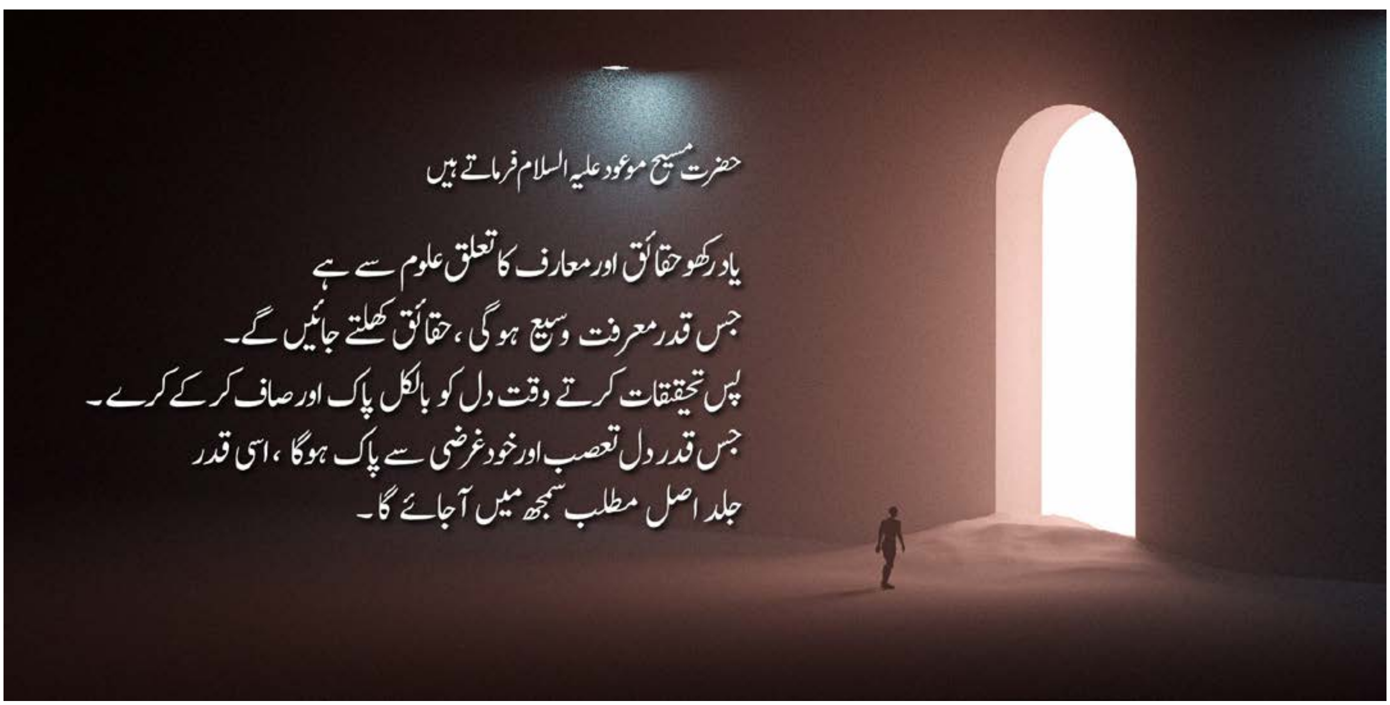


بشکریہ شیخ داؤد احمد

# امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہیومینٹی فرسٹ کے تیس سال مکمل ہونے پر اس کی خصوصی انٹرنیشنل کانفرنس سے بصیرت افروز خطاب کا خلاصہ

آپ کا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ ہم نے انسانیت کی خدمت میں برق رفتاری سے آگے بڑھنا ہے

☆... ہیومینٹی فرسٹ کا امتیاز یہ ہے کہ یہ جماعت احمدیہ سے وابستہ تنظیم ہے اور جب تک یہ خود کو جماعت کے ساتھ منسلک رکھے گی اس کا امتیاز قائم رہے گا۔ ہیومینٹی فرسٹ نظامِ جماعت کے تابع ہے۔ ہم سب کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ہم نے بلا تفریق انسانیت کی خدمت کرنی ہے

☆... جب تک ہیومینٹی فرسٹ خلافتِ احمدیہ کے تابع اور محض خدا کی رضا کی خاطر کام کرے گی اس کے کاموں میں برکت جاری رہے گی

☆... آپ کا اصل طرّہ امتیاز وہ روح ہے جو خدمتِ انسانیت کے لیے آپ میں پائی جاتی ہے۔ ہمارے محدود وسائل ہیں اس لیے آپ اپنے سرمائے کو احتیاط سے خرچ کریں، بعض جگہ صرف کلینک ہی کافی ہوتے ہیں وہاں بڑے بڑے ہسپتالوں پر پیسہ خرچ نہیں کرنا چاہیے، ہاں! جہاں ضرورت ہے وہاں بڑے بڑے ہسپتال ضرور قائم کیے جائیں

(۳۰؍نومبر ۲۰۲۵ء، اسلام آباد، ٹلفورڈ، نمائندگان الفضل انٹرنیشنل) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ میں قائم کردہ ہر ادارہ خلافت احمدیہ کے زیرِ سایہ ترقیات کی منازل طے کرتا چلا جارہا ہے۔ ان اداروں میں سے ایک ادارہ ہیومینٹی فرسٹ ہے۔ اس ادارے کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے رکھی اور روز افزوں ترقی

کرتے ہوئے خلافت خامسہ کے دور میں اس ادارے نے غیر معمولی وسعت اختیار کر لی ہے۔ ۱۹۹۵ء میں اسے ایک فلاحی تنظیم کے طور پر برطانیہ میں رجسٹر کیا گیا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ دنیا کے ۶۷؍ ممالک میں قائم ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس ادارے نے اپنے قیام سے لے کر اب تک ۷.۱۶؍ ملین افراد کو مدد فراہم کی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

امسال ہیومینٹی فرسٹ کے تیس سال مکمل ہونے پر برطانیہ میں ''امن، شفقت اور انسانیت'' کے مرکزی عنوان پر تین روزہ تاریخی کانفرنس منعقد کی گئی جس کے ابتدائی دو روز مسجد بیت الفتوح میں پروگرام منعقد ہوئے جبکہ اس کانفرنس کا اختتامی اجلاس ایوان مسرور اسلام آباد، ٹلفورڈ میں منعقد ہوا۔

اس کانفرنس میں شمولیت کے لیے دنیا بھر سے ہیومینٹی فرسٹ کے ممبران برطانیہ تشریف لائے۔ اکثر مہمانوں کے قیام کا انتظام مسجد بیت الفتوح میں تھا لیکن اس کانفرنس کی وجہ سے اسلام آباد میں گذشتہ چند دنوں سے رونق میں غیر معمولی اضافہ دکھائی دیا ہے۔ حضور انور کی اقتدا میں نماز فجر ادا کرنے کے لیے کانفرنس کے شرکاء مسجد مبارک اسلام آباد آنے کی کوشش کرتے۔

تشریف آوری حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ۔ آج اس کانفرنس کے اختتامی اجلاس کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ایوان مسرور اسلام آباد میں پانچ بج کر ۲۲؍ منٹ پر کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ حضورِ انور کے تشریف فرما ہونے کے بعد اجلاس کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب نے سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۷۸ سے کی۔ ڈاکٹر حبیب یقین صاحب نے متلوّ آیت کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل سید احمد یحییٰ صاحب نے کانفرنس کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد ایک ڈاکومنٹری دکھائی گئی جس میں ہیومینٹی فرسٹ کی تیس سالہ کاوشوں کی ایک جھلک دکھائی گئی۔

ازاں بعد عزّت مآب Stephen Lecce, Member of Provincial Parliament, Ontario, Canada نے مختصر کلمات پیش کیے۔ اس کے بعد Sir Ed Davey, Leader of the Liberal Democrats Party کا ایک ویڈیو پیغام دکھایا گیا جس میں انہوں نے ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ بعد ازاں حضور انور نے ہیومینٹی فرسٹ کے بعض خوش قسمت رضاکاران کو انعامات سے نوازا۔ پانچ بج کر ۴۹؍ منٹ پر حضور انور منبر پر تشریف لائے اور انگریزی زبان میں خطاب کا آغاز فرمایا۔

خلاصہ خطاب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ: تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

معزز مہمانانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ یہاں ہیومینٹی فرسٹ کے تیس سال مکمل ہونے کی کانفرنس میں شامل ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ آج آپ نے اللہ تعالیٰ کے شکر اور خدمتِ انسانیت کے اپنے عہد کا اعادہ کرنا ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دُور اندیش سوچ کا نتیجہ تھا جس کا مقصد بلا تفریق رنگ و نسل اور مذہب انسانیت کی خدمت ہے۔ پس آپ نے ہمیشہ اس تنظیم کے مقصد کو یاد رکھنا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا کی توحید کے قیام کے بعد حقیقی خدمتِ انسانیت ہی در اصل حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد تھا، آپؑ نے ہمیشہ یہی تعلیم دی کہ ضرورت مند کی مدد کی جائے۔ قرآن کریم بھی یہی تعلیم دیتا ہے جیسا کہ فرمایا کہ وہ خدا کی محبت کی خاطر یتیموں، مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اسلام کی رحم دلی کی اُس تعلیم پر عمل کرو جو کسی اور مذہب میں موجود نہیں۔ اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں بار بار انسانیت کی خدمت کی تعلیم دی گئی ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے بار بار اسی تعلیم کے قیام کا اعلان فرمایا ہے۔

وہ لوگ جو خود کو حضرت مسیح موعودؑ سے وابستہ قرار دیتے ہیں، انہیں چاہیے کہ ہمیشہ اپنے اس فرض کو یاد رکھیں کہ انہوں نے انسانیت کی خدمت کرنی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ انسانیت کی خدمت کرو، یہ بہت بڑی عبادت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ بار بار یہ تعلیم دیتا ہے کہ بلا تفریق مذہب و ملت ہر ایک کی خدمت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے بھوکے کو کھانا کھلانے کا حکم دیا ہے، مقروض کا قرض اتارنے کی تلقین کی ہے۔ ان باتوں کو اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ قرآن کریم نے جو خدمتِ انسانیت کی تعلیم دی اس کا بہترین اظہار رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہمیں ملتا ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ کا مقصد کوئی دکھاوا کرنا نہیں بلکہ یہ خالص خدا کی رضا کی خاطر مخلوق کی ہمدردی پر قائم ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ کا امتیاز یہ ہے کہ یہ جماعت احمدیہ سے وابستہ تنظیم ہے اور جب تک یہ خود کو جماعت کے ساتھ منسلک رکھے گی اس کا امتیاز قائم رہے گا۔ ہیومینٹی فرسٹ نظام جماعت کے تابع ہے۔ ہم سب کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ہم نے بلا تفریق انسانیت کی خدمت کرنی ہے۔

گذشتہ تیس سالوں میں ہیومینٹی فرسٹ نے بہت ترقی کی ہے اور یہ سب خدا کے فضل کا نتیجہ ہے۔ آغاز میں ہیومینٹی فرسٹ کا کُل بجٹ شاید چند ہزار پاؤنڈ یا ڈالر ہو گا مگر اب ہیومینٹی فرسٹ کا بجٹ کئی ملین پاؤنڈ ہے۔ بے شک دنیا میں موجود دیگر تنظیموں کا بجٹ اس سے بہت زیادہ بھی ہو گا مگر آپ یہ دیکھیں کہ خدا نے آپ کے

تھوڑے بجٹ میں کتنی برکت ڈالی ہے۔ کتنے پراجیکٹس آپ کم بجٹ میں چلا رہے ہیں۔ یہ سب خدا کے فضل اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اُن دعاؤں کا نتیجہ ہے جو آپؑ نے خدمتِ خلق کرنے والوں کے لیے کی ہیں۔

جب تک ہیومینٹی فرسٹ خلافتِ احمدیہ کے تابع اور محض خدا کی رضا کی خاطر کام کرے گی اس کے کاموں میں برکت جاری رہے گی۔

ہیومینٹی فرسٹ کا کام اب بہت وسیع ہو چکا ہے، کئی پراجیکٹس بیک وقت دنیا بھر میں جاری ہیں۔ خواہ وہ صاف پانی کی فراہمی ہو یا ہسپتال اور سکولوں کا قیام اور انہیں جاری رکھنا، خواہ آسمانی آفات کی تباہ کاریاں ہوں یا دیگر مصائب ہر مشکل اور تکلیف میں ہیومینٹی فرسٹ کو صفِ اوّل میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ گوئٹے مالا میں ۲۰۱۸ء میں ہسپتال قائم کیا گیا تھا اور اب آئیوری کوسٹ میں بھی ایک ہسپتال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

آپ کا اصل طرّہ امتیاز وہ روح ہے جو خدمتِ انسانیت کے لیے آپ میں پائی جاتی ہے۔ ہمارے محدود وسائل ہیں اس لیے آپ اپنے سرمائے کو احتیاط سے خرچ کریں، بعض جگہ صرف کلینک ہی کافی ہوتے ہیں وہاں بڑے بڑے ہسپتالوں پر پیسہ خرچ نہیں کرنا چاہیے، ہاں! جہاں ضرورت ہے وہاں بڑے بڑے ہسپتال ضرور قائم کیے جائیں۔

ہیومینٹی فرسٹ جرمنی نے افریقہ میں یتیم خانے قائم کیے ہیں جو بہت اچھا اقدام ہے۔ اسی طرح آنکھوں کے علاج کے لیے کام کیا جارہا ہے، جو بہت قابلِ تعریف کام ہے۔ گذشتہ دو سالوں کے درمیان غزہ کے مظلوموں کی جس خدمت کا ہیومینٹی فرسٹ یوکے کو موقع ملا ہے وہ قابلِ ستائش ہے۔ انہوں نے بڑے مشکل حالات میں لوگوں کی مدد کی ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ کی خواتین ممبرات بھی بہت محنت اور جذبے سے کام کرتی ہیں۔ آپ کا دائرہ کار اور کام بہت وسعت اختیار کرتا جارہا ہے اور ان شاء اللہ جلد اس کا بجٹ اربوں میں پہنچ جائے گا۔

یاد رکھیں! مالی ضروریات تو اللہ تعالیٰ خود پوری کرے گا مگر ہیومینٹی فرسٹ کے ہر ہر ممبر نے بے لوث خدمتِ انسانیت کی روح کو اپنے اندر ہمیشہ قائم اور تروتازہ رکھنا ہے۔ آپ کا ہر کام دعاؤں اور عاجزی اور انکسار سے بھرپور ہو۔ دنیاوی طاقت، اقتدار اور ستائش کی تمنا آپ میں کبھی نہ آئے۔ اللہ کی رضا آپ کا مقصد ہو۔ آپ قرآن کریم، رسول اکرم ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں۔ تیس سال مکمل ہونے کے بعد آپ نے اب آرام سے بیٹھ نہیں جانا بلکہ آپ نے ہمیشہ آگے سے آگے دیکھنا ہے۔ یہ وقت اگلے تیس سال کی منصوبہ بندی کا وقت ہے، ایک بڑے اور دُوررس منصوبے کے ساتھ اس سے بہت بڑھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے جو آپ نے آج تک کیا ہے۔ آپ کا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ ہم نے انسانیت کی خدمت میں برق رفتاری سے آگے بڑھنا ہے اور اپنے کام کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جانا ہے۔

دنیا اس وقت جس غیر یقینی اور بے چینی کا شکار ہے، دنیا کی معاشی اور سیاسی صورتِ حال نہایت ابتر ہے۔ ہر طرف لڑائیاں اور جنگیں جاری ہیں اور ایک ہولناک عالمی جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ جب ایسی جنگ ہوگی تو ظاہری اسباب اور روپے پیسے کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔ پس ایسے وقت کی تیاری کے لیے ضرورت ہے کہ ہیومینٹی فرسٹ ایسا منصوبہ بنائے جس کے مطابق یہ دیکھا جائے کہ جنگ سے تباہ حال علاقوں میں کیسے کام کرنا ہے۔ وہاں موجود معصوم انسانوں کی کس طرح خدمت کرنی ہے۔

سونامی، طوفانوں اور زلزلوں میں خدمت کرنے والوں کو گو کہ ایک تجربہ حاصل ہو گیا ہے مگر ممکنہ عالمی جنگ کی ہولناکیاں بہت شدید اور مختلف ہوں گی اس لیے اس کی منصوبہ بندی کی جانی چاہیے۔ وہ ایسی مشکل ہوگی جو آج تک دنیا نے نہیں دیکھی، اس میں ایسی مشکلات اور روکیں ہوں گی جس کا دنیا نے کبھی سامنا نہیں کیا ہوگا۔ اس لیے ایک بہترین منصوبہ بندی اور ٹیم ورک کی اشد ضرورت ہے۔ ایسے علاقوں اور خطوں کی نشاندہی کریں جہاں آپ لوگوں کی خدمت کر سکیں گے۔ یہ سرسری منصوبہ بندی سے ہونے والا کام نہیں، اس کے لیے گہری منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو آپ کی کوششوں اور محنت کا بہترین اجر عطا فرمائے اور ہیومینٹی فرسٹ نے تیس سالوں میں جو کامیابیاں حاصل کی ہیں آئندہ آپ اس سے بڑھ کامیابیاں حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ ہیومینٹی فرسٹ آئندہ نسلوں کے لیے امید کا روشن مینارہ بن جائے۔ آمین۔

حضورِ انور کا خطاب چھ بج کر ۱۸ منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور نے دعا کروائی۔

تصاویر: بعد ازاں ہیومینٹی فرسٹ کی کانفرنس کے شرکاء کے درج ذیل چھ گروپس کو حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت ملی: ☆...امریکہ۔ ☆...کینیڈا۔ ☆...جرمنی۔ ☆...یوکے۔ ☆...افریقہ و ایشیا۔ تصاویر کے بعد حضور انور ایوان مسرور سے تشریف لے گئے۔

خلاصہ کانفرنس رپورٹ: یاد رہے کہ حضورِ انور کے خطاب سے قبل سید احمد یحییٰ صاحب چیئر مین ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل نے کانفرنس کی رپورٹ پیش کی جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

ہم اپنے پیارے امام حضرت امیر المومنین کے یہاں ہیومینٹی فرسٹ بین الاقوامی کانفرنس ۲۰۲۵ء میں موجود ہونے پر نہایت عاجزی اور سعادت کے جذبات محسوس کرتے ہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج ہم ہیومینٹی فرسٹ کے تیس برس مکمل ہونے کی خوشی میں یہاں جمع ہوئے ہیں، ایسی تین دہائیاں جو خدمت خلق، ایمان اور پیارے حضور کی راہنمائی سے عبارت ہیں۔ یہ اجلاس تین روزہ بابرکت پروگرام کے اختتام پر منعقد ہو رہا ہے جو غور و فکر، شکر گزاری اور مستقبل کے لیے نئی امیدوں سے لبریز ہے۔

پچاس ممالک سے پانچ صد سے زائد نمائندگان نے ہر خطے کی نمائندگی کرتے ہوئے یہاں شرکت کی۔ جبکہ بیس سے زائد ممالک آن لائن شامل ہوئے۔ یہاں شاملین نے قدرتی آفات سے نجات، صحت، تعلیم، واٹر فار لائف، غذائی تحفظ اور سماجی بہبود جیسے شعبہ جات کا جائزہ لیا جن کے تحت دنیا بھر میں ایک کروڑ ستّر لاکھ سے زائد افراد کی زندگیوں میں بہتری لائے جا چکی ہے۔ نمائندگان نے اس غیر معمولی سفر کو بھی یاد کیا جو ۱۹۹۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُور اندیش نگاہ سے شروع ہوا اور ہمارے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسلسل دعاؤں اور راہنمائی سے پھلتا پھولتا رہا۔

ہمارے متعدد اہم اجلاسوں میں غزہ، گیمبیا، بینن، گوئٹے مالا، آئیوری کوسٹ، انڈونیشیا اور فرنچ گیانا میں انجام دی گئی اور جاری خدمات کا جائزہ لیا گیا۔ اسی طرح کانفرنس میں ہیومینٹی فرسٹ کے پانچ سالہ سٹریٹجک ویژن ۲۰۲۶ء تا ۲۰۳۰ء پر بھی تفصیلی غور کیا گیا۔

پیارے حضور! آپ کی مسلسل راہنمائی ہمارے شامل حال ہے اور یہ راہنمائی بھی کہ ہمارا کام دنیا میں شہرت حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ اللہ کی رضا اور قرب کے لیے ہے۔

اب جب کہ یہ تاریخی کانفرنس اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اپنی مخلوق کی خدمت کا موقع دیا۔ محبت سے لبریز دلوں کے ساتھ ہم اپنے محبوب امام کی خدمت میں حضور کی دعاؤں، اعتماد اور مستقل حوصلہ افزائی پر اپنی گہری عقیدت پیش کرتے ہیں تمام عہدیداران اور دنیا بھر کے رضاکاروں کے نہایت شکر گزار ہیں جن کی انتھک کاوشیں اس مشن کی گویا ریڑھ کی ہڈی ہے۔ نیز ہم اپنے عطیہ دہندگان اور معاونین کے بھی شکر گزار ہیں جن کی مسلسل اور غیر متزلزل سخاوت ہمیشہ ہمارا ساتھ دیتی ہے اور ہر اس عاجز وجود کے بھی جس کی بے نام و نشان قربانی ہیومینٹی فرسٹ کی کامیابی کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان عاجزانہ کوششوں کو قبول فرمائے۔

انعامات: حضور انور نے خطاب سے قبل ہیومینٹی فرسٹ کے لیے خدمات پر درج ذیل افراد کو اعزازات سے نوازا:

اکبر احمد صاحب(ہیومینٹی فرسٹ کے لیے خدمات)، بابا تراولے صاحب (چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ دی گیمبیا)، Kandali A. Lubis صاحب(چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ انڈونیشیا)، محمد اطہر زبیر صاحب(چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ جرمنی)، محمد حماد فاتح صاحب(ٹرسٹی ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل)

درج ذیل مستورات کے انعامات نمائندوں نے وصول کیے: مسز محمودہ سیٹھی صاحبہ(کیئر ٹیکر آر فنیج آف بینن)، نعمانہ مسرت خان صاحبہ(ڈائریکٹر آف آپریشنز، ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا)، ندرت صادق صاحبہ(ڈائریکٹر آف فنانس یوکے)

درج ذیل افراد کو بھی انعامات سے نوازا گیا: منصور احمد شاہ صاحب(یوکے)، منعم نعیم صاحب(چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ یوایس اے)، ڈاکٹر اسلم داؤد صاحب(چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا)، ڈاکٹر عزیز حفیظ صاحب(چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ یوکے)، ماجد خان صاحب(ہیومینٹی فرسٹ ہیلتھ کیئر سروسز)، خالد حیات صاحب(چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ بوسنیا)، فضل احمد صاحب(ڈائریکٹر آف آپریشنز ہیومینٹی فرسٹ)، سید طاہر احمد صاحب(ڈائریکٹر آف ایڈمنسٹریشن ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل)، ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب، نصیر دین صاحب(وائس چیئر بورڈ ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل)۔(الفضل 6دسمبر2025ء)

# بنیادی مسائل کے جوابات (قسط ۱۰۴)

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

☆…کیا عالم برزخ اس دنیا میں ہے یا کسی اور جگہ، کیونکہ حدیث کے مطابق جنت و دوزخ تو اس دنیا میں ہیں؟

سوال: سری لنکا سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے کشف میں عالم برزخ کا نظارہ دیکھا جس میں کچھ چہرے سیاہ تھے اور کچھ روشن تھے۔ میرا سوال ہے کہ کیا عالم برزخ اس دنیا میں ہے یا کسی اور جگہ، کیونکہ حدیث کے مطابق جنت و دوزخ تو اس دنیا میں ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۵؍نومبر ۲۰۲۳ء میں اس سوال کے بارہ میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: جنت، دوزخ اور عالم برزخ یہ سب ایسی چیزیں ہیں، جنہیں ظاہر پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ یہ خدا تعالیٰ کی تخلیق اور اس کی کائنات کا ہی حصہ ہیں لیکن انہیں ہم اس دنیاوی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے بلکہ جیسا کہ آپ نے اپنے سوال میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے عالم کشف میں برزخ کو دیکھا ہے، اسی طرح ان چیزوں کی ماہیت جاننے کے لیے کشفی اور روحانی آنکھ کا ہونا ضروری ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث میں جنت و دوزخ وغیرہ کے بارہ میں بیان امور کو نہ سمجھنے اور انہیں ظاہر پر محمول کر دینے کی وجہ سے لوگوں نے ان چیزوں کے بارے میں غلط قسم کے خیالات اپنے ذہنوں میں پیدا کر لیے ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث نے انسان کو سمجھانے کے لیے جنت و دوزخ کے بارے میں استعارہ اور تمثیل کے طور پر یہ ظاہری الفاظ استعمال کیے ہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان تمثیلی الفاظ کے ساتھ قرآن کریم نے جنت کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ۔ (السجدۃ:۱۸) یعنی کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔ اسی طرح حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی نعماء ایسی ہیں مَا لَا عَیۡنٌ رَأَتۡ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتۡ وَلَا خَطَرَ عَلَی قَلۡبِ بَشَرٍ۔ (صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن بَاب قَوۡلِہِ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ) کہ انہیں نہ کبھی کسی انسانی آنکھ نے دیکھا، نہ کبھی کسی انسانی کان نے ان کا حال سنا اور نہ کبھی کسی انسان کے دل میں ان کے بارے میں کوئی تصور گزرا۔

پس جنت، دوزخ اور عالم برزخ یہ سب اشیاء ایسی ہیں کہ انہیں ہم نہ تو اپنی ظاہری آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی صرف عقل کے ذریعہ انہیں جان سکتے ہیں، بلکہ انہیں دیکھنے کے لیے کشفی اور روحانی آنکھ درکار ہے نیز ان کے بارے میں خدا تعالیٰ نے خود یا اس کے رسول ﷺ نے ہمیں جو باتیں بتائی ہیں انہی پر ہماری معلومات کا انحصار ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جنت و دوزخ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”قرآن شریف کی رو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی زندگی کے اظلال اور آثار ہیں۔ کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہ سے آوے۔ یہ سچ ہے کہ وہ دونوں جسمانی طور سے متمثل ہوں گے مگر وہ اصل روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہوں گے۔ ہم لوگ ایسی بہشت کے قائل نہیں کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین پر درخت لگائے گئے ہوں اور نہ ایسی دوزخ کے ہم قائل ہیں جس میں درحقیقت گندھک کے پتھر ہیں بلکہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت دوزخ انہی اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۳)

عالم برزخ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ”دوسرے عالم کا نام برزخ ہے۔ اصل میں لفظ برزخ لغت عرب میں اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو دو چیزوں کے درمیان واقع ہو۔ سو چونکہ یہ زمانہ عالم بعث اور عالم نشاء اولیٰ میں واقع ہے۔ اس لئے اس کا نام برزخ ہے لیکن یہ لفظ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا کی بناء پڑی عالم درمیانی پر بولا گیا ہے۔…روح کے افعال کاملہ صادر ہونے کے لیے اسلامی اصول کے رو سے جسم کی رفاقت روح کے ساتھ دائمی ہے۔ گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہو جاتا ہے مگر عالم برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کے لیے جسم ملتا ہے۔ وہ جسم اس جسم کی قسم میں سے نہیں ہوتا بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم طیار ہوتا ہے۔ گویا کہ اس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں۔ ایسا ہی خدا کے کلام میں بار بار ذکر آیا ہے اور بعض جسم نورانی اور بعض ظلمانی قرار دیئے ہیں جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے طیار ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہیں۔ انسان کامل اسی زندگی میں ایک نورانی وجود اس کیفیت

جسم کے علاوہ پا سکتا ہے اور عالم مکاشفات میں اس کی بہت مثالیں ہیں۔ اگرچہ ایسے شخص کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے جو صرف ایک موٹی عقل کی حد تک ٹھہرا ہوا ہے لیکن جن کو عالم مکاشفات میں سے کچھ حصہ ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے طیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد کی نگہ سے نہیں دیکھیں گے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھائیں گے۔

غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزاء کا موجب ہو جاتا ہے۔ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بارہا بعض مُردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے بعض فاسقوں اور گمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھا ہے کہ گویا وہ دھویں سے بنایا گیا ہے۔ غرض میں اس کوچہ سے ذاتی واقفیت رکھتا ہوں اور مَیں زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ایسا ہی ضرور مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ نورانی خواہ ظلمانی۔ انسان کی یہ غلطی ہوگی اگر وہ ان نہایت باریک معارف کو صرف عقل کے ذریعہ سے ثابت کرنا چاہے بلکہ جاننا چاہیے کہ جیسا کہ آنکھ شیریں چیز کا مزہ نہیں بتلا سکتی اور نہ زبان کسی چیز کو دیکھ سکتی ہے ایسا ہی وہ علوم معاد جو پاک مکاشفات سے حاصل ہو سکتے ہیں صرف عقل کے ذریعہ سے ان کا عقدہ حل نہیں ہو سکتا۔ خدا نے اس دنیا میں مجہولات کے جاننے کے لیے علیحدہ علیحدہ وسائل رکھے ہیں۔ پس ہر ایک چیز کو اس کے وسیلہ کے ذریعہ سے ڈھونڈو تب اسے پالو گے۔(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۳ تا ۴۰۶)

علاوہ ازیں عالم برزخ کے بارے میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ یہ صرف ایک وٹینگ روم نہیں ہے، بلکہ اسی عالم میں ہی جزا اور سزا کا عمل شروع ہو جائے گا اور یوم بعث میں حساب کتاب ہونے کے بعد نیکوں اور بدوں کو ان کے اصل مقامات میں بھیج دیا جائے گا۔ یعنی نیکوں کو ان کی نیکیوں کے اعتبار سے جنت میں بلند مقامات ملیں گے اور گناہگاروں نے عالم برزخ میں جو سزا بھگت لی ہو گی، اگر وہیں پر ان کی سزا پوری ہو گئی ہوئی تو انہیں بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس جگہ ایک اور سوال ناواقفوں کی طرف سے ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس حالت میں تیسرا عالم جو عالم بعث ہے مدت دراز کے بعد آئے گا تو اس صورت میں ہر ایک نیک و بد کے لیے عالم برزخ صرف بطور حوالات کے ہوا جو ایک امر عبث معلوم ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا سمجھنا سراسر غلطی ہے جو محض ناواقفی سے پیدا ہوتی ہے بلکہ خدا کی کتاب میں نیک و بد کی جزا کے لیے دو مقام پائے جاتے ہیں۔ ایک عالم برزخ جس میں مخفی طور پر ہر ایک شخص اپنی جزا پائے گا۔ بُرے لوگ مرنے کے بعد ہی جہنم میں داخل ہوں گے۔ نیک لوگ مرنے کے بعد ہی جنت میں آرام پائیں گے چنانچہ اس قسم کی آیتیں قرآن شریف میں بکثرت ہیں کہ بمجرد موت کے ہر ایک انسان اپنے اعمال کی جزا دیکھ لیتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ ایک بہشتی کے بارے میں خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے۔قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ۔( یٰسٓ:۲۷)یعنی اس کو کہا گیا کہ تو بہشت میں داخل ہو اور ایسا ہی ایک دوزخی کی خبر دے کر فرماتا ہے۔فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ۔(الصافات:۵٦)یعنی ایک بہشتی کا ایک دوست دوزخی تھا۔ جب وہ دونوں مر گئے تو بہشتی حیران تھا کہ میرا دوست کہاں ہے۔ پس اس کو دکھلایا گیا کہ وہ جہنم کے درمیان ہے۔ سو جزا سزا کی کارروائی تو بلاتوقف شروع ہو جاتی ہے اور دوزخی دوزخ میں اور بہشتی بہشت میں جاتے ہیں۔ مگر اس کے بعد ایک اور تجلی اعلیٰ کا دن ہے جو خدا کی بڑی حکمت نے اس دن کے ظاہر کرنے کا تقاضا کیا ہے کیونکہ اس نے انسان کو پیدا کیا تا وہ اپنی خالقیت کے ساتھ شناخت کیا جائے اور پھر وہ سب کو ہلاک کرے گا تا کہ وہ اپنی قہاریت کے ساتھ شناخت کیا جائے اور پھر ایک دن سب کو کامل زندگی بخش کر ایک میدان میں جمع کرے گا تا کہ وہ اپنی قادریت کے ساتھ پہچانا جائے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۷،۴۰۸)

الفضل 13 دسمبر 2025ء

# غزل

رات نے چپکے سے تجھ کو دیا نذرانہ آج
دل نے محسوس کیا ہجر سے یارانہ آج

دل کے صحراؤں میں صدیوں سے بسی خاموشی
اِس نے کیوں چھیڑ دیا ذکرِ قدیمانہ آج

خلوتِ دل میں تجلّی کوئی اُتری ایسے
جیسے ظاہر ہوُا اسرار کا پروانہ آج

ابرِ معنی نے اتاری ہے کوئی خُوشخبری
بھر گیا نور سے ہے دل کا یہ ویرانہ آج

فیضِ رحمت نے کیا اشک سے دریا پیدا
دل کی گہرائی میں اُبھرا کوئی شکرانہ آج

کوئی، دیوارِ وجودوں کے پسِ پردہ ہے
کھول دیتا ہے کئی در، کوئی بیگانہ آج

دیکھیں جس سمت بھی مخفی ہے کنایہ کوئی
کچھ تو کہتی ہے نظر، ہو مرا دیوانہ آج

کہہ کے آئینے سے، خود اس نے گرایا پردہ
حوصلہ دید کا تجھ کو بھی تو کچھ تھا نا آج

طارقؔ اِس سیر معانی کا سفر تو ہے طویل
دل نے کیوں چھیڑ دیا عشق کا افسانہ آج

ڈاکٹر طارقؔ انور باجوہ-لند

# سالانہ اجتماع انصار اللہ امریکہ ۲۰۲۵ء

اس سال اجتماع کا مرکزی موضوع (تھیم) تھا 'هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ۔ وہ جو لغو سے اعراض کرنے والے ہیں' (المؤمنون:۴) *

نائب امیر و مشنری انچارج مکرم مولانا اظہر حنیف نے پرچم کشائی کے بعد پہلے اجلاس کی صدارت کی۔ *

اس اجتماع میں پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مکرم پروفیسر راجہ برہان احمد مربی سلسلہ 'بحیثیت مرکزی نمائندہ شامل ہوئے۔ *

اس اجتماع میں روایتی مقابلہ جات تلاوت قرآن پاک 'نظم' فی البدیہہ تقاریر 'معلومات عامہ کے علاوہ معائنہ مشاہدہ اور پیغام رسانی کو بھی شامل کیا گیا۔ *

کھیلوں میں دوڑ 'رسہ کشی 'بیڈمنٹن 'ہارس شوٹاس 'ٹیبل ٹینس 'والی بال 'رائفل شوٹنگ 'پکل بال شامل تھیں۔ *

۳۰۔ انصار نے بائیسکل چلا کے اجتماع میں حصہ لیا۔ *

جمعہ کی شام کو ایک نو مبائع نے احمدیت کی طرف سفر کی نہایت ایمان افروز کہانی سنائی۔ *

ہفتہ کو ظہر کی نماز سے پہلے صحت کی ورکشاپ منعقد کی گئی جس کا موضوع تھا 'اچھی صحت کے ساتھ بڑے ہونا'۔ *

اس کے بعد صدر انصار اللہ کے ساتھ سوال جواب کی نشست ہوئی۔ *

ہفتہ کو نماز ظہر کے بعد مکرم امیر صاحب کے ساتھ ایک نشست منعقد کی گئی۔ *

ہفتہ کی شام کو پہلا مشاعرہ ہوا جس کا موضوع 'شہادت' تھا *

مختلف موضوعات پر کئی ورکشاپس کرائی گئیں۔ مثلاً تبلیغ 'تربیت اولاد' آرٹیفشل انٹیلیجنس 'مہاجرین کی آبادکاری 'تجارت کا آغاز' وقت کا بہتر استعمال 'وصیت۔ *

تینوں دن قائد ذہانت وصحت جسمانی کی نگرانی میں ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی کا کلنک کام کرتا رہا۔ *

اتوار کو مکرم شمشاد احمد ناصر مربی سلسلہ نے نماز کے موضوع پر مؤثر تقریر کی۔ *

* آخری اجلاس کی صدارت مکرم پروفیسر راجا برہان احمد نے کی اپنے خطاب میں خلافت کے مقام اور خلیفہ سے عقیدت پر اظہار خیال کو سامعین نے بہت پسند کیا۔ اس اجلاس میں مکرم امیر صاحب بھی شریک تھے *

آخر میں صدر صاحب انصار اللہ نے رپورٹ پیش کی اور تمام شاملین کا شکریہ ادا کیا *

اس سال اجتماع کی خاص باتیں: اجتماع تین دن منعقد ہوا 'اردو اور انگریزی زبان میں مشاعرہ ہوا 'مختلف ممالک کے سٹال لگائے گئے جن میں احمدیت کی تاریخ اور ان کی ثقافت پیش کی گئی۔ معلومات عامہ کے مقابلے میں تمام شاملین نے * حصہ لیا۔

حاضری ۱۳۰۰۔۔۔ کل تجنید ۴۸۰۰

# مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کی فضل عمر قائدین کانفرنس اور اطفال ریفریشر کورس کا انعقاد

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ۳۱ویں فضل عمر قائدین کانفرنس اور ۱۷ویں اطفال ریفریشر کورس کا انعقاد ۱۴ تا ۱۶ر نومبر ۲۰۲۵ء کو کیا گیا۔

پروگرام کا آغاز جمعہ کے روز تلاوت قرآن کریم اور خدام کے عہد سے ہوا جس کے بعد مکرم عبد اللہ ڈبا صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ نے افتتاحی تقریر کی اور اس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے مقرر کردہ سال کے مرکزی موضوع "حَيَّ عَلَی الفلاح" پر روشنی ڈالی جو کہ پورے پروگرام کا مرکز رہا۔ پروگرام کے دوران مختلف موضوعات پر کئی ورکشاپس اور پریزنٹیشنز کا انعقاد کیا گیا۔ ان موضوعات میں مختلف تقریبات کا انتظام کرنا، منظم رہنے کے طریق، قائد اور زعیم بطور مثالی کردار، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ حالیہ گروپ ملاقاتیں، ٹیکنالوجی کے مؤثر استعمال اور انفرادی رابطے کرنے کے راہنما اصول شامل تھے۔ تمام پروگرامز میں سوال وجواب کا حصہ بھی شامل تھا۔

ایک خصوصی نشست مکرم صدر صاحب کے ساتھ منعقد کی گئی جس میں انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہونے والی امریکی خدام کی اجتماعی ملاقاتوں کے تجربات اور تاثرات کا ذکر کیا۔ ہفتے کے روز بعد دوپہر مکرم منعم نعیم صاحب سابق صدر مجلس کے ساتھ ایک نشست منعقد ہوئی جس میں انہوں نے اپنی قیادت کے راہنما اصولوں پر گفتگو کی۔ ہفتے کی شام کو مکرم اعجاز خان صاحب کے ساتھ ایک خصوصی نشست کا انعقاد کیا گیا جس میں انہوں نے خلفائے احمدیت کے ساتھ گزرے اپنے وقت میں سے

متعدد ایمان افروز واقعات بیان کیے۔ گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی مکرم صدر مجلس کے ساتھ مختلف ریجنز کے عہدیداران کی میٹنگز کا انعقاد کیا گیا جو کہ کھانے کے دوران جاری رہتی اور عہدیداران کو بے تکلف ماحول میں مختلف امور پر راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملتا۔

اس کے ساتھ ساتھ اطفال ریفریشر کورس میں بھی مختلف موضوعات پر پروگراموں کا انعقاد کیا گیا جن کا تعلق مجلس اور ریجن کی سطح پر پیش آنے والی مختلف مشکلات اور کامیابیوں سے تھا۔ ناظمین اور مربیان اطفال کے لیے ایسی سرگرمیاں ترتیب دی گئیں جن میں انہیں مؤثر قیادت کے اصول اور مسائل کے حل کے طریق سکھائے گئے جن میں اطفال عاملہ، ریجنل سطح پر انتظامات، پروگراموں کا انعقاد کرنے کے اصول اور مکرم صدر مجلس کے ساتھ سوال وجواب کا اجلاس شامل تھے۔ اس کے علاوہ اطفال ٹریکر ویب سائٹ سے متعلق ایک ورکشاپ کا انعقاد بھی کیا گیا۔ تمام پروگراموں میں شاملین کی بھرپور شرکت رہی۔

امسال فضل عمر قائدین کانفرنس میں ۱۲/زعماء حلقہ جات، ۴۴/قائدین مجالس، ۱۰/ریجنل قائدین، اور ۲۸/نیشنل عاملہ کے اراکین نے شرکت کی۔ اطفال ریفریشر کورس میں ۲۸/ناظمین اطفال، ۷/ریجنل ناظمین اطفال، ۱۴/مربیان اطفال، ۷/ریجنل مربیان اطفال اور ۱۹/اطفال نیشنل عاملہ کے اراکین کی نمائندگی ہوئی۔ مختلف شعبہ جات کے تحت رضاکاروں کی کل تعداد ۸۰/سے زائد تھی اور مہمانوں کی تعداد ۵/تھی۔ مجموعی حاضری ۲۵۷/رہی۔ الحمدللہ

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور بہترین انداز میں خدمت دین بجالانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

(رپورٹ: سید رضا احمد۔ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ) (الفضل، 24 دسمبر 2025ء)

# جماعت احمدیہ لکسمبرگ کے چوتھے جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا انعقاد

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ جماعت احمدیہ لکسمبرگ کو مورخہ ۲۲ و ۲۳ ؍ نومبر ۲۰۲۵ء کو اپنا چوتھا جلسہ سالانہ ”اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ کے مرکزی موضوع پر لکسمبرگ کے سنٹر میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ سے ایک روز قبل سنٹر کو جلسہ گاہ کے طور پر سجایا گیا تھا۔

۲۲ ؍ نومبر کو جلسہ کے پہلے دن دو اجلاس ہوئے جس میں مرد نماز سنٹر اور مستورات آن لائن شامل ہوئیں، جبکہ دوسرے دن مستورات کا اجلاس نماز سنٹر میں منعقد کیا گیا۔

جلسہ کے پہلے اجلاس میں مکرم زبیر احمد خالد صاحب نے تلاوتِ قرآن کریم پیش کی اور مکرم فاہد جلال صاحب نے اُردو و انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ منظوم کلام مکرم شہباز احمد صاحب نے پڑھا اور اس کا انگریزی ترجمہ مکرم عطاء الہادی صاحب نے پیش کیا۔ افتتاحی تقریر مکرم خالد لارگیٹ صاحب صدر جماعت نے ”ہستی باری تعالیٰ کے سائنسی دلائل“ کے موضوع پر کی۔ مکرم احمد الجبان صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک قصیدہ پیش کیا جس کا ترجمہ مکرم جہانزیب احمد صاحب نے پیش کیا۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم عمر وقار صاحب (جنرل سیکرٹری) نے ”خلافت کی برکات“ کے موضوع پر کی۔ اجلاس کے بعد نماز اور کھانے کا وقفہ ہوا۔

دوسرا اجلاس دوپہر دو بجے شروع ہوا۔ عزیزم منیف احمد نے تلاوت قرآن کریم پیش کی، انگریزی ترجمہ مکرم مطیع الرحمٰن صاحب نے اور اردو ترجمہ مکرم ولید احمد صاحب نے پیش کیا۔ تلاوت کے بعد مکرم جری اللہ صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام پیش کیا۔ دوسرے اجلاس کی پہلی تقریر مکرم کامران احمد صاحب نے ”آنحضرت ﷺ کا عفو و صلہ رحمی“ کے موضوع پر کی۔ بعد ازاں اختتامی تقریر خاکسار (مبلغ سلسلہ لکسمبرگ) نے ”ہستی باری تعالیٰ“ کے موضوع پر حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے احمدیت کے ارشادات و واقعات کی روشنی میں کی۔ اجلاس کا اختتام اجتماعی دعا سے ہوا۔ آخر میں اطفال گروپ نے قصیدہ پیش کیا۔

جلسہ کے دوسرے روز مستورات کا اجلاس نماز سنٹر میں منعقد ہوا جس میں ”نماز کی اہمیت“، ”بچوں کی تربیت میں ماں کا کردار“ اور ”مغربی ممالک میں پردہ کی اہمیت“ جیسے موضوعات پر تقاریر کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو روزہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ میں ۲۳ ؍ مرد اور ۱۱ ؍ مستورات نے شرکت کی۔ یوں مجموعی حاضری ۳۴ ؍ رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ (رپورٹ: توصیف احمد۔ مبلغ سلسلہ لکسمبرگ)۔ (الفضل 19 دسمبر 2025ء)

# برکینافاسو کا چونتیسویں جلسہ سالانہ

بستان مہدی برکینافاسو،۲۶؍دسمبر ۲۰۲۵ء، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برکینافاسو کا چونتیسواں جلسہ سالانہ ۲۶ سے ۲۸؍دسمبر ۲۰۲۵ء بستان مہدی، واگادوگو میں منعقد ہوا۔

وفود کی آمد: جلسہ میں شمولیت کے لیے ملک بھر سے احباب جماعت قافلہ در قافلہ ایک دن قبل روانہ ہوئے اور رات گئے تک ان وفود کی جلسہ گاہ میں آمد ہوتی رہی۔ یہاں جلسہ میں شمولیت کے لیے بسیں کرائے پر لی جاتی ہیں۔ ان بسوں پر جلسہ کے بینر ز لگانا، ریجن سے روانگی سے پہلے جمع ہونا، کھانا کھلانا اور اجتماعی دعا کے بعد نعروں اور لاالہ الااللہ کی صداؤں کے ساتھ روانہ ہونا بہت روح پرور نظارہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جلسہ گاہ میں ان وفود کا استقبال اور انہیں رہائش گاہوں تک لے جانا، ربوہ کے جلسوں کی یاد تازہ کرتا ہے۔

پرائمری تعلیم اور نیشنل زبانوں کی ترویج کے وزیر کے نمائندہ نے تاثرات پیش کرتے ہوئے کہا :سب سے پہلے اس قدر بڑے جلسہ میں مدعو کرنے کے لیے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ملک بھر سے اتنے لوگوں کا سفر کرکے یہاں صرف جلسہ سننے کے لیے آنا آپ کی جماعت کی تربیت اور انتظامات کو ظاہر کرتا ہے۔ جلسہ کی تقاریر کے عناوین ظاہر کرتے ہیں کہ یہ جلسہ کیوں ضروری ہے۔ خاص طور پر وطن سے محبت کا موضوع اجاگر کرکے آپ نے پیغام دیا ہے کہ ایک مسلمان کبھی بھی اپنے ملک کے خلاف کسی کارروائی میں شامل نہیں ہو سکتا۔ آپ کی یہ کوشش حکومت وقت کے ویژن کی مددگار ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

لیو ریجن سے آنے والے مقامی روایتی چیف نے بیان کیا: اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے ہمیں جہاں چاہا پیدا کردیا۔ یہ ہماری مرضی سے نہیں ہوا کہ کوئی امیر گھر میں پیدا ہوا اور کوئی غریب گھر میں یا کوئی اونچی سمجھی جانے والی برادری یا قبیلہ میں پیدا ہوا یا اس کے برعکس۔ اگر یہ سب ہماری مرضی سے نہیں ہوا تو ہم کیوں ایسی باتوں اور ایسی بندشوں میں پڑ کر ایک دوسرے میں تفریق کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے مسائل مل جل کر باہم پیار سے حل کرنے چاہئیں۔ ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے یہی انسانیت ہے۔

بستان مہدی کے علاقے کے چیف نے کہا: جب تین دہائیاں قبل ہمارے والد نے یہ زمین جماعت احمدیہ کو دی تھی تو انہوں نے ایسے ہی نہیں دے دی تھی بلکہ اس سے پہلے تحقیق کی تھی اور جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات لی تھیں۔ اس لئے زمین دی تھی کہ جماعت احمدیہ ایک پرامن اور محب وطن جماعت ہے۔

دورہ نمائش: مہمانان گرامی کو نمائش کا دورہ کرایا گیا۔ نمائش میں جماعتی کتب، متفرق ایونٹس کی تصاویر، خلفائے کرام کی تصاویر اور دیگر بہت کچھ رکھا گیا ہے۔ مہمانوں نے نمائش کے دورے کو سراہا۔ مہمانوں کی خدمت میں جماعتی کتب کے تحائف پیش کیے گئے۔

اجلاس شبینہ :رات نو بجے شبینہ اجلاسات کی کارروائی شروع ہوئی۔ امسال پانچ مختلف زبانوں مورے، جولا، بیسا، فل فل دے اور انگریزی میں الگ الگ مقامات پر یہ اجلاسات ہوئے۔ ان اجلاسات میں تقاریر کے بعد سوال و جواب بھی ہوئے۔

FEEMAB کا اجلاس: برکینافاسو کے احمدی مسلم طلبہ و طالبات کی تنظیم FEEMAB کا اجلاس رات نو بجے منعقد ہوا۔

اساتذہ میٹنگ :برکینافاسو میں پائے جانے والے احمدی اساتذہ و پروفیسرز کا ایک

اجلاس جلسہ سالانہ کے موقع پر منعقد ہوتا ہے۔ اس اجلاس کا فائدہ ہے کہ شعبہ تعلیم میں خدمت کرنے والے تمام احباب ایک دوسرے سے متعارف ہو جاتے ہیں اس سے ایک دوسرے کے لیے تعاون کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ یہ اجلاس رات نو بجے منعقد ہوا۔

احمدی ڈاکٹرز کی میٹنگ :برکینا فاسو میں خدمت کرنے والے احمدی ڈاکٹرز، شعبہ طب کے طلبہ و طالبات اور شعبہ صحت سے تعلق رکھنے والے دیگر افراد کا ایک اجلاس جلسہ سالانہ کے موقع پر منعقد ہوتا ہے۔ یہ اجلاس رات نو بجے منعقد ہوا۔

ریڈیو جلسہ :جلسہ کے موقع پر بستان مہدی میں ایف ایم ریڈیو کی انسٹالیشن کی جاتی ہے۔ دوران جلسہ مختلف مقامات اور ڈیوٹیوں پر موجود کارکنان بھی ریڈیو کے ذریعہ جلسہ کی کارروائی سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ اس ریڈیو کی نشریات تقریباً بیس کلومیٹرز تک سنی جاسکتی ہیں۔

سوشل میڈیا: شعبہ سوشل میڈیا نے جلسہ کی مکمل کارروائی براہ راست سوشل میڈیا پر نشر کی۔ جس میں ایکس، فیس بک، یوٹیوب، انسٹاگرام وغیرہ شامل ہیں۔

اجلاسِ مستورات: دو بجے نماز ظہر وعصر کی ادئیگی کے بعد مستورات کے اجلاس کا انعقاد ہوا جس میں تلاوت و نظم کے بعد ''ذہنی اور جسمانی صفائی کا کیسے خیال رکھا جائے'' کے موضوع پر تقریر ہوئی۔ دوسری تقریر ''دیانت اور وقار ایک احمدی عورت کی پہچان'' کے موضوع پر ہوئی۔ تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی بارہ لجنہ ممبرات کو تعلیمی اسناد دی گئیں۔ اس کے بعد چند مہمان خواتین نے اپنے تاثرات پیش کیے۔ آخر پر صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ برکینا فاسو نے اختتامی تقریر کی اور دعا کروائی۔

فورم: جلسہ کے موقع پر مذہبی ہم آہنگی کے قیام کے لیے ایک فورم منعقد کیا جاتا ہے جس میں متفرق مذاہب کے نمائندگان کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق دیے گئے موضوع پر روشنی ڈالیں امسال ''معاشرے میں قیام امن کس طرح کیا جائے'' کا موضوع رکھا گیا تھا۔ اس موقع پر جماعت کے نمائندہ کے علاوہ تین دیگر نمائندگان نے شرکت کی اور اپنے اپنے عقائد کے لحاظ سے تعلیمات پیش کیں۔ یہ اجلاس رات ساڑھے نو بجے مسرور آئی انسٹی ٹیوٹ کے کانفرنس ہال میں منعقد ہوا۔

نمائش: جلسہ کے موقع پر نمائش کا اہتمام کیا گیا ہے۔

نیشنل میڈیا پر خبریں :آج مقامی ٹی وی چینل TV 3 نے اپنے نیوز بلیٹن میں جلسہ سالانہ کی خبر نشر کی۔

لنگر خانہ: کھانے میں چاول، گوشت، مچھلی سپیگٹی اور ناشتہ میں بریڈ چائے کا انتظام کیا گیا۔

اختتامی اجلاس :آج حسب پروگرام سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قادیان کے جلسہ سالانہ سے اختتامی خطاب فرمانا تھا۔ برکینا فاسو جماعت کو بھی اس موقع پر ویڈیو لنک کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات کے ساتھ شامل ہونے کی اجازت عطا ہوئی تھی۔

جلسہ قادیان میں براہ راست شرکت: قادیان کے جلسہ میں مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ براہ راست شامل ہونے اور خطاب سننے کے لیے مردانہ اور مستورات کی جلسہ گاہوں دونوں طرف بڑی اسکرین کا انتظام کیا گیا تھا۔ احباب جماعت نے نظم وضبط سے بیٹھ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب سنا۔ خطاب کے بعد اختتامی دعا کے ساتھ ہی برکینا فاسو کا ۳۴واں جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

مقامی چیفس اور دیگر معززین کی جلسہ کی شرکت: ملک بھر سے سرکاری و غیر سرکاری عہدیداران، وزراء کے نمائندگان، ڈاکٹرز، ہائی کمشنر لیو، سپورٹس اینڈ نوجوانوں کے ڈائریکٹر کمبسری اور دیگر معززین جلسہ میں شامل ہوئے۔ لیو کے علاقے سے ایک بڑے چیف اپنے بھرپور وفد کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے۔ ایک مقامی چیف خاص طور پر تشریف لائے اور اپنے تاثرات میں بیان کیا کہ وہ جلسہ جماعت کے پیغام اور تعلیمات سے بہت متاثر ہیں۔ جب تک زندگی رہی وہ جلسہ میں شامل ہوتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔

جلسہ کی حاضری: برکینا فاسو میں دہشت گردی کی وجہ سے بہت سے علاقوں سے سفر کرنا ممکن نہیں۔ اس لیے تمام ریجنز سے نمائندگی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ڈوری ریجن سے احباب جلسہ میں شامل ہونے کے لیے نہیں آسکے۔ ڈوری میں ویڈیو لنک کے ذریعہ تینوں دن جلسہ کی کارروائی دیکھی اور سنی جاتی رہی۔ مجموعی طور پر ڈوری میں سات سو سے زائد افراد مستفید ہوئے۔ ملکی حالات خراب ہونے کے باوجود احباب بہت قربانی کرکے جلسہ میں شامل ہوئے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے خطاب میں برکینا فاسو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''برکینا فاسو کے حالات تو خاص طور پر بہت خراب ہیں''۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال جلسہ کی حاضری ۶/ہزار ۱۴۱/رہی۔ اس میں ڈوری کے احباب شامل نہیں ہیں۔

عشائیہ :رات نو بجے بستان مہدی میں مہمان خصوصی کے ساتھ جلسہ کی ڈیوٹی دینے والے عہدیداران اور کارکنان کے ساتھ عشائیہ ہوا جس میں افسر جلسہ سالانہ مکرم کونے داؤدا صاحب نے تمام کارکنان اور انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے دن رات محنت کر کے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش کی۔ مکرم مہمان خصوصی صاحب نے خاص طور پر مبلغین کرام کو نصائح کرتے ہوئے انہیں میدان عمل میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ (چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل برکینا فاسو)(الفضل،۲۷،۲۸،۲۹ دسمبر 2025ء)

# جماعت احمدیہ مالٹا کے ساتویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے جماعت احمدیہ مالٹا کو مورخہ ۱۹/ اکتوبر ۲۰۲۵ء بروز اتوار اپنا ساتواں جلسہ سالانہ ”ذکرِ الٰہی“ کے مرکزی موضوع پر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

امسال بھی جماعت احمدیہ مالٹا کو ایک بار پھر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے اپنے محبت بھرے پُر معارف پیغام سے نوازا۔ جلسہ کا آغاز صبح دس بجے خاکسار (مبلغ سلسلہ و صدر جماعت احمدیہ مالٹا) کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ مالٹا کے نام موصولہ پیغام پڑھ کر سنایا۔

جلسہ سالانہ کے دوران انگریزی اور اردو زبان میں کل چھ تقاریر اور دو ڈاکومنٹریز پیش کی گئیں۔ اسی طرح دورانِ سال جماعت احمدیہ مالٹا کی کاوشوں کی ایک جھلک پر مبنی پریزنٹیشن بھی پیش کی گئی۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر دو بچوں کی تقریب آمین بھی ہوئی اور انہیں انعامات دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم کے ساتھ جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک بیعت بھی ہوئی۔

جلسہ سالانہ پر کی جانے والی تقاریر کے موضوعات یہ تھے: دہریہ معاشرے میں خدا کی تلاش۔ آنحضرت ﷺ کا عجز و انکسار اور سادگی۔ جہاد بالقلم۔ تبلیغ ہمارا فرض۔ نظام جماعت کی برکات۔ تمہارے لیے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی اور ذکرِ الٰہی۔

جلسہ سالانہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔ جلسہ کی حاضری ۳۰ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان اور پیارے آقا کی دعاؤں کی برکت سے یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان، اخلاص، وفا، نیکی، تقویٰ اور پاکیزگی میں بڑھاتا چلا جائے۔ آمین

(رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) (الفضل، 24 دسمبر 2025ء)

# جرمنی کے شہر Nordhorn میں مسجد صادق کا بابرکت افتتاح

جرمنی کے شمال مغرب میں ہالینڈ کی سرحد سے قریب ۵۴؍ہزار آبادی پر مشتمل شہر Nordhorn ہے جو اپنے طرز تعمیر کے اعتبار سے ہالینڈ کا ہی ایک شہر لگتا ہے۔ ۱۹۸۵ء میں سب سے پہلے احمدی مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب یہاں آکر آباد ہوئے اور پانچ افراد پر مشتمل جماعت کا آغاز ہوا۔

شہر کی انتظامیہ سے اچھے روابط اور سماجی بہبود کے کاموں میں دلچسپی کے باعث شہر کے میئر Mr. Friedel Witte نے ۱۹؍جولائی ۱۹۹۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خط لکھ کر Nordhorn آنے کی دعوت دی جس کے جواب میں حضورؒ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ دیگر مصروفیات کے سبب امسال Nordhorn نہ آسکنے کی اطلاع دی۔

Nordhorn کی جماعت اگرچہ چھوٹی تھی لیکن شروع ہی سے مسجد تعمیر کرنے کا جذبہ رکھتی تھی اور اپنی اس خواہش کو گاہے بگاہے شہر کی انتظامیہ کے نوٹس میں لایا جاتا رہا۔ چنانچہ ۲۰۱۵ء میں شہر کی انتظامیہ نے ۱۶۰۰؍مربع میٹر کا موجودہ پلاٹ جماعت کو مسجد کے لیے آفر کیا جس کو فوری طور پر ادائیگی کر کے خرید لیا گیا۔ ستمبر ۲۰۱۵ء میں مسجد کے لیے خریدا جانے والا پلاٹ جماعت کے نام منتقل ہو گیا۔

مسجد صادق کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۴؍اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ ہالینڈ سے فرینکفرٹ جاتے ہوئے ۱۰۰؍مہمانوں کی موجودگی میں رکھا اور تقریب سے خطاب فرمایا جس کی تفصیلی رپورٹ ۴؍دسمبر ۲۰۱۵ء کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔

مسجد کافی عرصہ قبل تعمیر کے مراحل سے گزر کر مکمل ہو چکی تھی۔ دوران تعمیر جب بیرونی فنشنگ کا کام جاری تھا یہاں سب سے پہلی باجماعت نماز ظہر و عصر ۲۸؍ستمبر ۲۰۲۱ء کو مکرم عطاء الحلیم صاحب نے پڑھائی اور پہلا جمعہ یکم اکتوبر ۲۰۲۱ء کو مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب صدر جماعت نے پڑھانے کی توفیق پائی۔ اس کے ساتھ ہی نمازوں کی ادائیگی کا

سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ البتہ باقاعدہ افتتاح کے لیے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جرمنی میں آمد کا انتظار تھا۔ لیکن اب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ارشاد موصول ہونے پر کہ جو مساجد مکمل ہو چکی ہیں ان کا باقاعدہ افتتاح کر دیا جائے مسجد صادق کے افتتاح کے لیے ۶؍دسمبر بروز ہفتہ کی تاریخ مقرر کی گئی۔ چنانچہ اس روز دوپہر بارہ بجکر چالیس منٹ پر مکرم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے ممبران جماعت کی موجودگی میں افتتاحی تختی کی نقاب کشائی کی اور اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں مکرم صالح احمد صاحب نے اذان دی اور ایک بجے مکرم مبارک احمد تنویر مشنری انچارج جرمنی نے نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔

افتتاحی تقریب: مکرم حماد احمد صاحب سیکرٹری جائداد نے بتایا کہ اس مسجد کی تعمیر کا پراجیکٹ انچارج مکرم مبارز احمد جاوید صاحب کو بنایا گیا تھا۔ مسجد صادق بھی سو مساجد سکیم کے تحت بنی ہے لیکن اس کا تمام خرچ دو احمدی دوستوں مکرم عطاء الحلیم احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ اور مکرم منصور احمد صاحب ایڈیشنل سیکرٹری مال نے ادا کیا ہے جو تقریباً ۸؍لاکھ یورو ہے۔ پہلی پلاننگ ۲۰۱۷ء میں کی گئی پھر ۲۰۱۸ء میں اس میں کچھ تبدیلی کی گئی۔ پلاٹ کو جھاڑیوں وغیرہ سے صاف کرنے اور پھر ہموار کرنے کے بعد بنیادیں کھودنے کا کام، مینار کا کام، دیواریں پلستر غرض ہر قسم کا تعمیراتی کام احباب جماعت نے خود کیا ہے۔ چھت ڈالنے، دیواریں کھڑی کرنے، مینار کو فکس کرنے کے کام میں تعمیراتی کمپنی سے مدد لی گئی۔ انہوں نے ایک غیر از جماعت ترکی کے مسلمان دوست Ozdemi Hassan کا بطور خاص ذکر کیا جنہوں نے چار سو کلو میٹر دور Stuttgart سے آکر بلا معاوضہ تمام دروازے کھڑکیاں لگائیں۔ پراجیکٹ انچارج نے لجنہ اماء اللہ کے بھرپور تعاون کا بھی ذکر کیا۔

صدر جماعت نے وقار عمل میں نمایاں حصہ لینے والوں کے نام لے کر ان کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے سنگ بنیاد کے موقع پر حضور کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ کہ "شہر بھی خوبصورت ہے اور یہاں کے لوگ بھی خوبصورت ہیں" دہراتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ مسجد کی تعمیر کے بعد اسلام کی تعلیم کو زیادہ بہتر انداز میں مقامی لوگوں کے دلوں میں اتارنے کی ذمہ داری پوری کریں گے۔ ہم پہلے سے زیادہ عبادت کرنے والے اور اس مسجد کو آباد کرنے والے ہوں۔

مسجد کا رقبہ ۱۶۰۰ مربع میٹر ہے جس میں تعمیراتی حصہ ۵۳۰؍مربع میٹر پر مسجد، مربی ہاؤس لائبریری اور دفاتر بنائے گئے ہیں۔ مسجد کے دونوں حصوں میں ۱۵۰؍نمازیوں کے عبادت کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ (عرفان احمد خان۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل جرمنی)(الفضل 28 دسمبر 2025ء)

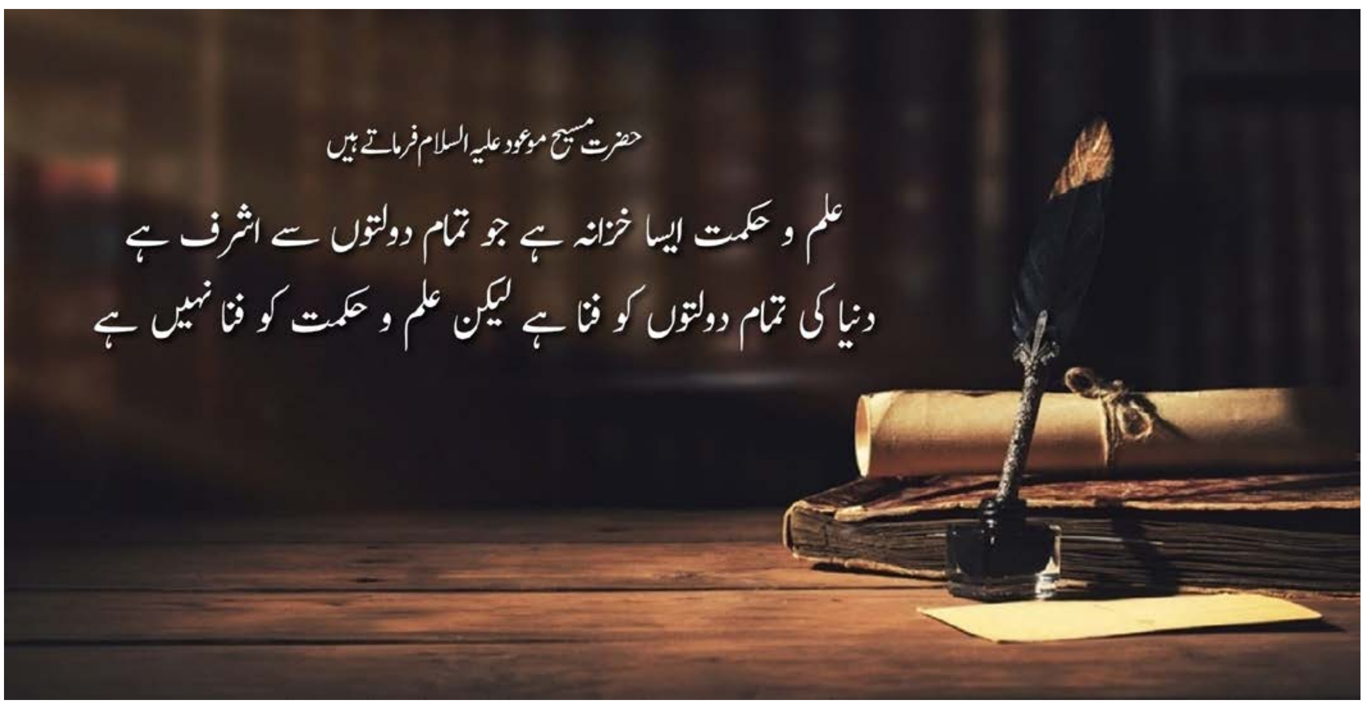


بشکریہ شیخ داؤد احمد

# کونگو کنشاسا کے ریجن Kikwit میں Mangai میں مسجد بیت الکریم کا افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۰؍اکتوبر ۲۰۲۵ء کو کونگو کنشاسا کے ریجن Kikwit کی جماعت Mangai میں مسجد بیت الکریم کا افتتاح ہوا۔

اس جماعت میں احمدیت کا پودا ۱۹۹۵ء میں لگا اور اگست ۲۰۰۲ء میں باقاعدہ مشن کا آغاز ہوا۔ اس جماعت میں پہلا جلسہ سالانہ ۲۰۰۳ء میں منعقد کیا گیا۔ پہلے یہاں کچی مسجد بنائی گئی تھی۔ اب چونکہ جماعت کافی تعداد میں ہو چکی ہے اس لیے ایک پکی اور بڑی مسجد کا بنانا ضروری تھا۔ چنانچہ ۲۷؍جون بروز جمعۃ المبارک مکرم عطاء القیوم صاحب ریجنل مبلغ نے یہاں پر مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ تعمیر کا باقاعدہ آغاز ۱۲؍جولائی کو ہوا اور خدا کے فضل سے ۶؍اکتوبر کو یہ مسجد مکمل ہوئی جس کا افتتاح ۱۰؍اکتوبر ۲۰۲۵ء بروز جمعۃ المبارک مکرم خالد محمود صاحب امیر جماعت احمدیہ کانگو کنشاسا نے کیا۔ مکرم امیر صاحب نے مسجد بیت الکریم میں خطبہ جمعہ دیا اور نماز جمعہ کی امامت کروائی۔ اہل دیہہ نے نئی مسجد میں نماز پڑھی۔

علاقہ کے میئر صاحب نے کہا کہ میں آج جماعت کا کام دیکھ کر بہت خوش ہوں اور آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

Chef De Groupement: چند دیہات کے ایک گروپ کا نگران اس گروپ کا چیف کہلاتا ہے۔ اس علاقہ کے مذکورہ چیف بھی تقریب میں موجود تھے، انہوں نے کہا کہ اس گاؤں میں اس مسجد سے زیادہ خوبصورت عمارت نہیں ہے چنانچہ میں تمام افراد سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کو اسی طرح پاک صاف اور اچھی حالت میں رکھیں۔ اسی طرح انہوں نے روایتی انداز میں مقامی گیت گا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ مکرم امیر صاحب اور میئر نے مل کر فیتہ کاٹا۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے بعد تمام احباب کی تواضع کی گئی۔

مسجد بیت الکریم کا مسقف حصہ ۱۲۰؍مربع میٹر ہے۔ اس میں بیک وقت ۲۵۰؍نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔

اس پروگرام میں کل حاضری ۸۰۰؍سے زائد رہی جس میں ۲۴۹؍غیر از جماعت افراد تھے۔ اس تمام تقریب کو Radio Mangai نے ریکارڈ کیا اور بعد میں نشر کیا جس کو Mangai سمیت ارد گرد کے دیہات میں سنا گیا۔ (رپورٹ: شاھد محمود خان۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) (الفضل 9 دسمبر 2025ء)

# سیرالیون کے ساؤتھ ریجن میں مساجد و سکول کا بابرکت افتتاح

## مسجد بیت الرحمٰن و خالدہ پرائمری سکول کا افتتاح

مکرم عقیل احمد صاحب ریجنل مبلغ ساؤتھ ریجن تحریر کرتے ہیں کہ ساں نگبیما(Sahn Ngbema) جماعت جو کہ بو شہر سے چالیس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، وہاں پر ۲۰۲۳ء میں ایک مسجد اور سکول کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا تھا۔ ان ہر دو پراجیکٹس کی تکمیل پر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۴؍جولائی ۲۰۲۵ء کو Sahn Ngbema کے مقام پر مذکورہ مسجد اور سکول کے افتتاح کی توفیق ملی جن کی تعمیر کا خرچ مکرمہ صبا شاہین صاحبہ جرمنی اور مکرمہ نادرہ امینی صاحبہ یوکے نے اپنے والدین مکرم رانا ضیاالدین صاحب اور خالدہ ضیا رانا صاحبہ جرمنی کے اعزاز میں ادا کیا۔ مورخہ ۲۸؍مئی ۲۰۲۳ء کو خاکسار (ریجنل مشنری ساؤتھ) نے ایک سادہ تقریب میں سنگ بنیاد رکھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مسجد کا نام 'بیت الرحمٰن' اور سکول کا نام 'خالدہ پرائمری سکول' عطا فرمایا۔ اس فیملی کو مسجد اور سکول کے قریب پانی کا کنواں لگوانے کی بھی توفیق ملی۔

مسجد بیت الرحمٰن، Sahn Ngbema

قبل ازیں مکرمہ خالدہ رانا صاحبہ کو بھی ایک مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت 'مسجد بیت الرحیم عطا فرمایا۔

مسجد اور سکول کی تکمیل کے بعد مورخہ ۴؍جولائی ۲۰۲۵ء کو افتتاحی تقریب منعقد کی گئی جس کے مہمان خصوصی مکرم الحاج موسیٰ میوہ صاحب امیر جماعت احمدیہ سیرالیون تھے۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مہمانوں کے تعارف کے بعد غیر احمدی امام، عیسائیوں کے نمائندہ اور پیراماؤنٹ چیف نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔ مکرم امیر صاحب نے مسجد کے قیام کی غرض اور جماعت احمدیہ کی خدمات کے موضوع پر تقریر کی اور دعا کروائی۔ اس تقریب میں ۴۰۰؍احباب نے شرکت کی۔ الحمدللہ۔ (الفضل 10 دسمبر 2025ء)

خالدہ پرائمری سکول

احمدیہ مسلم مسجد Walihun

Walihun جماعت جو کہ ریجنل ہیڈ کوارٹر بو شہر سے ۶۰ر کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، وہاں مورخہ ۱۷رنومبر ۲۰۱۸ء کو خاکسار نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد کے دوسرے فیز کا کام ۲۰۲۲ء میں دوبارہ شروع کیا گیا۔

احمدیہ مسلم مسجد Walihun

مورخہ ۵رجولائی ۲۰۲۵ء کو مسجد کے افتتاح کی تقریب منعقد کی گئی جس میں ۳۰۰ر احباب نے شرکت کی۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب نے مسجد کے قیام کی غرض اور جماعت احمدیہ کی خدمات کے موضوع پر تقریر کی اور دعا کروائی۔

مسجد بیت الصمد Mogbwemo

Mogbwemo جماعت Bonthe ڈسٹرکٹ میں ریجنل ہیڈ کوارٹر سے ۱۰۰ر کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ مورخہ ۳رمارچ ۲۰۲۲ء کو Mr Moriwai صدر جماعت نے احباب جماعت کے ساتھ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس مسجد پر سات لاکھ لیونز سے زائد خرچ آیا جس کا اسّی فیصد سے زائد ایک مقامی احمدی مکرم احمد علی جنجوعہ صاحب نے ادا کیا۔

مورخہ ۵/جولائی ۲۰۲۵ء کو تین بجے سہ پہر مسجد کے افتتاح کی تقریب منعقد کی گئی جس کے مہمان خصوصی مکرم امیر صاحب تھے۔ اس تقریب میں ۲۵۰/احباب نے شرکت کی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے مسجد کے قیام کی غرض اور جماعت احمدیہ کی خدمات کے موضوع پر تقریر کی اور دعا کروائی۔

مسجد بیت الصمد Mogbwemo

ان تینوں تقاریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مہمانوں کا تعارف کروایا گیا۔ مقامی معلم صاحب نے احمدیت کا تعارف مقامی زبان میں کروایا۔ اس کے بعد چیف، غیر از جماعت امام اور عیسائی نمائندوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔

ان تقاریب کے آخر پر مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں مساجد کی تعمیر کی غرض و غایت پر تقریر کی۔ غیر از جماعت امام، عیسائیوں کے نمائندہ اور پیراماؤنٹ چیف نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت کی خدمات کو سراہا۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام احمدیت کا نور پھیلاتا چلا جائے اور جماعت کو خدمات دینیہ کی توفیق ملتی رہے۔ آمین۔

(رپورٹ: سید سعید الحسن شاہ۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

# کینیا کی Narok County میں Olasit ٹاؤن میں پہلی احمدیہ مسجد کا افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیا میں مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کا کام پورے زور وشور سے جاری و ساری ہے اور ہر ماہ کسی نہ کسی ریجن میں مسجد یا مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد یا افتتاح عمل میں آتا ہے۔ ماہ نومبر میں کینیا کی ناروک کاؤنٹی (Narok County) جو مسائی لینڈ کا حصہ ہے میں پہلی احمدیہ مسجد کے افتتاح کی مبارک تقریب منعقد ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مسائی لینڈ کینیا کا وہ علاقہ ہے جہاں گذشتہ سال یعنی ۲۰۲۴ء تک جماعت احمدیہ کا پیغام نہیں پہنچا تھا۔ مارچ ۲۰۲۴ء میں مکرم امیر صاحب نے نکورو ریجن کے انچارج مکرم معلم عماری سکو صاحب کو اس علاقہ میں رابطے کرنے اور تبلیغی سرگرمیاں شروع کرنے کا کہا۔ چنانچہ معلم صاحب موصوف نے مقامی انتظامیہ سے رابطہ کر کے تبلیغی دوروں کی اجازت حاصل کی اور ماہ اکتوبر ۲۰۲۴ء میں اپنی ٹیم کے ساتھ یہاں پہلا تبلیغی دورہ کیا، پمفلٹس تقسیم کیے، مجالس سوال وجواب منعقد کیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی کوششوں کو مثمر بثمرات حسنہ فرمایا اور یہاں کچھ لوگوں نے بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت اختیار کی جس کے بعد یہاں تسلسل سے تبلیغی دورے کیے گئے جن کے نتیجے میں ایک قابل ذکر تعداد میں لوگ احمدیت میں داخل ہوئے اور ایک مضبوط جماعت بن گئی جس کے بعد علاقہ کے مرکزی ٹاؤن Olasit میں کرایہ کے مکان میں نماز سنٹر بنا کر مقامی

معلم تعینات کر دیا گیا۔ اس طرح اس علاقہ میں پہلی جماعت کا قیام عمل میں آیا اور یہ اس علاقہ میں کسی بھی مذہبی تنظیم کی طرف سے پہلی انٹری تھی۔

اس کے بعد جماعت نے یہاں ایک نہایت موزوں جگہ پر پلاٹ خریدا جس پر ۳۱ ؍اگست ۲۰۲۵ء بروز اتوار مکرم ناصر محمود طاہر صاحب امیر و مبلغ انچارج کینیا نے نکورو ریجن کے احباب جماعت و معلمین اور اراکین مرکزی مجلس عاملہ کی معیت میں اس علاقہ میں پہلی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس مبارک تقریب میں سرکاری افسران اور مقامی افراد بھی بڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ مسجد کی تعمیر کا کام مکرم عماری سکوا صاحب معلم سلسلہ کی نگرانی میں ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں ۱۸ ؍فٹ چوڑی اور ۲۷ ؍فٹ لمبی خوبصورت پختہ مسجد ماہ نومبر میں مکمل ہوئی جس میں اندازاً ۷۰ ؍سے ۸۰ ؍احباب نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد ہٰذا میں تمام بنیادی سہولتیں میسر ہیں۔ ان شاء اللہ جلد ہی ایم ٹی اے کی سہولت بھی فراہم کر دی جائے گی۔

مورخہ ۱۵ ؍نومبر ۲۰۲۵ء بروز ہفتہ مکرم امیر صاحب نے احباب جماعت و سرکاری افسران اور عمائدین علاقہ کی معیت میں اس مسجد کا افتتاح ایک سادہ مگر پُر وقار تقریب میں کیا۔ اس مبارک تقریب کا آغاز گیارہ بجے صبح مکرم امیر صاحب کی صدارت میں تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کے بعد منظوم کلام پیش کیا گیا پھر معلم انچارج نکورو ریجن مکرم عماری سکوا صاحب نے تمام احباب کو خوش آمدید کہا اور تعمیر مسجد کی رپورٹ پیش کی جس کے بعد مقامی پولیس کے ڈپٹی کمانڈنگ آفیسر Mr. Gordon اور ولیج ایلڈر نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مسجد کی تعمیر پر جماعت کو مبارکباد دیتے ہوئے جماعت کو ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ بعدہٗ مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں احباب جماعت کو مسجد کی تعمیر پر مبارکباد دی اور احباب کو آداب مسجد، اس کی صفائی و ستھرائی اور بروقت پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کی۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے سرکاری انتظامیہ اور مقامی احباب کے تعاون کا بھی شکریہ ادا کیا اور جماعت کی سوشل خدمات کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ عالمگیر کا مختصر تعارف پیش کیا۔ نیز آپ نے تمام حاضرین کو ۶ اور ۷ ؍نومبر ۲۰۲۵ء کو مسجد مبارک نکورو میں ہونے والے جلسہ سالانہ کینیا میں شمولیت کی دعوت بھی دی جس کے بعد آپ نے دعا کروائی۔ مسجد کے دروازے پر لگے فیتے کو کاٹ کر مسجد کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ اس کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور پھر تمام حاضرین جن کی تعداد ۲۰۰ ؍کے قریب تھی کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ اور یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کو مخلص نمازیوں سے بھر دے اور اسے اس علاقہ میں منبع رشد و ہدایت بنائے۔ آمین

(رپورٹ: محمد افضل ظفر۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)(الفضل، 11 دسمبر 2025ء)

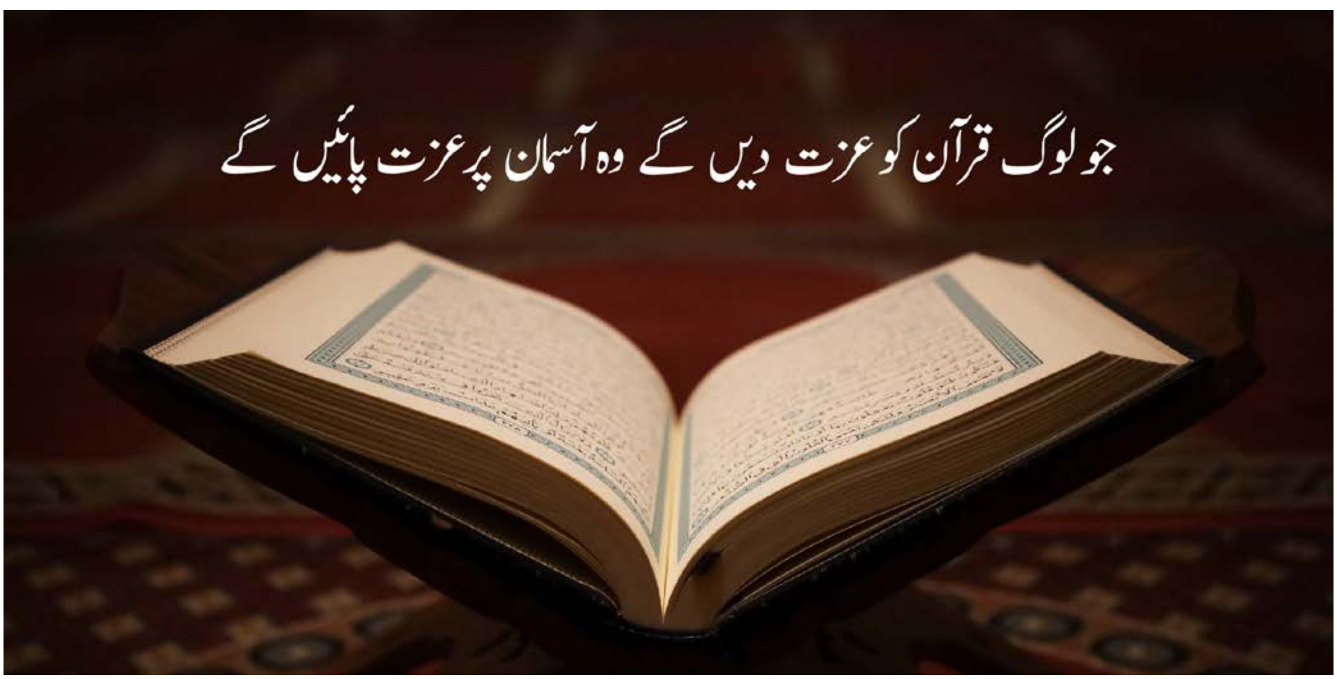


بشکریہ شیخ داؤد احمد

# اکرا(Accra)، گھانا، میں نئے ریجنل ہیڈ کوارٹر، مشن ہاؤس اور نئی تعمیر شدہ عظیم الشان ریجنل مسجد آدم پر مشتمل تین منزلہ عمارت کا افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ گھانا کو مورخہ ۱۶؍نومبر ۲۰۲۵ء بروز اتوار اشالے بوچے (Ashaley Botwe) نیوٹاؤن روڈ، ایڈ ٹامدینہ، گریٹر اکرا ریجن میں ریجنل ہیڈ کوارٹر، مشن ہاؤس اور ریجنل مسجد "مسجد آدم" پر مشتمل تین منزلہ عظیم الشان عمارت کے افتتاح کی بابرکت سعادت حاصل ہوئی۔ یہ مقام احمدیہ مسلم مشن اکرا سے ۲۰؍کلومیٹر جبکہ بستان احمد (وہاب آدم سٹوڈیو) سے ۸؍کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

مسجد کا اندرونی احاطہ ۴۵×۲۹ فٹ ہے جس میں تینوں منازل پر بیک وقت ۶۰۰؍سے زائد افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ہر منزل ایئر کنڈیشنڈ ہے اور ایم ٹی اے دیکھنے کے لیے بڑے LED ٹی وی نصب کیے گئے ہیں۔ عمارت میں نماز ہال برائے احباب و خواتین، کانفرنس ہال، لجنہ ہال، دفتر مجلس خدام الاحمدیہ، علیحدہ وضو و غسل خانے، گیسٹ ہاؤس، ریجنل مبلغ کی رہائش گاہ اور ۳۰؍KVA جنریٹر روم شامل ہیں۔

مسجد کو سفید، سنہرے اور نیلے رنگ سے مزین کیا گیا ہے جبکہ عربی رسم الخط میں قرآنی آیات کی خطاطی نے اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ منارۃ المسیح، قادیان کے طرز پر ایک بلند منارہ بھی تعمیر کیا گیا ہے جو دور سے نمایاں نظر آتا ہے۔

مورخہ ۱۶؍نومبر ۲۰۲۵ء کو افتتاحی تقریب کا آغاز صبح ساڑھے دس بجے مکرم امیر و مبلغ انچارج گھانا مولانا نور محمد بن صالح صاحب کی تشریف آوری سے ہوا۔ اکرا اور سینٹرل ریجن سے سینکڑوں مرد و خواتین شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم، مقامی زبان میں نغمات احمدیت اور حضرت مسیح موعودؑ کے ایک قصیدہ کے بعد افتتاحی کلمات مکرم مولوی مسرور احمد صاحب مظفر ریجنل مبلغ نے پیش کیے جن میں دعوت الی اللہ، ذکر الٰہی اور مجالس ذکر کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی۔

الحاج کوفی آدم یامواہ ریجنل صدر گریٹر اکرا ریجن، نے مسجد آدم کی تعمیر کی تاریخ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ۲۰۰۵ء میں زمین خریدی گئی، ۲۰۱۹ء میں مسجد و مشن ہاؤس کی تعمیر کا فیصلہ ہوا، ۲۰۲۰ء میں نقشوں کی منظوری ملی اور ۲۰۲۳ء میں سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس منصوبے پر ۳۰؍لاکھ سے زائد امریکی ڈالر لاگت آئی۔ انہوں نے مالی قربانی میں مرحومہ اہلیہ، اہل خانہ اور عزیزوں کی خدمات کا بھی ذکر کیا۔

تقریب میں دینی، سماجی اور سیاسی شخصیات نے خیر سگالی کے پیغامات پیش کیے جن میں نیشنل چیف امام کے نمائندہ امام علی صاحب، ڈاکٹر اسارے، مقامی چیف نانا کوبینا امپونسا اور دیگر شامل تھے۔ شرکائے تقریب نے مسجد کو امن، اتحاد، مذہبی رواداری اور روحانی تربیت کا مرکز قرار دیا۔

مکرم امیر صاحب گھانا نے اپنی تقریر میں تعمیر مساجد کے روحانی، معاشرتی اور معاشی اثرات بیان کیے اور ابراہیمی دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا۔ آپ نے مسجد تعمیر کرنے والوں کے لیے اجر عظیم اور پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے خاتمے کے لیے خصوصی دعا کی درخواست کی۔ مزید کہا کہ مساجد کی تعمیر اور خدمت دین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہر احمدی کا فرض ہے۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس مسجد کا نام 'مسجد آدم' رکھا ہے۔ اجتماعی دعا کے بعد فیتہ کاٹ کر مسجد اور مشن ہاؤس کا باقاعدہ افتتاح کیا گیا۔ بعد ازاں نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئیں اور حاضرین کے لیے طعام و ریفریشمنٹ کا اہتمام تھا۔ تقریب سہ پہر تین بجے اختتام پذیر ہوئی جو بلاشبہ ایک بابرکت اور روحانی طور پر مؤثر پروگرام تھا۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کو پورے گھانا میں امن، محبت، تبلیغ اور ہدایت کا مرکز بنائے۔ آمین۔

(رپورٹ: احمد طاہر مرزا۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)(الفضل، 13 دسمبر 2025ء)

# جماعت احمدیہ مالٹا کے ساتویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے جماعت احمدیہ مالٹا کو مورخہ ۱۹؍ اکتوبر ۲۰۲۵ء بروز اتوار اپنا ساتواں جلسہ سالانہ "ذکرِ الٰہی" کے مرکزی موضوع پر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک

امسال بھی جماعت احمدیہ مالٹا کو ایک بار پھر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے اپنے محبت بھرے پُر معارف پیغام سے نوازا۔ جلسہ کا آغاز صبح دس بجے خاکسار (مبلغ سلسلہ و صدر جماعت احمدیہ مالٹا) کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ مالٹا کے نام موصولہ پیغام پڑھ کر سنایا۔

جلسہ سالانہ کے دوران انگریزی اور اردو زبان میں کل چھ تقاریر اور دو ڈاکو منٹریز پیش کی گئیں۔ اسی طرح دورانِ سال جماعت احمدیہ مالٹا کی کاوشوں کی ایک جھلک پر مبنی پریزنٹیشن بھی پیش کی گئی۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر دو بچوں کی تقریب آمین بھی ہوئی اور انہیں انعامات دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم کے ساتھ جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک بیعت بھی ہوئی۔

جلسہ سالانہ پر کی جانے والی تقاریر کے موضوعات یہ تھے: دہریہ معاشرے میں خدا کی تلاش۔ آنحضرت ﷺ کا عجز و انکسار اور سادگی۔ جہاد بالقلم۔ تبلیغ ہمارا فرض۔ نظام جماعت کی برکات۔ تمہارے لیے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی اور ذکرِ الٰہی۔

جلسہ سالانہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔ جلسہ کی حاضری ۳۰ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان اور پیارے آقا کی دعاؤں کی برکت سے یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان، اخلاص، وفا، نیکی، تقویٰ اور پاکیزگی میں بڑھاتا چلا جائے۔ آمین

(رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) (الفضل، 24 دسمبر 2025ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ مالٹا ۲۰۲۵ء کے موقع پر بصیرت افروز پیغام کا اردو مفہوم

پیارے احباب جماعت احمدیہ مسلمہ مالٹا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا ساتواں جلسہ سالانہ ۱۹/ اکتوبر ۲۰۲۵ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور آپ سب کو بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور آپ کو ہمارے دین اسلام اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور راہنمائی کے بارے میں علم و فہم میں اضافہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر ہم ایک ہی فقرے میں جلسہ سالانہ کا حقیقی مقصد جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے سمجھیں تو وہ ہے "تقویٰ کی راہ پر چلنا"۔ یہ کہہ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ایک بہت بڑا سبق سکھایا ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو ہم اپنی زندگی میں حقیقی تبدیلی لا سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم دنیا کو مکمل طور پر ترک کر دیں اور سب سے مکمل طور پر تعلقات منقطع کر لیں۔ بلکہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اور اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے ہمیں نیکی کی راہ پر گامزن رہنا چاہیے اور کوئی دنیا پرستی ہمیں اس مقصد سے دور رکھنے والی نہ ہو۔

ہر احمدی کو عہد کرنا چاہیے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے انتھک محنت کرے گا۔ وہ مقصد اول یہ ہے کہ بنی نوع انسان کو اپنے خالق، ایک خدا کو پہچاننے اور اس کی عبادت کرنے کی دعوت دینا، اور دوم، اپنے انسانوں کے حقوق کو پورا کرنا، تاکہ دنیا میں امن اور ہم آہنگی قائم ہو۔

میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنے اور بہترین احمدی مسلمان بننے کی کوشش کرنے کی ترغیب دیتا ہوں۔ اپنی پنجگانہ نمازیں پابندی سے اور باجماعت ادا کریں، دعائیں بہت کریں اور اپنے دلوں میں مسلسل اللہ کا ذکر کرتے رہیں۔

اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

"انسان کو چاہئے کہ روحانی پانی کو تلاش کرے تو وہ اسے ضرور پالے گا۔ اور روحانی روٹی کو ڈھونڈے تو وہ اسے ضرور دی جائے گی۔ جیسا کہ ظاہری قانون قدرت ہے ویسا ہی باطن میں بھی قانون قدرت ہے لیکن تلاش شرط ہے جو تلاش کرے گا وہ ضرور پالے گا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں جو شخص سعی کرے گا خدا تعالیٰ اس سے ضرور راضی ہو جائے گا۔" (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۹۵)

آپ کو اپنی بیعت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور اپنی روحانی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ وہ معیار حاصل کیے جا سکیں جس کی امید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے افراد سے رکھی تھی۔ صرف اسی صورت میں آپ جلسہ کے مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں گے جب آپ اپنے ذاتی طرزِ عمل اور کردار کا جائزہ لیتے رہیں گے اور مثالی احمدی مسلمان بننے کی کوشش کریں گے۔

میں آپ کو خلافت احمدیہ کی اہمیت وبرکات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو بے شمار نعمتوں کا سرچشمہ ہے۔ آپ کو خلیفۃ المسیح کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنا چاہیے اور ہمیشہ وفادار رہنا چاہیے۔ آپ کو باقاعدگی کے ساتھ ایم ٹی اے دیکھنا چاہیے اور میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سننا چاہیے اور دیگر تقریبات اور مواقع پر میری بیان کی گئی باتوں پر بھی عمل کریں۔

میں ہر فردِ جماعت کو تبلیغی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لینے کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ آپ کو باقاعدہ پروگرام ترتیب دینا چاہیے اور سمجھداری سے منصوبہ بندی کرنی چاہیے، مالٹا کے تمام لوگوں تک اسلام کے پر امن اور محبت بھرے پیغام کو پہنچانے کے لیے ہمیشہ نئے طریقوں اور ذرائع کی تلاش میں رہنا چاہیے۔ اللہ آپ کو اس نیک کام میں کامیابی عطا فرمائے۔ اللہ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔

# چونتیسواں جلسہ سالانہ بینن ۲۰۲۵ء

۱۹تا۲۱/دسمبر۔

جلسہ سالانہ کی تیاریاں تقریباً ایک ماہ قبل شروع ہو گئیں جس میں بینن کے ریجن پوبے کے علاقہ کیتو (Ketou) میں موجود جماعت کی جلسہ گاہ ''بستانِ مہدی'' کی زمین کی جلسہ کے لیے تیاری سے کام شروع ہوا۔ ملک بھر میں جلسہ سے متعلق پوسٹرز اور دعوت نامے ارسال کیے گئے۔ اس کے علاوہ ریڈیو اور سوشل میڈیا کے ذریعہ جلسہ کی دعوت نا صرف احباب جماعت کے دی گئی بلکہ ائمہ اور دوسرے مذاہب کے رہنما اور اعلیٰ افسران کو بھی جلسہ کی دعوت دی گئی۔ اس کے علاوہ محترم محمود ناصر ثاقب صاحب مبلغ انچارج بینن نے نیشنل سیکرٹری محترم راجی محمد شہود صاحب کے ہمراہ ملک کے تمام ریجن کا دورہ کیا جس میں مبلغینِ کرام، لوکل مشنریز اور صدران جماعت نیز ریجنل صدران سے میٹنگز کیں جن میں انہیں جلسہ میں شمولیت کے لیے بھرپور کوششیں کرنے کی اور زیادہ سے زیادہ احباب جماعت اور غیر از جماعت مہمان جلسہ پر لانے کے لیے حکمتِ عملی کے ساتھ کوشش کرنے کی تلقین کی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ بینن کے پہلے اجلاس میں 6 مختلف مہمانان اور سیاسی اعلیٰ افسران نے شمولیت کی اور اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ جو کہ درج ذیل ہیں؛

Abdou Baqi SANNI BACHABI Director of Cabinet, Ministry of defense Benin

Mr. Dourhaman IGOUMA (Project manager in the cabinet of the president of Benin)

His majesty King Dê-Kpo dagba Lokpan 8, of Porto-Novo

His majesty King of Kika

Mr. Michel ALOKPO (CCCR)

Representative of the King of Porto-Novo

ان تمام مہمانان نے جماعت احمدیہ کو اپنے ۳۴ویں جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مبارک باد پیش کی نیز جماعت احمدیہ کی ملک بھر میں خصوصاً جبکہ دنیا بھر میں عموماً انسانیت کی خدمات کو سراہتے ہوئے جماعت احمدیہ کی امن کے قیام کے لیے کاوشوں کا اعتراف کیا۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ بینن کے جلسہ سالانہ کے لیے ایک خصوصی پیغام ارسال فرمایا جو کہ محترم امیر صاحب بینن نے پڑھ کر سنایا جس کا فرنچ ترجمہ محترم پوکولا قاسم افسر صاحب جلسہ سالانہ نے کیا۔

**وقفِ نو کا پروگرام:** نمازوں کی ادائیگی کے فوراً بعد وقفِ نو کے ایک پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں تلاوتِ قرآنِ کریم عزیزم زبیر عبد العزیز (واقفِ نو) نے کی اور فرنچ ترجمہ پیش کیا، نظم عزیزم طاہر مصطفیٰ (واقفِ نو) نے پڑھی، حدیث عزیزم فرید احمد مبارک (واقفِ نو) نے پڑھی اور ساتھ فرنچ ترجمہ پیش کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی واقفینِ نو کو نصائح پر مشتمل اقتباس عزیزم میسو توفیق (واقفِ نو) نے پڑھ کر سنائیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی واقفینِ نو سے توقعات پر مشتمل ۲۱ نکات عزیزم عبد العزیز آچیدے (واقفِ نو) نے پڑھ کر سنائیں جس کے بعد محترم امیر صاحب بینن نے واقفینِ نو کو اپنے وقف کی روح کو سمجھنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی تلقین کی آخر پر امیر صاحب نے دعا کروائی اور پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ گاہ مستورات میں ایک خصوصی پروگرام کا انعقاد ہوا جس میں تلاوتِ قرآن کریم کے بعد نظم ہوئی اور ناصرات نے ترانہ پیش کیا اس کے بعد جنرل سیکرٹری صاحبہ نے ''جماعت احمدیہ کی ترقی میں لجنہ اماء اللہ کا کردار'' کے موضوع پر تقریر کی اور نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے لجنہ اماء اللہ کو اپنی ذمہ داریاں سمجھتے ہوئے خود کو خدمتِ دین کے لئے پیش کرنے اور مالی قربانی میں پہلے سے بڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی۔

اس کے ساتھ ہی بینن کی روایت کے مطابق مختلف لوکل زبانوں میں جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ چونکہ دور دراز علاقوں سے احباب جلسہ سالانہ میں شرکت کے لیے آتے ہیں اور فرنچ زبان سمجھنے میں جن کو مشکل ہوتی ہے ان کے لیے لوکل زبان میں ایک خاص موضوع پر جلسہ کا انعقاد کیا جاتا ہے جن میں فولانی اور فونگبے زبان شامل ہیں۔ جلسہ کا عنوان ''آمد امام مہدی کی ضرورت و اہمیت'' تھا۔

(الفضل 21 دسمبر 2025ء) (مرزا فرحان احمد بیگ۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

# کیا آپ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟

جو کتابیں آپ نے پڑھ لی ہیں، ان پر نشان لگائیں اور جو نہیں پڑھیں انہیں amibookstore.us سے خرید کر مطالعہ فرمائیں۔

**روحانی خزائن جلد نمبر 1**
- ☐ براہین احمدیہ چہار حصص

**جلد نمبر 2**
- ☐ پُرانی تحریریں
- ☐ سُرمۂِ چشمِ آریہ
- ☐ شحنۂِ حق
- ☐ سبز اشتہار

**جلد نمبر 3**
- ☐ فتحِ اسلام
- ☐ توضیحِ مرام
- ☐ ازالۂ اوہام

**جلد نمبر 4**
- ☐ الحق مُباحثہ لدھیانہ،
- ☐ الحق مباحثہ دہلی
- ☐ آسمانی فیصلہ
- ☐ نشانِ آسمانی
- ☐ ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات

**جلد نمبر 5**
- ☐ آئینہ کمالات اسلام

**جلد نمبر 6**
- ☐ برکاتُ الدعا
- ☐ حُجّۃُ الاسلام
- ☐ سچائی کا اظہار
- ☐ جنگِ مقدس
- ☐ شہادۃُ القرآن

**جلد نمبر 7**
- ☐ تحفۂ بغداد
- ☐ کراماتُ الصّادقین
- ☐ حمامۃُ البُشریٰ

**جلد نمبر 8**
- ☐ نُورُ الحق دو حصّے
- ☐ اتمام الحُجّۃ
- ☐ سِرُّ الخلافۃ

**جلد نمبر 9**
- ☐ انوارِ اسلام
- ☐ مِنَنُ الرّحمان
- ☐ ضیاء الحق
- ☐ نورُ القرآن دو حصّے
- ☐ معیارُ المذاہب

**جلد نمبر 10**
- ☐ آریہ دھرم
- ☐ سَت بچن
- ☐ اسلامی اصول کی فلاسفی

**جلد نمبر 11**
- ☐ انجام آتھم

**جلد نمبر 12**
- ☐ سراجِ منیر
- ☐ استفتاء اردو
- ☐ حجۃ اللّٰہ
- ☐ تحفہ قیصریہ
- ☐ محمود کی آمین
- ☐ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
- ☐ جلسۂ احباب

**جلد نمبر 13**
- ☐ کتابُ البریہ
- ☐ البلاغ
- ☐ ضرورۃُ الامام

**جلد نمبر 14**
- ☐ نجمُ الہدیٰ
- ☐ رازِ حقیقت
- ☐ کشف الغطاء
- ☐ ایّامُ الصُّلح
- ☐ حقیقتُ المہدی

**جلد نمبر 15**
- ☐ مسیح ہندوستان میں
- ☐ ستارہ قیصرہ
- ☐ تریاقُ القلوب
- ☐ تحفہ غزنویہ
- ☐ روئیداد جلسہ دعاء

**جلد نمبر 16**
- ☐ خطبۃ الہامیۃ
- ☐ لُجّۃُ النُّور

**جلد نمبر 17**
- ☐ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
- ☐ تحفہ گولڑویہ
- ☐ اربعین
- ☐ مجموعہ آمین

**جلد نمبر 18**
- ☐ اعجازُ المسیح
- ☐ ایک غلطی کا ازالہ
- ☐ دافع البلاء
- ☐ الہُدیٰ
- ☐ نزولُ المسیح
- ☐ گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے
- ☐ عصمتِ انبیاء علیہم السلام

**جلد نمبر 19**
- ☐ کشتیٔ نوح
- ☐ تحفۃُ النّدوہ
- ☐ اعجازِ احمدی
- ☐ ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی
- ☐ مواہب الرحمان
- ☐ نسیم دعوت
- ☐ سناتن دھرم

**جلد نمبر 20**
- ☐ تذکرۃُ الشّہادتین
- ☐ سیرۃُ الابدال
- ☐ لیکچر لاہور
- ☐ اسلام (لیکچر سیالکوٹ)
- ☐ لیکچر لدھیانہ
- ☐ رسالہ الوصیت
- ☐ چشمۂ مسیحی
- ☐ تجلّیاتِ الٰہیہ
- ☐ قادیان کے آریہ اور ہم
- ☐ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

**جلد نمبر 21**
- ☐ براہین احمدیہ جلد پنجم

**جلد نمبر 22**
- ☐ حقیقۃُ الوحی
- ☐ اَلاِستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی (اردو ترجمہ)

**جلد نمبر 23**
- ☐ چشمۂ معرفت
- ☐ پیغامِ صُلح

احمدیہ کتب کے لئے amibookstore.us کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔

# Essay Writing Competitions for 2026

# مقابلہ مضمون نویسی۲۰۲۶ اردو، انگریزی

## Rules:

The essay can either be in English or in Urdu.

The scope and extent of coverage of a topic depends on the age of the participants.

The text of the essay must be typed in Word or an equivalent application. Essay should be provided in the original text file and not in a PDF. Pictures and graphics should be attached as graphic files and should not be inserted in the text file.

An essay of more than 1,000 words must have subheadings.

References should be properly mentioned at the end of the essay. Reference to a website is not acceptable if the source is available in print. References to Internet are generally discouraged. References to books should include the following:

1. The author(s), or editor(s)
2. The title (in italics)
3. The edition
4. The publisher's name
5. Year and place of publication

Translation of a quote should list the source of the translation. If the translation is by the author, it should mention that the translation is by the author.

Must be submitted online via email at publications@ahmadiyya.us. Please mention your phone number to call, your chapter and your auxiliary affiliation.

Please choose a topic that corresponds to its specific due date.

Selecting just one topic is sufficient.

Essays will be evaluated on the basis of relevance to the topic, completeness (various aspects related to the topic are covered comprehensively), style (grammar, flow, readability, arrangement of the contents) and scholarship (original historical and contemporary references).

## Prizes:

Essays will be judged by the auxiliary groups. The top three positions in each group will be awarded prizes. Select submissions will be considered for publication.

## Topics:

### Topic Area: Signs of Latter Days (Submit by 15 February 2026)

Signs of the latter days in world religions and their fulfillment

Signs of the latter days (comprehensive view, an overview or an aspect)

Signs of the latter days in the Holy Quran and their fulfillment

Signs of the latter days in Hadith and their fulfillment

Signs of the latter days in Islamic literature and their fulfillment

### Topic Area: Rejuvenation of Islam (Submit by 15 June 2026)

Death of Jesus - Holy Quran

Death of Jesus - Hadith

Death of Jesus - global witness

Truth of the Promised Messiah, may peace be upon him

Concept of God

Status of the Holy Prophet, may peace and blessings of Allah be upon him

Beauties of the Holy Quran

Salvation through Islam

### Topic Area: Heavenly Schemes Launched by the Ahmadi Khulafa (Submit by 15 December 2026)

Comprehensive view, an overview or an aspect of the fruits of a scheme or schemes launched by an Ahmadi Khalifah or by Ahmadi Khulafa.

# History Quiz Competition

**Know Your History Challenge**

All competitions will be held by four auxiliary groups: 1. Atfal. 2. Nasirat. 3. Lajna. 4. Khuddam and Ansar.

Chapter Level Competitions to be held in January/February 2026 will advance three members from each group to regional level.

Regional Level Competition to be held in March/April 2026 will advance three members from each group to national level.

National Level Competition to be held in May 2026 will advance the winners and the runners up in each group.

Questions will be posed from the following publications in the order they are listed:

Ahmadiyyat in America (1992)
Ahmadiyya Gazette April-September 2020 (Hundred Years of Ahmadiyyat in the US).
Fath-e-Azeem (the Great Victory) (2023)
Ahmadiyya Gazette USA Centennial Souvenir Edition Oct 2020 – Sep 2021
Ahmadiyya Gazette USA Oct 2021 – Sep 2022 (Special Issue on Inspired Souls)
Ahmadiyya Gazette March-June 2024 on Ahmadiyya Mosques in the US
African American Journey to Islam (2020)
The US Souvenir 1889-1989 (1989)
Khuddam Souvenir (1989)
Jalsa, A Historical Review (75th Jalsa Souvenir)
The Ahmadiyya Gazette May-June 2025 - Jalsa Salana Issue
Ahmadiyya Gazette USA Oct 2022 – Apr 2023 100-Year Timeline of Ahmadiyya Islam in the US
NY Souvenir 1989 (1989)
Annual Report of the Central Lajna Imaillah 1981-1982 (English, 1982)
Statistical Charts on the Progress of Ahmadiyyat (English, 1987)
Bait-ur-Rahman Inauguration 1994
US 50th Jalsa Souvenir (1998)
Fulfillment of a Grand Prophecy (2000)
Khuddam 25th Ijtima Anniversary Souvenir (2003)
Bait-ul-Jami Inauguration (2004)
Why Islam is My Choice (2007)
Faith Affirmed – A Journey to Ahmadiyyat Islam (2008)
By the Dawn's Early Light: Short Stories by American Converts to Islam (2009)
Perseverance (2016)
USA Khilafat Centenary Souvenir (2008)
Ahmadiyya Mosques Around the World (2008)
Al-Nur April-September 2020

General Resources:

Writings of the Promised Messiah, may peace be upon him (Ruhani Khaza'in).

Discourses of the Promised Messiah, may peace be upon him (Malfuzat).

Correspondence of the Promised Messiah, may peace be upon him (Maktubat-i-Ahmad).

Review of Religions

Al-Hakam

Badr/Al-Badr
Al-Fazl
Tarikh-i-Ahmadiyyat
Moslem/Muslim Sunrise (English, since 1921)
Ahmadiyya Gazette USA (English, since 1950)
Al-Nur USA (Urdu, since 1979)
(publications@ahmadiyya.us)

# Al Hilal

**Charity towards mankind is the cornerstone of Islamic teachings and a constant theme in the Holy Qur'an. The Holy Prophet[sa] was the kindest and most generous of all people. The Promised Messiah[as] showed us how to serve humanity with love.**

## We want to hear your thoughts!

**Why is giving Sadakah (charity) so important?**
**Why do you think Allah wants us to give in His Way?**

As always, we welcome original artwork, poetry, puzzles, photography, and adult submission with a young audience in mind. We ask parents to encourage young people to submit their original work. If parents have helped with the article, include "helped by [parent's name]." Additionally, please reference any material that is not your own.

Please submit your entries at the following link or send them to:
al-hilal@ahmadiyya.us by, **February 22, 2026**
https://forms.gle/vMVyXsqKwMTETYUR6

# Ideas for Al-Hilal
# The Blessings of Charity

Dear Nasirat & Atfal Secretaries & Parents,
As-Salamo 'Alaikum wa Rahmatullahe wa Barakatohu!
I am happy to introduce the next Al-Hilal theme with the attached flyer. As usual there are many ways to approach this topic, but I have given a few suggestions for you to discuss with your children and encourage them to write.

## Some suggestions for this theme:

- The Blessings of Charity
- Charity - an important part of faith.
- The many ways of Sadaqah
- Inspiring examples of Charity & Giving
- How Charity Builds Character

Entries can be submitted online at the following LINK:

https://forms.gle/vMVyXsqKwMTETYUR6
Or emailed to: al-hilal@ahmadiyya.us
Include your **NAME, AGE & JAMA'AT…**

Dear Nasirat and Atfal, we have enjoyed reading your submissions very much and look forward to hearing from you about **The Blessings of Charity** - your thoughts and experiences. Please notice **the deadline for submissions is:**

**February 22, 2026**

## Things to keep in mind:

- Choose a different aspect of the theme to write on so that we have a variety of articles on the topic – be creative!
- Research your topic well and give the references you use.
- Don't be in a hurry! Take some time to consider what you want to say.
- Be mindful of the length of your piece – neither too short nor too long.
- Use our Beloved Huzoor's (ab) recent Khutbas to find some new information.

Sometimes the Al-Hilal takes a while to go through the printing process and come to your door. We wanted you to know that the issues are also posted on our website at the following link. Be sure to check it out!

https://www.alislam.org/periodical/al-hilal/

With Prayers for your good health and well-being,
Was-Salam,
Saliha Malik, Chief Editor, Al-Hilal.

# محفوظ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے دعاؤں کی خصوصی تحریک

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اگست 2024ء میں دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ایک رؤیا تھا کہ ان کو ایک بزرگ نے کہا کہ

اگر جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سَو دفعہ یہ درود شریف سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھے، درمیانی عمر کے افراد ایک سَو دفعہ اور بچے تینتیس تینتیس دفعہ پڑھیں اور جو چھوٹے بچے ہیں ان کو ان کے والدین تین چار دفعہ یہ خود پڑھوا دیں۔ اسی طرح سَو دفعہ استغفار کریں۔ مَیں اس میں یہ شامل کرتا ہوں کہ سَو دفعہ رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ کا بھی ورد کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو رؤیا میں یہی دکھایا گیا تھا کہ اگر یہ کرو گے تو ایک محفوظ قلعے میں داخل ہو جاؤ گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

دو سَو دفعہ یہ درود شریف پڑھیں

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡۢبٍ وَّ اَتُوۡبُ اِلَیۡہِ

سَو دفعہ استغفار کریں

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ

سَو دفعہ وِرد کریں